ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا
از افادات حقیقت آگاہ معارف دستگاہ عارف
باللہ حضرت مولانا مولوی حافظ محمد انوار اللہ صاحب
انوار الحق
بتصحیح و اہتمام محمد اکرام علی مولوی فاضل عفا اللہ
عن ذنبہ الخفی والجلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ
واصحابہ اجمعین۔ پیشتر ایک رسالہ مسمی بافادۃ الافہام لکھنے کا اتفاق ہوا
تھا جسمین ازالۃ الاوہام کے اون استدلالون کا جواب دیا گیا جو مرزا صاحب نے آیات
قرآنی سے کیا۔ اسکے بعد تائید الحق مصنفہ مولوی حسن علیصاحب لکچرار دیکھنے مین آئی
جس مین انہون نے ایک لمبی چوڑی تمہید کرکے مدبرانہ انداز سے مرزا صاحب کی تائید
کی اس تقریر کا یہ اثر دیکھا گیا کہ ہمارے ہم مشرب بعض حضرات بھی اوسکی تحسین کرنے لگے
اور تعجب نہین کہ اوس نے بہتون کو متزلزل کر دیا ہو اسمین شک نہین کہ بعض جادو بھری
تقریرین ایسے ہی پر تاثیر ہوا کرتے ہین کہ دلون کو ہلا دیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین
وارد ہے وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا مگر جب اہل انصاف طالبین حق کے روبرو اصلی
واقعات اور ملمع سازیان مقررون کی بیان کیجاتی ہین تو وہ فوراً اپنے خیال سے رجوع
کرجاتے ہین اور جو لوگ نفسانیت کی راہ سے سخن پروری مین پڑجاتے ہین وہ اُسی خیال
پر اڑے رہتے ہین یہی وجہ ہے کہ ایسی تقریرون کے زور سے مذاہب باطلہ بکثرت

بنتے گئے اور عوام الناس کبھی اونکے دام مین آبھی گئے تو علما کے سمجھانے سے پھر
راہ راست پر آگئے لیکن چند سخن پرور انہین خیالات پر جمے رہتے تھے جنکے اتباع
اون مذاہب کو زندہ رکھنے والے ابتک موجود ہین اور ہر وقت اس کوشش مین لگے
ہوے ہین کہ اُن باطل مذاہب کو ترقی دین الحاصل جب کبھی نئے مذہب کی بنیاد پڑی
تو علمائے حقانی نے اوسکے قلع وقمع کی فکر کی اور بفضلہ تعالیٰ اوسکا اثر بھی ہوتا گیا کہ
عموماً وہ مذاہب باطلہ کے لقب کے ساتھ مشہور رہے اور اہل انصاف وحق پسند
اوس سے محترز رہے۔ فی الواقع یہ علما کا فرض منصبی ہے کہ بقدر وسع حق کی تائید مین کمی نکرین
ہر چند اس نو ایجاد مذہب قادیانی کے رد کی طرف بعض علما متوجہ ہین مگر بحسب اقتضائے
زمانہ جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ مین باطل کا شیوع ہوگا کچھ تو عموماً طبائع
ہی ایسے امور کی طرف مائل اور متوجہ ہین اور کچھ بہ تقاعد علما کے وجہ سے اس مذہب
کی روز افزون ترقی مین کمی نہین ہوئی چونکہ ایسی بدعت تازہ کے شیوع کے وقت
ہر شخص کو ضرور ہے کہ جہانتک ہوسکے روکنے کی فکر کرے اور یہ خیال نکرے کہ آخری زمانہ
مین اس قسم کے فتنونکا شیوع لازمی ہے کیونکہ کچھ نہو تو اتنا تو ضرور ہوگا کہ من کثر سواد قوم
فہو منہم کا مصداق بنیگا اسلیئے مین نے مناسب سمجھا کہ تائید الحق کا بھی جواب لکھون
اور اوسکے ضمن مین ازالۃ الاوہام کے بعض مباحث پر بحسب ضرورت بحث کرون جس سے
حقیقت اس نئے مذہب کی کھل جائے اور اہل انصاف وطالبین حق کے بکار آمد ہو
واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل وما علینا الا البلاغ۔

مولوی صاحب نے تمہید مین پہلا عنوان یہ قایم کیا کہ سچے خیر خواہون کے ساتھ ہمیشہ
کیسا سلوک ہوا ہمین بہت سی نظیرین پیش کین جن سے مقصود یہ ہے کہ مرزا صاحب کی
تکفیر وتفسیق جو ہورہی ہے وہ بھی اسی قسم کی ہے اس موقع مین ہم یہ بیان کرنا نہین چاہتے
کہ مرزا صاحب کیسے شخص ہین اور ان القاب کے مستحق ہین یا نہین اسوقت ہمارا روے
سخن صرف اوس تمہید کیطرف ہے کہ آیا وہ مسکت خصم ہے یا نہین۔ کتب تواریخ سے
ظاہر ہے کہ صحابہ کے زمانہ سے ابتک کوئی زمانہ نہین گذرا جسمین مفتری کذاب بے دینون

پیدا نہوئی اور اُس زمانے کے عمائدین او علمائے حقانی نے اونکی تکفیر نہ کی ہو جتنے مذاہب باطلہ آج کے زمانہ مین پائے جاتے ہین سب کے موجد زمانہ سابقہ ہی کے لوگ ہین اسکا کوئی انکار نہین کر سکتا کہ ایسے لوگ اُس زمانے مین نہین نکلے یا اونکی تکفیر نہین ہوئی نہ یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اون کی تفسیق بے موقع تھی کیا وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کیلئے اپنی مظلومی بیان کر کے اسی قسم کے استدلال نکرتے ہونگے پھر کیا اس قسم کے نظائر حقانیت پر دلیل ہو سکتے ہین ہرگز نہین بلکہ ایسے لوگون کے ساتھ جو بد سلوکیان کی گئین وہ ایک قسم کا عذاب الٰہی تھا جسکی طرف اشارہ اس آیۂ شریفہ مین ہے وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ یعنے چکھاوینگے ہم اونکو چھوٹے عذاب سوا بڑے عذابونکے کہ شاید وہ رجوع کرین اور فرماتا ہے وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ - یعنے جنکے دلمین بیماری ہے سو اونکو بڑہائی گندگی پر گندگی اور مرے جبتک وہ کافر رہے یہ نہین دیکھتے کہ وہ آزمانے مین آتے ہین ہر برس ایک بار یا دو بار پھر توبہ نہین کرتے اور نصیحت نہین قبول کرتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نفاق وغیرہ سے توبہ کرنے کیلئے بھی عذاب کیا جاتا ہے تاکہ وہ خدا کیطرف رجوع کرین۔ الحاصل نظیرین دونون قسم کی موجود ہین بلکہ اس قسم کی نظیرین دس بیس ملین تو اہل باطل کی تکفیر و تفسیق و تعذیب کی نظیرین ہزار ہا ملینگی۔ غرض یہ نظایر مولویصاحب کے مفید مدعا نہین ہوسکتین۔

مولویصاحب جو لکھتے ہین کہ یہ جہان دار الامتحان ہے اس عالم مین سب باتین کھُلکر دکھائی نہین جاتین۔ فی الحقیقۃ عادت اللہ ایسی ہی جاری ہے کہ حق و باطل اس جہان مین مشتبہ اور ملتبس رہا کئے سحر و استدراج کو ہمیشہ معجزہ اور کرامت کی ہمسری کا دعوی اور کلام الٰہی پر سحر و بیان کا دھوکا لگا رہا اصل یہ ہے کہ حق تعالے کے صفات کو کبھی تعطل و بیکاری نہین خواہ یہ عالم ہو خواہ دوسرا اسلئے کہ صفات جلال و جمال ہمیشہ اپنے کام مین

مصروف و مشغول ہین - اگرچہ بظاہر افراد بنی نوع انسان سے ہدایت اور شیاطین سے ضلالت متعلق ہے مگر جبتک حق تعالیٰ نہ چاہے نہ ہدایت ہوتی ہے اور نہ ضلالت جسکو خدا تعالیٰ ہدایت کرنا چاہے اوسے کوئی گمراہ نہین کرسکتا اور جسکو گمراہ کرنا چاہے اوسے کوئی ہدایت نہین کرسکتا قال تعالیٰ ومن یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ انہین صفات کا ظہور ہے کہ ہر زمانہ مین حق تعالیٰ کسی ایسے شخصکو پیدا کردیتا ہے جس سے بہت سے ہدایت پالیتے ہین اور بہت گمراہ ہوتے ہین - انبیا کو خاص ہدایت کیلئے مبعوث تھے مگر اونکے نہ ماننے والے گمراہ ہوئے - اور بہت سے مفتری کذاب کو گمراہ کرنے کیواسطے پیدا ہوے ہین مگر اونسے بھی صفت جمال اپنا کام لیتی ہے کہ اونکے نہ ماننے والے ہدایت پر سمجھے جاتے ہین جسکو خدا تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اوسکا سینہ حق بات کے ماننے کیلئے وسیع اور کشادہ ہوجاتا ہے اور جسکی گمراہی منظور ہوتی ہے اوسکا سینہ تنگ ہوجاتا ہے کما قال تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانما یصعد فی السماء وسعت سینہ کی یہ دلیل ہے کہ ہدایت کی بات اوسمین سماجائے علیٰ ہذا القیاس تنگی سینہ کی یہ دلیل ہے کہ وہ بات اوسکے سینے مین گنجایش نکرے اور یہ ظاہر ہے کہ اہل باطل کا سینہ باطل کیلئے کشادہ اور اہل حق کا دل اوس سے تنگ ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وسعت و تنگی دونون کیلئے ہوا کرتی ہے اسوجہ سے کوئی شخص حق و باطل مین اپنے دل کے مشورہ سے تمیز نہین کرسکتا بلکہ وہ جس بات کا قائل ہوتا ہے اوس چیز کو حق سمجھنے لگتا ہے جس سے پوچھئے اوسکا یہی دعویٰ ہے کہ مین حق پر ہون اور اوس سے نہایت خوش رہتا ہے کما قال تعالیٰ کل حزب بما لدیھم فرحون اور صرف سمجھتا ہی نہین بلکہ چاہتا بھی ہے کہ سارا جہان اپنا ہمشرب ہوجائے اسکا تصفیہ باہم ممکن نہین کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر کیونکہ جس مسئلہ مین دو فریق ہوجائین تو ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھے گا اور تیسرا حکم بنے تو کسی ایک فریق مین شریک ہوجائیگا یا وہ بھی ایک فریق نیا بنکر اپنے ہی کو حق پر سمجھنے لگے گا - غرض

سورۂ انعام ۱۵۴

اس عالم مین یاسکا تصفیہ ممکن نہین کہ شرح صدر کسکا حق پر ہے اور کسکا باطل پر حقتعالیٰ ہی
قیامت کے روز اسکا فیصلہ فرما دیگا۔ کما قال تعالیٰ ان ربك هو يفصل بينهم
يوم القيمة فيما كانوا فيه يختلفون ۔ اب مولویصاحب جو اپنا اطمینان
اور شرح صدر مرزا صاحب کی حقانیت پر ظاہر فرماتے ہین وہ کیونکر اس امر کی دلیل ہوسکے
کہ مرزا صاحب سچ مچ عیسیٰ موعود ہین ہمین کلام نہین کہ مرزا صاحب بڑے مرتاض
ہونگے مگر مشکل یہ ہے کہ جتنے مفتری دغاباز جعلساز ہوتے ہین جبتک وہ اچھے عادات
اچھے حالات اور مستند لوگون کی صورتون مین اپنے کو ظاہر نہین کرتے اونکی طرف
کوئی توجہ نہین کرتا۔ قرامطہ کا حال آپ نے تواریخ مین دیکھا ہوگا کہ ابتدا کیا تھی اور انتہا کیسی ہوئی
تاریخ دول اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص خوزستان سے سواد کوفہ مین آکر ایک مدت
تک اظہار تقدس مین مشغول رہا زہد و تقویٰ اور کثرت صلوٰۃ کی یہ صورت کہ تمام اقران معاصرین
مین ممتاز اکل حلال کی یہ کیفیت کہ اپنے ہاتھ سے بوریا بن کر اوس سے اوقات بسر کرتا
کسی سے کچھہ قبول نکرتا جب کوئی اوسکے پاس جاتا تو سوائے وعظ و نصیحت کے کسی
بات سے سروکار نہین غرض تقویٰ طہارت ۔ زہد ۔ ریاضت مین اوسکو وہ شہرت حاصل
ہوئی کہ کسی زاہد و عابد کو اوسکے مقابلہ مین فروغ نرہا جب دیکھا کہ لوگون کے دلونمین اپنی
بات کا پورا اثر ہونے لگا تو مشہور مشہور مسائل نماز وغیرہ مین تصرف کرکے خلاف اجماع
و مذاہب تعلیم شروع کی جب اوسمین بھی کامیابی ہوگئی تو آہستہ آہستہ خیر خواہانہ یہ تمہید کی
کہ طالبین حق کو ضرور ہے کہ کسی ایسے امام کے ہاتھ پر بیعت کرین جو اہل بیت نبوی سے
ہو غرض پوری طور پر اپنے مقصود کی تمہید ذہن نشین کرکے شام کو چلا گیا وہان بھی یہی طریقہ
اختیار کرکے لوگونکو امام برحق کا مشتاق بنادیا چونکہ دعوت اوسکی کسی معین شخص کے طرف
نہ تھی اسلئے بعضونکا خیال تھا کہ محمد بن اسمعیل امام وقت ہونگے اور بعض کسی دوسرے کو
خیال کرتے تھے بہر حال سبکو یہی انتظار تھا کہ امام وقت اب ظاہر ہونا چاہتے ہین کہ
ایک شخص قرامطہ سے جن مین یہ شخص تھا ظاہر ہو کر مہدویت کا دعویٰ کیا اس مہدی کا
اصلی نام ذکرویہ یحییٰ تھا مگر اپنا نام محمد بن عبداللہ بن اسمعیل بن جعفر صادق ظاہر کیا حالانکہ اسمعیل

سورۂ سجدہ ۱٦٤

ابن جعفر کا کوئی فرزند عبد اللہ نام نہ تھا ضرورت اس جعلسازی کی اسلئے ہوی کہ احادیث مین امام مہدی کا نام محمد بن عبد اللہ وارد ہے جو لوگ صرف امام کے منتظر تھے اونکو امام مہدی موعود کا ملجانا ایک نعمت غیر مترقبہ تھی اوسکے نکلتے ہی کل ہم مشرب اکٹھے ہو گئے اور یہ راے قرار پائی کہ اصلاح قوم کی فکر کیجاے چنانچہ بڑے بڑے گذرگاہون پر جو مین واقع ہو مین اور حرمین وغیرہ کے راستون مین رہزنی شروع کردیگئی اور تمام ملک حجاز وشام ومصر وغیرہ مین آتش فتنہ وفساد مشتعل ہوی چنانچہ اون مین سے ایک شخص ابو طاہر نام مع فوج کثیر مکہ معظمہ پر مسلط ہوا کسی کو وہان یہ طاقت نہ تھی کہ اس سیلاب بلا کو روک سکے۔ ابو طاہر گہوڑے کو دوڑا کر خاص حرم شریف کے اندر گھس آیا اور خانہ کعبہ کے دروازے پر آکھڑا ہوا اور اس غرض سے سیٹی دی کہ گہوڑا بول وبراز کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر اوس نے پکار کر کہا کہ کہان ہین وہ لوگ جو خدا کا کلام پڑہ پڑہکر سنایا کرتے تھے کہ ومن دخلہ کان آمنا یہ کہکر قتل عام کا حکم دیا۔ لکہتے ہین کہ تخمیناً تیس ہزار مسلمان مکہ معظمہ مین شہید کئے گئے جسمین ستراسو خاص مطاف مین جام شہادت سے سیراب ہوے اور کشتونکے سر کاٹ کر صرف سرونسے چاہ زمزم بھر دیا گیا اور تمام لاشین بغیر کفن نماز جنازے کے اندرون وبیرون شہر کے کوؤن اور گڑھونمین ڈالدئے گئے حجر اسود اکھاڑ لیا گیا جسکی وجہ سے بائیس سال تک کعبہ شریف حجر اسود سے خالی رہا تمام مکانات لوٹ لئے گئے۔ غرض مکہ معظمہ مین اس مہدی کا یہ فتنہ ایسا ہوا کہ اوسکی نظیر کسی تاریخ مین مل نہین سکتی۔

الحاصل بدنام ہونا برے کہلانا سزائین پانا حقانیت پر قرینہ نہین ہو سکتا ورنہ جعلساز دغاباز بدمعاش جن سے جیلخانے ہمیشہ بھرے رہتے ہین سبکو اہل اللہ کہنا پڑیگا اور نہ اظہار تقدس اوسکا قرینہ ہے جیسا کہ قرامطہ وغیرہ کے حال سے ظاہر ہے۔

مولوی صاحب نے جہان اسلام کے موجودہ دشمن فرقون کی فہرست لکھکر اونکی روزافزون ترقی اور اوسکی وجہ سے مرزا صاحب کی ضرورت ثابت کی ہے اونمین مولوی اور مشایخونکو بھی شریک کیا اور اونکو یہ خطاب عطا فرمائے۔

شیطان حشرات الارض زرپرست نفس پرست کم بخت موذی نائب شیطان ناپاک مجموعہ صفات ذمیمہ شریر فتنہ پرداز مسلمانون کے گمراہ کرنیوالے شیطان کے شاگرد رشید مکار وغیرہ۔ اسبات مین مولویصاحب اپنے پیر کی سنت پر عمل کررہے ہین کیونکہ مرزاصاحب بھی علما اور مشائخین کو ایسے خطابو نسے ذکر کیا کرتے ہین چنانچہ اونکی تصانیف مین یہ موجود ہین۔ اسے بدذات فرقہ مولویان تمنے جس بے ایمانی کا پیالہ پیاہے وہی عوام کو بھی پلایا علمار السوء اندہیرے کے کیڑو کتے گدھے حمار عقارب عقب الکلب یعنے کتے کے بچے خنزیر سے زیادہ پلید ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والے احمق پلید دجال مفتری اشرار اذل الکافرین اوباش بے ایمان بے حیا بددیانت فتنہ انگیز تمام دنیا سے بدتر جھوٹ کا گوکھایا جاہل جعلساز چمار ڈوموں کیطرح مسخرہ دشمن قرآن روسیاہ سفلے سیاہ دل شفہا شریر مکار شیخ نجدی عدو العقل غول الاغوال غدا بدسرشت فرعون ننگ کینہ ور کینہ مادرزاداندہے گندے مردارخوار نااہل نمک حرام نابکار۔ نالایق نااہل ایمان سے دور بھاگنے والے ابولہب فرعون بدذات خبیث نیچ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ وغیرہ وغیرہ جبکو صاحب عصائے موسیٰ نے مرزاصاحب کی کتابونسے نقل کیا ہے غرض کونسی گالی ان حضرات نے اوٹھا رکھی اور عذر یہ کیا کہ کمال جوش اور حرارت اسلامی مین یہ سب گالیان دی گئین گویا اس جوش سے انکو مرفوع القلم بنادیا ان گالیون کے پہلے آپنے یہ تمہید بھی کردی ہے کہ مصلحان قوم اپنی قوم کو بعض وقت بہت سخت الفاظ مین مخاطب کرتے ہین لیکن ان سخت الفاظ کے اندر محبت اور شفقت بھی رہتی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ آپ مصلح قوم ہین جسقدر گالیان دین اوسکے مستحق ہین چونکہ اصلاح قوم اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور یہ سخت وسست کہنا اوسکا ذریعہ ہے یا مادہ اسوجہ سے مولویصاحب اور اونکے پیر اوسکو عبادت اور باعث تقرب الٰہی سمجھتے ہونگے اس موقع مین واقعہ حرہ اور مسلم بن عقبہ کی کارگذاری یاد آتی ہے تاریخ دانون پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ اہل مدینہ منورہ جب یزید کے مخالف ہوگئے تو اوس نے مسلم بن عقبہ کو اونکی تادیب وتعذیب کیلئے مامور کیا وہ مقام حرہ مین جو مدینہ کے پاس ہے بارہ ہزار سپاہ ہونکے

ساتھ آپہونچا اور بعد سوال وجواب کے قتل عام وغارت کا حکم دیا اور تین روز تک مدینہ منورہ کو لشکریون پر مباح کردیا تاریخ الخلفاء اور جذب القلوب وغیرہ مین لکھا ہے کہ ہزار باکرہ لڑکیون کا بکر حرام سے زائل کیا گیا اور تمام شہر کے گھر لوٹے گئے جہان کوئی ملتا مارا جاتا صرف علماسات سو شہید کئے گئے جنمین تین سو صحابہ تھے مسجد نبوی مین گھوڑے دوڑائے گئے خاص روضہ شریف گھوڑونکی لید اور پیشاب سے متلطخ رہا۔ یہ سب مسلم بن عقبہ کے حکم سے ہوا اب اوسکی خوش اعتقادی سنئے جب اوسکی موت کا وقت آپہونچا تو آخری دعا یہ کی اللھم انی لم اعمل قط بعد شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ عملا احب الی من قتلی اھل المدینۃ ولا ارجی عندی فی الاخرۃ ذکرہ ابن اثیر فی تاریخہ الکامل یعنے یا اللہ بعد شہادت کلمہ طیبہ کے جو کچھ اعمال صالحہ مین نے اپنی عمر مین کئے اون سب سے زیادہ مجھے وہ عمل پسند ہے جو مدینہ کے لوگونکو مین نے قتل کیا اور اوسی عمل سے مجھے زیادہ تر توقع ہے کہ آخرت مین کام آئیگا۔

مسلم بن عقبہ کو صرف تادیب اہل مدینہ پر ناز تھا ہمارے مرزا صاحب کو اوس سے زیادہ ناز وفخر ہونا چاہئے کیونکہ وہ تمام اہل اسلام کی تادیب فرمارہے ہین اور وہان صرف جراحات سنان تھین یہان جراحات لسان ہین جو التیام پذیر نہین۔ جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ما جرح اللسان۔

پھر یہ گالیان کن کو دیئے جارہے ہین عوام الناس بازاریونکو نہین جنکی عادت مین گالیان دینا اور سننا داخل ہے بلکہ اون افراد قوم کو جنکو قوم نے اپنا رہبر مربی اور حامی دین بنا رکھا ہے اور ہر ایک اون پر سو جان سے فدا ہے معزز اور شریف لوگ قوم اُس کا اندازہ کرسکتے ہین کہ یہ گالیان سنکر قوم کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ سب کو جانے دیجئے خود مولوی صاحب اور اونکے پیر ہی غور کرین کہ کوئی ارذل یا اونکا ہمسر اونکے والد بزرگوار یا پیر کی شان مین یہ الفاظ کہے تو اونکا کیا حال ہوگا اگر غیرت دار ہون تو کیا اوس ذلت کے مقابلہ مین مرجانا آسان نہوگا۔ عرف مین ایسا شخص بڑا ہی بے شرم سمجھا جاتا ہے

کہ اوسکے باپ یا اوستاد یا پیر کو کوئی گالی دے اور وہ چپ رہے۔ نہایت افسوس اور شرمناک حالت ہے جس کے موجب مولویصاحب اور مرزا صاحب ہوے ہین۔ حق تعالی فرماتا ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ۔ پارہ ۷ ع ۱۸ یعنے بتون کو گالیان مت دو کہ وہ اللہ کو گالیان دینگے۔ ہادی برحق اور نبی صادق کو حق تعالی تعلیم فرماتا ہے اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ یعنے بلاو اپنے رب کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کیساتھ اور الزام دو اونکو جسطرح بہتر ہو۔ کیا مصلح قوم کی یہی شان ہے کہ اشتعالک طبع پیدا کرنے والے الفاظ سے طبیعتون کو مشتعل کرے اور اس قابل بنائے کہ حق بات سننے کی بھی صلاحیت باقی نرہے مولویصاحب نے اپنے آپکو جو مصلح قوم قرار دیا ہر وہ خود اونہی کی تقریر سے باطل ہوگیا ورنہ شرعا اس قابل ہے کہ مصلح قوم سمجھے جاین نہ عرفا یہ جو شکایت ہورہی ہر کہ کیونکی وجہ سے مسلمان ذلیل ہورہے ہین سچ ہر جس قوم کے مصلح رزالت سے کام لین اوسکو ذلت نہو تو کیا ہو۔ یہان مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو میرے ایک دوست کا دیکھا ہوا ہے کہ تراویح کی جماعت کسی مسجد مین ہورہی تھی جس مین وہ بھی شریک تھے اونکے قریب ایک شخص نے عین نماز مین اپنے باد و والے سے کچھہ بات کہی ایک شخص نے نماز ہی کی حالت مین اوس سے کہا کہ نماز مین بات کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تیسرے نے کہا تمھاری نماز کب باقی رہی چوتھے نے کہا الحمد للہ مین نے تو کوئی بات نکی۔ ایسا ہی مولویصاحب جو اورون پر الزام لگارہے ہین اسمین خود بھی مبتلا ہین مگر سمجھتے نہین علمائے ربانی وہ ہین جو اپنے عیوب کی تفتیش کرکے اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہتے ہین اور حتی الوسع دوسرے کے عیوب پر نگاہ نہین ڈالتے اور اگر امر بالمعروف کی ضرورت سمجھتے ہین تو ایسے ملایم اور دل نشین طریقے سے کرتے ہین جسکا اثر ظاہر ہو عموما تعلیم الہی امر بالمعروف کے بارے مین یہی رہی ہے کہ نہایت نرمی اور سہولت سے کام لیا جائے۔ باوجودیکہ اژدہائے خونخوار موسی علیہ السلام کی مدد کیلیے ساتھہ دیا گیا تھا مگر ارشاد یہی ہوا کہ فرعون کے ساتھہ نہایت نرمی سے گفتگو کیجائے کما قال تعالی

سورہ طٰہٰ ع ۳ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ یعنے کہو اوس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ (سورہ سجدہ ع ۴) ترجمہ جواب مین کہئے اوس سے بہتر پھر جو آپ دیکھو تو جسمین آپ مین دشمنی تھی وہ ایسا ہو کا جیسے دوست دارناتے والا اور یہ بات ملتی ہے اونہین کو جو صبر کرتے ہین اور یہ بات ملتی ہے اوسکو جسکی بڑی قسمت ہی اسی وجہ سے ہر شخص امر بالمعروف کا اہل نہین سمجہا جاتا کیونکہ امر بالمعروف مین عیوب پر مطلع کرنا ہوتا ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جسکا عیب ظاہر کرین وہ دشمن ہو جائیگا جس سے مخالفت اور جھگڑا پیدا ہونے کا سخت اندیشہ ہے جو ممنوع ہے کما قال تعالی وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (سورہ انفال ع ۱) یعنے آپسمین نہ جھگڑو پھر نامرد ہو جاوگے اور جاتی رہیگی تمھاری ہوا حقتعالے فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (سورہ مائدہ ع ۱۴) یعنے اے ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنے جانکی تمہارا کچھ نہین بگاڑتا جو کوئی بہکا جب تم راہ پر ہوے۔ باوجودیکہ امر بالمعروف کی ضرورت دوسری آیات سے ثابت ہے مگر اس آیت شریفہ مین جو اوسکی ممانعت ہے اوسکی تطبیق کی صورت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عوام الناس اوس سے روکے گئے ہین اور خواص کو اوسکی اجازت ہے جن سے اصلاح کی امید ہے بعضے صحابہ نے اس آیۃ شریفہ کا مضمون حضرت سے دریافت کیا تو فرمایا تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کئے جاؤ اوسوقت تک کہ لوگ دنیا اختیار کرلین اور خودرائی کرنے لگین تو اوسوقت صرف اپنی فکر کرو اور اونکو چھوڑ دو۔

بہرحال مولویصاحب کا یہ امر بالمعروف کرنا اس زمانہ مین کسیطرح بجا اور برمحل نہین ہوسکتا پھر یہ امر بالمعروف بھی کس مسئلہ مین کہ مرزا صاحب عیسیٰ موعود ہین جسکا ثبوت نہ قرآن سے ہے نہ حدیث سے نہ اور کسی علم سے حالانکہ امر بالمعروف کے لفظ سے ظاہر ہے کہ اس بات کا امر کیا جائے جو دین مین معروف ہو۔

اب غور فرمائیے کہ اگر مولویصاحب کو مدراس کے علماء نے وعظ سے روک دیا تو کیا برا کیا
خود خدا اور سول اونکو ایسے وعظ سے روک رہے ہین وعظ سے روکنے والونکا استدلال
اس حدیث سے ہوگا جو سنن دارمی مین مروی ہے عن اسماء بن عبید قال دخل
رجلان علی ابن سیرین فقالا یا ابا بکر نحدثک بحدیث قال لا قالا فنقرأ
علیک آیۃ من کتاب اللہ قال لا لتقومان عنی او لاقومن قال فخرجا فقال
بعض القوم یا ابا بکر وما کان علیک ان تقرأ علیک آیۃ من کتاب اللہ تعالی قال انی
خشیت ان یقرأ علی آیۃ فیحرفانہا فیقر ذلک فی قلبی یعنے اسماء
بن عبید کہتے ہین کہ دو شخص اصحاب ہوا سے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے
اور کہا اونہون نے کہ ہم آپ سے ایک حدیث کہتے ہین فرمایا مین نہین سنتا اونہون نے
کہا کہ ایک آیۃ قرآن کی پڑھتے ہین کہا مین نہین سنتا یا تم یہان سے اوٹھ جاؤ یا مین اوٹھ
جاتا ہون کسی نے اون سے پوچھا کہ اگر وہ آیۃ قرآن کی پڑھتے تو آپکا کیا نقصان تھا
فرمایا کہ مجھے خوف اس بات کا ہوا کہ وہ آیۃ پڑھین اور کچھ الٹ پلٹ کر دین جو میرے دلمین
وہ جم جائے اور دوسری روایت اوسی دارمی مین ہے عن الحسن وابن سیرین
انہما قالا لا تجالسوا اصحاب الاھواء ولا تجادلوھم ولا تسمعوا منہم
وھکذا قال ابو قلابۃ رضی اللہ عنہ یعنے حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ
نے فرمایا کہ اصحاب ہوا کے ساتھ نہ بیٹھو نہ اون سے مناظرہ کرو اور نہ اون سے
کوئی بات سنو۔ مرزا صاحب نے جو یہ دعوی کیا ہے وہ بالکل نیا ہے تیرا سو برس کے
عرصہ مین نہ کسی نے ایسا دعوی کیا نہ یہ کہا کہ عیسی علیہ السلام مر گئے اور جنکی آنیکی خبر احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے اونکا قائممقام کوئی دوسرا شخص ہوگا اہل ہوا ایسے ہی لوگون کو کہتے
ہین جو نئی نئی باتین اپنی خواہش کے مطابق دین مین تراش لیتے ہین۔ صحیح صحیح احادیث
سے ثابت ہے کہ جو نئی بات نکالی جائے وہ مردود ہے اوس سے احتراز اور اجتناب
کیا جائے اسیو۔ سے صحابہ ایسے لوگون سے جو نئی بات نکالتے نہایت احتراز کیا کرتے
چنانچہ ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلان شخص نے آپکو سلام کہا ہے فرمایا

مین نے سنا ہے کہ اس نے کوئی بات نئی نکالی ہے اگر یہ سچ ہے تو اوسکو سلام کا جواب نہ پہونچانا کما فی الدارمی عن ابن عمرؓ انہ جاءہ رجل فقال ان فلانا یقرأ علیک السلام قال بلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرأ علیہ السلام عرفجہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون کہ فرماتے تھے قریب ہے کہ فتنے اور نئی نئی باتین پیدا ہونگی جو کوئی اس امت کی اجتماع حالت مین تفرقہ ڈالنا چاہے جو کوئی ہو اوسکو تلوار سے مار ڈالو کما فی مسلم عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستکون ھنات و ھنات فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان غرض اس قسم کے اسباب سے نئی نئی باتون کے کہنے سننے سے روکدینا علما کا فرض منصبی ہے اگر انہون نے ایسے وعظ سے روکدیا تو یہ کوئی برہم ہونے کی بات نہین ہے بلکہ اس سے اونکو ممنون ہونا چاہئے ورنہ اگر یہ راستہ بالکلیہ کہلجائے تو اس آخری زمانے مین جو دین پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہین مخالفین دین کو موقع ملجائیگا اور ہر شخص نئی نئی باتین ایجاد کرکے دین مین داخل کردیگا۔ جبتک مرزا صاحب ادیان باطلہ کے رد کے طرف متوجہ تھے سب اونکے مداح تھے بلکہ اونکو مجدد بھی سمجھتے ہون تو تعجب نہین اور اب بھی اس حدتک کوئی برا نہین سمجھتا جسمین تائید دین ہو اگر یہہ چند نئی باتین چھوڑدین تو ابھی کل اہل حق اونکے رفیق و مددگار ہو جاتے ہین اور یہ ناحق کا جھگڑا جس سے نہ دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا مٹ کر کانہم بنیان مرصوص کا مضمون صادق آجاتا ہے اور یہ کچھ بڑی بات نہین۔ مرزا صاحب خود ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین ممکن ہے ایسا مسیح بھی آجائے جسپر حدیثون کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آجائین جب یہ خود تسلیم کرتے ہین تو پھر اس مشکوک دعوی پر اصرار کرکے مسلمانون کے ساتھ دشمنی قائم کرنے سے کیا فائدہ نسأل اللہ التوفیق وھو بالاجابۃ جدیر۔

مولوی صاحب اسلام اور مسلمانون پر کمال دلسوزی ظاہر کرکے ایک مرثیہ رونے اور چلانے کیلئے لکھتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون کا قحط ہو گیا ہے اور

دین اسلام گردش مین اور کفر کا زور وشور ہے اس مرثیہ مین اتنی کسر رہگئی کہ چند بند مرزا صاحب
کی عیسویت پر بھی پڑہا دیتے کہ ہائے عیسیٰ ابن مریم بھی اتر کے بیس برس ہو گئے مگر
بجائے اسکے کہ اون سے دین کی ترقی ہوتی کفر ہی کو ترقی ہوگئی اور ہو رہی ہے
اگرچہ بمقتضائے حسن ظن یہ ہے کہ یہ اظہار دلسوزی مولویصاحب کی نیک نیتی پر
حمل کی جاتی مگر مشکل یہ ہے کہ سید صاحب اور اونکے اتباع بھی اس سے
زیادہ نوحے اور واویلے لکھتے پڑھتے ہین۔ حالانکہ اونکی نیک نیتی کے قائل مولوی صاحب
بھی نہین ہین بلکہ اونکو دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کیونکر ہو کہ وہ
فی الواقع اصلی اسلام کے دوست اور مسلمانون کے خیر خواہ ہین اونکا مقصود تو صرف
یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر مسلمان ہین تو چند قادیانی ہین جسکا مطلب یہ ہوا کہ باقی سب
بے دین ہین چنانچہ صاف لکھتے ہین کہ مسلمانون کا قحط ہوگیا ہے۔

اس طریقہ کی ایجاد ابتدائے اسلام ہی مین ہوچکی ہے چند لوگ ایسے پیدا ہوئے کہ
کمال درجہ کا زہد تقویٰ پرہیزگاری ایمانداری ظاہر کرکے کل صحابہ وتابعین کو بے دین
قرار دیا اور ظاہری حالت اونکی دیکھکر بہت سے ظاہر بین اونکے طرف مائل اور اونکے
ہم خیال ہوتے گئے یہانتک کہ ایک بڑی جماعت بن گئی جنکے قلع وقمع کی طرف
سلطنت کو متوجہ ہونا پڑا اور پھر بھی نہو سکا اون سب کا اعتقاد یہی تھا کہ اگر مسلمان ہین تو
ہم ہین باقی سب صحابہ اور تابعین کافر ہین نعوذ باللہ من ذلک۔ ان لوگون کے واقعات
وحالات بہت ہین مگر تہوڑا سا حال بقدر ضرورت یہان لکھا جاتا ہے جس سے طرز
رفتار معلوم ہوجائے۔ جو واقعات یہان لکھے جاتے ہین فضائل سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
مولفہ امام نسائی مستدرک حاکم کنز العمال اور تاریخ کامل وغیرہ متعدد معتبر کتابون سے
ماخوذ ہین وہی ہذہ۔

قصہ خوارج

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہؓ مین بہت سی لڑائیان ہوئین اور طرفین سے ہزارون
اہل اسلام شہید ہوئے تو یہ رائے قرار پائی کہ دونون طرف سے دو شخص معتمد علیہ حکم قرار
دیے جائین وہ جو کچھ فیصلہ کرین نافذ ہو اور باہمی جھگڑے مٹ جائین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کے طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاویہؓ کے جانب سے عمرو بن عاصؓ مقرر ہوئے اور طرفین سے عہدنامہ لکھا گیا اور اشعث بن قیس اس کام پر مامور ہوے کہ وہ عہدنامہ ہر قبیلہ مین جاکر سنا دین جب وہ قبیلہ بنی تمیم مین جاکر عہدنامہ سنائے تو عروہ بن ادیہ تمیمی نے کہا کہ عجیب بات ہے یہ لوگ آدمیونکو حکم بناتے ہین حالانکہ اللہ کے سوائے کوئی حکم نہین کرسکتا حق تعالیٰ فرماتا ہے ان الحکم الا للہ اور یہانتک برہم ہوا کہ تلوار کھینچکر اشعث پر حملہ کیا تو وہ بچگئے مگر اونکا گھوڑا زخمی ہوا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا بات تو سچی ہے مگر مقصود اوس سے باطل ہے پھر فرمایا کہ اگر وہ ہم سے مقابلہ کرین تو ہم اول اون سے تقریر کرکے قائل کرینگے اور نہ مانین تو قتل کرڈالینگے زید بن عاصم محاربی جو اوس مجلس مین موجود تھا یہ سنکر اوٹھ کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا کہ یا اللہ ہم تجھسے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ اپنے دین مین دناوت اختیار کرین اور کم ہمتی کو عمل مین لائین - اے علی کیا تم ہمکو قتل سے ڈراتے ہو ہوشیار رہو واللہ ہم تمہین قتل کرڈالینگے اوس وقت تمہین معلوم ہوگا کہ خدا کی راہ پر تم چلتے ہو یا ہم پھر وہ اور اوسکے بھائی نے ایک جماعت فراہم کی جنمین عبد اللہ بن وہب راسبی بھی تھا اوس نے خطبہ پڑھا کہ ہمکو پہاڑون یا دوسرے شہرون مین جانا ضرور ہے تاکہ گمراہ کرنے والے بدعتون سے ہمارا انکار ثابت ہوجائے پھر دنیا کی بے ثباتی اور متقیون کے فضائل بیان کرکے سب کو شہر سے کوچ کرنے پر آمادہ کیا اوسکے بعد یہ مسئلہ پیش ہوا کہ امیر کون قرار دیا جائے بعد اختلاف کے یہ امر طے ہوا کہ عبد اللہ بن وہب ہی اس کام کیلئے منتخب کیا جائے اوس نے اول تو انکار کیا لیکن بعد رد و قدح کے یہ کہکر قبول کیا کہ مجھے مطلقاً خواہش دنیوی نہین نہ مین امارت چاہتا ہون نہ مجھے اوس سے کوئی خوف ہے اللہ کے واسطے یہ خدمت قبول کرتا ہون اگر اسمین مرجاؤن تو کوئی پروا نہین پھر اوس نے کہا کہ اب ایسا شہر تجویز کرنا چاہیے کہ جسمین ہم سب جمع ہون اور اللہ کا حکم جاری کرین کیونکہ اہل حق اب تمہین لوگ ہو چنانچہ نہروان تجویز ہوا اور یہ سب خوارج وہان چلے گئے - حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اونکے نام خط لکھا کہ اب بھی چلے آؤ انہون نے جواب دیا کہ اگر تم اپنے کفر پر گواہی دیتے ہو

اور نئے سرے سے توبہ کر لیتے ہو تو دیکھا جائیگا اب تو ہمنے تمکو دور کر دیا ہے کیونکہ
اللہ تعالے خیانت کرنیوالونکو دوست نہین رکھتا۔ زیاد بن امیہ نے عروہ بن اُدیہ
خارجی سے پوچھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کا کیا حال تھا کہا اچھے تھے پھر عثمانؓ کا حال دریافت
کیا کہا ابتدا مین چھ سال تک اونکو مین بہت دوست رکھتا تھا جب اونہون نے
بدعتین شروع کین اون سے علیحدہ ہوگیا اسلیئے کہ وہ آخر عمر مین کافر ہو گئے تھے
پھر علی رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا کہا کہ وہ بھی اوائل مین اچھے تھے آخر مین کافر
ہو گئے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا اونکو سخت گالی دی پھر زیاد ابن امیہ نے
اپنا حال پوچھا کہا تو اوائل مین اچھا تھا اور آخر مین گزندہ ہوگیا اور دونون حالتو نکے
بیچمین تو اپنے رب کا نافرمان رہا زیاد نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا پھر اوسکے
غلام کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کا مختصر حال بیان کر کہا جب مین اسکے پاس کھانا لیجاتا
یا اور کسی کام کیلئے جاتا تو اوسکا یہی اعتقاد اور اجتہاد اور دلسوزی پاتا غرض ضرورت
سے زیادہ دلسوزی بھی علت سے خالی نہین۔ خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
صرف دو باتون سے بگڑے جنمین ظاہر الکمال دینداری معلوم ہوتی ہے ایک حکم کا
مقرر کرنا جسکو اونہون نے شرک قرار دیا تھا اسوجہ سے کہ حکم خدایتعالی کا خاصہ ہے
دوسرا اوس مین شریک نہین ہو سکتا کما قال تعالی اِنِ الحکم الا للہ دوسرے
یہ کہ مسلمانون سے اونہون نے لڑائی کیون اگر لڑنا ضرور تھا تو اونکا مال غنیمت کیون
نہ بنایا حالانکہ یہ دونون امر قرآن سے ثابت ہین اونکے زہد و تقوی کی یہ حالت تھی
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جب چھ ہزار خوارج ایک مقام مین جمع
ہوئے تو مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اجازت لیکر عمدہ لباس پہنکر اونکے پاس گیا
اونہون نے دیکھتے ہی کہا کہ اے ابن عباس یہ لباس کیسا مین نے جواب تو دیدیا
مگر اونکی حالت یہ دیکھی کہ عبادت اور ریاضت مین کسی قوم کو اونکا نظیر نہین پایا نہ صحابہ کو
نہ تابعین کو اونکے چہرے شب بیداری کی وجہ سے سوکھے اور ہاتھ پاؤن
نہایت دبلے۔ جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کا

بیہچا گیا ہم اونکے لشکر کے قریب پہونچے اونکی حالت دیکھی کہ ہر طرف سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی ہے سب لوگ تہمد باندھے ہوئے اور ٹوپیاں اوڑھے ہوے یعنے کمال درجے کے زاہد و عابد نظر آئے یہ حالت اونکی دیکھتے ہی میرے دل پر سخت صدمہ ہوا اور مین گھوڑے سے اتر کر جناب باری کیطرف رجوع کیا اور نماز کی حالت مین یہ دعا کرنے لگا کہ الٰہی اگر اس قوم کا قتل کرنا طاعت ہو تو مجھے اجازت دے اور اگر معصیت ہو تو مجھے اوسپر مطلع فرما دے مین اسی حالت مین تھا کہ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور فرمایا کہ جندب خدا کے غضب سے پناہ مانگو اے جندب یاد رکھو کہ ہم مین سے دس شخص شہید نہ ہونگے اور انمین سے دس نہ بچینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ طارق بن زیاد کہتے ہین کہ جب وہ لوگ قتل ہو چکے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک قوم ایسی پیدا ہو گی کہ بات سچی کہینگے مگر اونکے حلق کے نیچے نہ اترے گی اور دین سے وہ ایسے نکلے ہوئے ہون گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا اور اونکی علامت یہہ ہے کہ انمین ایک شخص سیاہ رنگ ہوگا جسکا ایک ہاتھ ناقص ہوگا اور اسپر چند سیاہ بال ہونگے انمین اوسکی تلاش کرو اگر وہ ملگیا تو سمجھو کہ تمنے بدترین خلق کو قتل کیا ورنہ بہترین خلق کو تمنے مارا یہ سنتے ہی صحابہ کو فکر ہوی اور بے اختیار رونے لگے اوسکی تلاش مین سرگرم ہوئے چنانچہ تمام لاشون مین ڈھونڈ ڈھونڈ کر اوسکو نکالا اوسکی ملتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام صحابہ سجدۂ شکر مین گرے۔

خوارج کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حق تعالیٰ عجم مین ایک نبی پیدا کرے گا اور اسپر ایک کتاب نازل ہو گی جو آسمانون مین لکھی ہوئی ہے غرض جیسے یہ لوگ اپنے چند ہم مشربونکو مسلمان قرار دیکر دوسرونکو گمراہ ٹھیرائے تھے مولویصاحب بھی وہی کر رہے ہین۔ ان واقعات سے کئی امور مستفاد ہوتے ہین ایک یہ کہ کمال دلسوزی اسلام اور مسلمانون کی حالت پر ظاہر کرنا دینداری اور حقانیت کی دلیل نہین ہو سکتی دوسرا کمال ریاضت و مجاہدہ و ترک دنیا حقانیت کی دلیل نہین ہو سکتی۔ تیسرا مسلمانون کو بے دین اور خود کو دیندار قرار دینا اہل باطل کا شعار ہے۔ چوتھا تمام مسلمانون کے خلاف مین ایک نئی بات ایجاد کرنا اور مسلمانون

تفرقوا الّا خدا اور سول کے پاس مذموم ہے۔
مولویصاحب کو اپنی طبیعت خداداد پر ناز ہے کہ ولی کو پہچان لیتے ہین اسیوجہ سے
مرزا صاحب کو پہچان لیا اوسکی تصدیق مین ہین کلام ہے جب صحابہ کو خوارج کی
ولایت اور اونکے بہترین خلق ہونے کا گمان ہوا اور فی الواقع وہ دھوکا ثابت
ہوا تو اب اون سے بڑھکر ولی کو کون پہچان سکتا ہے ہیچ تو یہ ہے کہ ولی کو حق تعالی
پوشیدہ رکہتا ہے اگر مولویصاحب اس لحاظ سے کہ ولی را ولی می شناسد
اپنے کو ولی سمجھتے ہین تو یہ دوسری بات ہے صحابہ کی تو یہ حالت تھی کہ بجائے
اسکے کہ اپنے کو ولی سمجھین خود اپنے ایمان کو متہم رکھتے تھے چنانچہ صحیح روایتو نسے
ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اکثر حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کرتے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منافقون مین تو شریک نہین فرمایا حنظلہ رضی اللہ عنہ
ایک وقت اپنی حالت قلبی دیکھکر بے اختیار کہہ اوٹھے کہ نافق حنظلہ یعنی حنظلہ منافق ہوگیا اور
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی انکے ہمزبان ہو گئے یہ روایت صحاح مین موجود ہے
اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کی ولایت تو کیا اپنی ولایت بھی ہر شخص کو معلوم ہونا ضرور
نہین وجہ اسکی یہ ہے کہ ولایت افعال و اعمال کا نام نہین بلکہ وہ ایک نسبت ہے
جو بندہ اور معبود کے بیچ مین ہوتی ہے جسکا ماحصل تقرب الٰہی ہے پھر جسکو تقرب الٰہی
ہو تو ضرور نہین کہ دوسرے کا تقرب بھی اوسکو معلوم ہو اور جسکو تقرب ہی نہو تو کسی کا تقرب
اوسے کیونکر معلوم ہو سکے۔ رہی یہ بات کہ اعمال صالحہ اور قرائن سے کسیکا تقرب
معلوم کرین سو وہ قابل اعتبار نہین ہو سکتا بخاری شریف مین ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل لیعمل عمل اھل الجنة فیما یبدو
للناس وھو من اھل النار وان الرجل لیعمل عمل اھل النار
فیما یبدو للناس وھو من اھل الجنة۔ یعنے دیکھنے مین بعضون کے
عمل جنتیون کے ہوتے ہین اور درحقیقت وہ دوزخی ہوتے ہین اور بعضو نکے
عمل دیکھنے مین دوزخیون کے ہوتے ہین اور وہ جنتی ہوتے ہین مطلب یہ کہ

ظاہری اعمال سے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی ابھی قرامطہ اور خوارج کا حال معلوم ہوا بلعم باعور کا قصہ تفاسیر مین مصرح ہے کہ نہایت مقدس مستجاب الدعوات تھا اور بعض روایات سے تو اوسکی نبوت بھی معلوم ہوتی ہے مگر انجام کار بے دین ہو کر مرا جسکی مذمت قرآن شریف مین ہے ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث شعر زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ ؛ رند از رہ نیاز بدار السلام رفت - ہر شخص جس کسی کا مرید ہوتا ہے اوسکو ولی سمجھتا ہے پھر اون مین ایسے بھی لوگ ہوتے ہین کہ پیر و مرید دونون خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہین شعر اے بسا ابلیس آدم روے ہست پس بہر دستے نباید داد دست ؛ صحابہ کا زمانہ دوسرے تمام زمانون سے بہتر اور افضل ہونا اور اوسکے بعد ابتری اور خرابی بڑھتی جانا صحیح صحیح حدیثون سے ثابت ہے جب اُس زمانہ کا یہ حال ہو کہ صحابہ جن پر حسن ظن کرین وہ خوارج نکلین تو ہم آخری زمانیکے جن پر حسن ظن کرین خدا ہی جانے اونکی کیا حالت ہوا امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الجواہر المکللہ فی الاحادیث المسلسلہ مین بسند متصل عروہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر لبید ابن ربیعہ کے یہ اشعار پڑھا کرتی تھین - ذہب الذین یعاش فی اکنافہم ؛ وبقیت فی خلف کجلد الاجرب ؛ یتحدثون مخافۃ وملامۃ ؛ ویعاب قائلہم وان لم یشغب ؛ یعنے جاتے رہے وہ لوگ جنکے پناہ مین زندگی بسر کیجاتی تھی اور رہگئی مین ایسے ناخلف لوگون مین جنکی حالت کھجلی بھرے اونٹ کے چمڑے کی ہے باتین کرتے ہین وہ لوگ خوف اور ملامت کی اور انکے کہنے والا اگرچہ کجروی نکرے عیب لگایا جاتا ہے عروہ اس حدیث کی روایت کرنے کے وقت کہا کرتے کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے زمانے مین ہوتین تو معلوم نہین کیا کہتین ہشام جو عروہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ عروہ اگر ہمارے زمانے مین ہوتے تو معلوم نہین کیا کہتے اسی طرح امام سخاوی رہتک -

سورۂ اعراف ع ۲۲

واصل الروایۃ ہذا - وبالسند المذکور الی ابی بکر بن شاذان حدثنا ابو بکر احمد بن محمد بن اسمعیل الہیتی بکسر الہاء والفوقانیۃ

وبینما لثانیة وهو ثقة ثنا یعلی بن الجهم ثنی عن ابی حمزة هو انس بن عیاض عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها انها کانت تتمثل بابیات لبید بن ربیعة۔

ذهب الذین یعاش فی اکنافهم + وبقیت فی خلف کجلد الاجرب + یتحدثون مخافة وملامة وتعاقاٸلهم وان لم یشغب + وقال عروة رحم الله عائشة کیف لوادرکت زماننا هذا وقال هشام رحم الله عروة کیف لوادرك زماننا هذا وقال ابوحمزة رحم الله هشاما کیف لوادرك زماننا هذا وقال یعیش رحم الله اباحمزة کیف لوادرك زماننا هذا وقال الهیتی رحم الله یعیش کیف لو ادرك زماننا هذا وقال ابن شاذان رحم الله الهیتی کیف لوادرك زماننا هذا وقال ابوالفتح رحم الله شاذان کیف لوادرك زماننا هذا وقال المبارك رحم الله اباالفتح کیف لوادرك زماننا هذا وقال السلفی رحم الله المبارك کیف لوادرك زماننا هذا وقال ابوالحسن رحم الله السلفی کیف لوادرك زماننا هذا وقال الطبری رحم الله اباالحسن کیف لو ادرك زماننا هذا وقال کل من العفیف والقروی رحم الله الطبری کیف لوادرك زماننا هذا وقال لنا القرشی رحم الله القروی کیف لوادرك زماننا هذا وکذا قالت لنا مریم رحم الله العفیف کیف لوادرك زماننا هذا واقول رحم الله کلا من مشائخنا کیف لوادرك زماننا هذا

زبیر بن عدیؒ کہتے ہین کہ ہم لوگون نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حجاج بن یوسف کی شکایت کی فرمایا صبر کرو جو زمانہ تم پر آتا ہے اوسکے بعد کا زمانہ اوس سے بدتر ہوگا یہ بات آپنے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کما فی البخاری عن الزبیر بن عدی قال اتینا انس بن مالكؓ فشکونا الیه ما نلقی من الحجاج فقال اصبروا فانه لایاتی علیکم زمان الا الذی بعده اشر منه حتی تلقوا ربکم سمعته من نبیکم صلی الله علیه وسلم اس حدیث سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہی کہ

جب حجاج کے زمانہ سے جسکو تخمیناً بارہ سو برس ہوتے ہین بدتری اور خرابی روزافزون ترقی پذیر ہے تو اس زمانہ کے فتنہ انگیز حجاج سے کس درجہ بڑھے ہوئے ہونگے سمجھنے کہ اوسکا فتنہ صرف جسم پر اثر کرتا تھا اور اس زمانہ کے فتنے ایمان پر اثر ڈالتے ہین اوس فتنے کا اثر اسی عالم تک محدود تھا ان فتنونکا اثر عالم اخروی مین ظاہر ہونیوالا ہے اوس فتنے کا اثر چند روز مین فنا ہوگیا ان فتنونکا اثر جسپر ہوا ابد الآباد باقی رہا ۵ ادرین افیون کہ ساقی درمی افگند۔ حریفان را نہ سر ماند نہ دستار + حق تعالی ہمکو اور ہمارے احباب اور جمیع اہل اسلام کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنے ایمان کی قدر کرین اور ہرکس وناکس کے فریب مین آکر ایسے گوہر بے بہا کو کہو نہ بیٹھین۔

مولویصاحب مرزا صاحب کی تائید اسلام اور تقدس سے متعلق جتنی باتین بیان کرتے ہین انکا انکار کرنے کی ہمین ضرورت نہین مگر یہ حقانیت کا قرینہ قطعیہ نہین ہو سکتا کتب تاریخ سے ظاہر ہے کہ حجاج بن یوسف نے بخارا سے ملتان تک صدہا شہر فتح کرکے سرحد اسلام مین داخل کردیا جنمین کرورہا اہل اسلام پیدا ہوے اور بفضلہ تعالے اسی تائید کا اثر قیامت تک جاری رہیگا۔ باوجود اسکے دیکھیے کہ اسلام مین حجاج ظالم کی کیا وقعت ہے۔ یہ تو ہمارے دین کا خاصہ ہے کہ حق تعالی اوسکی تائید بدکارون سے بھی کرایا کرتا ہے جیسا کہ صراحتاً اس حدیث شریف سے ظاہر ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر رواہ البخاری غرض مرزا صاحب کی تائید اسلام مین ہماری گفتگو نہین کلام ہے تو صرف اسمین ہے کہ مرزا صاحب عیسی موعود بننا چاہتے ہین۔ اگرچہ اسمین بھی ہمین کلام کرنے کی ضرورت نہین اسلئے کہ اس زمانہ مین نبوت تو کیا اگر کوئی خدائی کا بھی دعوی کرے تو کوئی نہین پوچھتا مگر چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مین وہ تصرف کرتے ہین اسلئے ہم پر حق ہے کہ جہانتک ہوسکے اونکی حفاظت کرین اور اپنے ہم مشربون کو انکا اصلی مطلب معلوم کرادین اسپر بھی اگر کوئی نہ مانے تو ہمارا کوئی نقصان نہین ہمکو اپنا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے وما علینا الا البلاغ۔

مرزا صاحب لکھتے ہین کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانے مین مسلمانونکے صفات اور حالات ایسے ہونگے جیسے مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے کے وقت یہود کی حالت تھی بلکہ یہ لفظ یعنے (عیسیٰ ابن مریم اس غرض سے اختیار کیا گیا ہے تا ہر ایک کو خیال آجائے کہ خدا یتعالی نے پہلے اون مسلمانونکو جنین ابن مریم کے اتر نیکا وعدہ دیا تھا یہود ٹھیرا لیا ہے جیسے یہودیونکا نام خدا یتعالی نے بندر اور سور رکھا اور فرمایا وجعل منھم القردۃ والخنازیر اسی طرح اپنا نام عیسیٰ ابن مریم رکھدیا اور اپنے الہام مین فرما دیا جعلناك المسیح ابن مریم انتھی پھر دس بیس صفات مذمومہ مثل بغض وحسد اور تفرقہ وغیرہ جو اس زمانے کے بعض مسلمانون مین دیکھے جاتے ہین وہ اوس زمانہ کے یہود مین بیان کئے جو عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے وقت تھے مقصود اس سے یہ کہ اون لوگون مین یہ صفات ہونیکے وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اب بھی وہی صفات اسوقت کے مسلمانون مین آ گئے ہین اسلئے اب وہ یہود ہین اور عیسیٰ کی اونکے لئے ضرورت ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لکل فرعون موسیٰ اس صورت مین وہ عیسیٰ مراد نہین جو نبی تھے بلکہ انکا مثل اور شبیہ مراد ہے۔ صفات مذمومہ جو دونون فرقون مین مشترک بتائے گئے ہین اوسکا ثبوت کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب سے نہین دیا گیا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا جن احادیث مین ذکر ہے اونمین نہ تو یہود کا نام ہے نہ اونکے اون صفات کا ذکر جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین اونمین آ گئی تھین۔ یہ مسلم ہے کہ جبتک کسی قوم مین صفات مذمومہ نہین پائی جاتین اوس قوم مین نبی کے مبعوث ہونیکی ضرورت نہین جیسا کہ آیۃ شریف ان ارید الا الاصلاح سے ظاہر ہے اور وہ صفات مذمومہ اوسی قسم کے ہوتے ہین جو بیان کی گئی ہین مگر اسمین قوم یہود کی تخصیص سمجھ مین نہین آتی اگر کوئی خصوصیت تھی تو چاہئے تھا کہ پہلے وہ خصوصیت قرآن وحدیث سے بیان کیجاتی اوسوقت لکل یہودی عیسیٰ صحیح ہوتا جیسے لکل فرعون موسیٰ صحیح ہے یہ اسواسطے صحیح ہے کہ فرعون کا سرکش ہونا اور موسیٰ علیہ السلام کا سرکوب ہونا ہر شخص جانتا ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے یہود مین کونسی صفات

تھین جنکی اصلاح کیلئے عیسیٰ علیہ السلام آے تھے اگر بالفرض وہ صفات معلوم بھی ہوئے تو دونون طرف علم توصیفی کہے جاتے جیسے لکل فرعون موسیٰ مین سے اگر زید شرارت کرے تو لزید موسیٰ کہنا ہرگز محاورہ کے مطابق نہو گا یہی صورت یہان بھی ہورہی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسقدر فرمایا کہ تم مین عیسیٰ آئینگے یہ کسی حدیث مین نہین کہ تم یہود ہو جاؤگے یا تم مین یہود کے صفات آجائینگے اسلئے تم مین عیسیٰ آئیگا البتہ یہہ ثابت ہے کہ آخری زمانیولے امم سابقہ کی پیروی کرینگے چنانچہ بخاری شریف مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اوسوقت تک قایم نہوگی کہ میری امت اگلی امتونکے پورے پورے صفات اختیار نکریگی صحابہ نے عرض کیا وہ لوگ فارس اور روم کے جیسے ہو جائینگے فرمایا اونکے سوا اور کون کنز العمال مین یہ حدیث بخاری سے نقل کیا ہے دیکھئے جلد ہفتم صفحہ ۱۷۳۔

اب اس تصریح کے بعد یہ کہنا کہ یہ امت یہود ہو جائے اسلئے کوئی عیسیٰ آئیگا خلاف احادیث ہے۔

کنز العمال مین صدہا حدیثین خروج دجال اور نزول عیسیٰ اور تغیر حال امت اور علامات قیامت کے باب مین وارد ہین کوئی حدیث انمین ایسی نہین جس سے یہ معلوم ہو کہ امت مین یہود کے صفات پیدا ہو جائینگے اوسکی وجہ سے عیسیٰ پیدا ہونگے پھر جسطرح فساد امت کے باب مین احادیث وارد ہین اوسکی مدح مین بھی آیات واحادیث وارد ہین چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر یعنے کل امتونسے یہ امت بہتر ہے اور احادیث مین وارد ہے کہ کبھی یہ امت گمرہی پر اتفاق نکریگی۔ اہل باطل اس امت کے اہل حق پر غالب نہونگے۔ بلکہ آخر امت کی بھی خاص خاص فضیلتین وارد ہین ارشاد ہوتا ہے کہ میرے امت کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کا پانی نہین معلوم کہ اوسکا اول اچھا ہے یا آخر۔

اور فرماتے ہین کیونکر ہلاک ہو گی وہ امت جسکے شروع مین مین ہون اور آخر مین عیسیٰ ابن مریم اور بیچ مین مھدی جو میرے اہل بیت سے ہونگے۔

کنز العمال جلد ۶ حدیث ۲۰۰

کنز العمال جلد ۶ حدیث ۱۹۵۷ و ۱۹۵۸

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۱۸

حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ ایک روز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا
حضرت نے استفسار فرمایا کہ تمام اہل ایمان مین افضل کون لوگ ہین صحابہ نے عرض کیا کہ
ملائکہ ہونگے فرمایا کہ اونکے ایمان مین کیا شک اونکا مرتبہ تو ایسا ہی ہے صحابہ نے عرض
کیا انبیا ہونگے فرمایا اونکے ایمان مین کیا شک اونکا بھی ایسا ہی مرتبہ ہے عرض کیا
شہدا ہونگے جو انبیا کے ساتھ حاضر رہے فرمایا اونکو خدا تعالےٰ نے ایسا ہی مرتبہ
دیا ہے کہ انبیا کیساتھ رہین فرمایا اونکے سواکہو سب نے عرض کیا حضرت ہی فرماوین
ارشاد ہوا وہ لوگ وہ ہین جو ابتک موجود نہین ہوئے وہ میرے بعد پیدا ہونگے اور
بغیر دیکھے کے مجھپر ایمان لائین گے اور صرف اوراق دیکھکر اوسپر عمل کرینگے ایمان
والو نمین یہ لوگ افضل ہین۔ انکے سوا اور کئی حدیثین اس امت مرحومہ کی فضیلت پر
دال ہین ان احادیث سے اس امر کی تائید بخوبی ہوسکتی ہے کہ اس امت کی عظمت
اور رفعت شان کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام جو نبی اللہ تھے وہی اس امت مین تشریف
لائینگے اسلئے کہ دجال کا فتنہ جو اس امت مرحومہ کے اخیر مین ہونیوالا ہے ایک ایسا
پر آشوب فتنہ ہے کہ خدا ہی اوس سے پناہ دے تمامی انبیا اپنی اپنی امتونکو اس سے
ڈراتے آئے چنانچہ بخاری شریف مین یہ حدیث مروی ہے ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ
ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموہ وما من نبی الا انذرہ قومہ لقد
انذرہ نوح قومہ ولکنی اقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ تعلمون انہ
اعور وان اللہ لیس باعور۔ یعنے ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا
اور حمد کے بعد دجال کا ذکر کرکے فرمایا کہ مین اوس سے تمکو ڈراتا ہون کوئی نبی ایسا نہیں
گذرا جو اپنی قوم کو اوس سے ڈرایا نہین یہانتک کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو
اوس سے ڈرایا لیکن مین ایک ایسی بات تمہین کہتا ہون کہ کسی نبی نے نہین کہی یاد رکھو
کہ وہ کانا ہے۔ اور اللہ کانا نہین۔
غور کرنے کی بات ہے کہ باوجودیکہ اس فتنہ کا وقت علم الٰہی مین معین تھا کہ قریب قیامت

حضرت کی آخر امت مین ہوگا مگر شہرت اوسکی نوح علیہ السلام ہی کے وقت سے
دیکھی جس سے ہر فرد بشر پناہ مانگتا تھا اور انبیا ڈرا کرتے رہے۔ وہ فتنہ کس بلا کا ہوگا۔
جسکی وصوم عالم مین قبل از وقوع واقعہ اسقدر مچی ہوئی تھی حالانکہ دنیا مین صدہا بلکہ ہزارہا
از وقائع اور فتنے ہوئے مگر کسی زمانے مین اوسنے پناہ مانگی نہ گئی یہ فتنہ معمولی نہین
بلکہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ نقشہ قیامت کا پیش نظر کر دیگا۔ جو فتنہ غیر معمولی اور فوق طاقت
بشری ہو اوسکے دفع کرنیکا اہتمام بھی غیر معمولی طور پر ہونا مقتضائے حکمت سے
جس سے اوس فتنے کی وقعت اور بھی زیادہ ہو جائے یعنے اس اہتمام سے یہ خیال
ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جسکے دفع کرنے کے لئے انبیائے اولوالعزم سے خاص ایک
نبی جلیل القدر مقرر ہو وہ کیسا فتنہ ہوگا۔ غرض جسطرح تمام انبیا کا ڈرانا اہل ایمان کے
دلونکو متزلزل اور اللہ تعالے کے طرف پناہ لینے پر مضطر کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کو
خاص اوسکے فرو کرنے کیلئے متعین کرنا اوس اثر قلبی کو دوبالا کرتا ہے۔ اور اسمین
بڑی مصلحت یہ ہے کہ کمال درجہ کی خصوصیت اس امت مرحومہ کی اور کمال درجہ کا
فضل و احسان اوسپر مبذول ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہرچند وہ فتنہ کتنا ہی
عظیم الشان ہو مگر اوس کے دفعیہ کی تدبیر بھی خاص طور پر پہلے ہی سے کر دی گئی تاکہ
ہر مسلمان بصدق دل حق تعالیٰ کا شکر گذار اور اپنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سوجان سے
نثار رہے کہ اونکی وجاہت اور در و در ان کے طفیل سے کیسی کیسی بلائین ہمارے سر سے
حق تعالیٰ ٹال دیتا ہے اگر ایسی نعمت عظمیٰ کی قدر ہم نکرین تو بڑی کفران نعمت ہے
حاصل یہ کہ اس امت کی خرابیان اس امر پر قرینہ نہین کہ عیسیٰ فرضی ان خرابیونکو دفع
کرنے کے لئے آئیگا بلکہ اس امت کی جلالت شان اس امر پر قرینہ ہے کہ حق تعالے نے
اپنے فضل و کرم سے عیسیٰ علیہ السلام کو مامور فرمایا کہ اشد ضرورت کے وقت تشریف
لاکر دشمن قوی کے ہاتھ سے اوسکو بچاوین اور اوسکے دشمن کو مقہور کر کے نئے سر سے
سے اس امت کا سکہ تمام عالم مین جماوین اور خود بھی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے
امتی ہونے کا فخر جسکی ایک زمانہ دراز سے آرزو تھی حاصل کرین ذلک فضل اللہ

ف نزول عیسیٰ علیہ السلام بوجہ خصوصیت و احترام امت است نہ بوجہ فساد آن

یؤتیہ من یشاء۔ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید حدیث مذکورۂ بالا مین آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین دجال کی وہ علامت تم سے کہتا ہون جو کسی نبی نے نہین کہی وہ یہ ہے کہ دجال اعور ہے اور اللہ اعور نہین اسکا مطلب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ دجال الوہیت کا دعوی کریگا کیونکہ اسکے ذکر کے ساتھ اللہ تعالی کا ذکر کرنا اور اوسکو ایک صفت مختصہ سے ممتاز کر دینا اس بات پر دلیل بین ہے کہ لوگونکو اوسکی شوکت اوسکی قدرت ظاہری سے اوسکی الوہیت کا گمان ہوگا۔ اور کیون نہو جسکو حقتعالی کے طرف سے اتنی قدرت حاصل ہوجائے کہ مردون کو زندہ کرنے لگے تو ضعیف الایمان لوگونکو اوسکی الوہیت کا شبہ ضروری ہوگا۔

اوسکا مردونکو زندہ کرنا اس حدیث شریف سے ثابت ہے جو بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۶ مین ہے ان اباسعید الخدریؓ قال حدثنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما حدیثا طویلا عن الدجال فکان فیما یحدثنا بہ انہ قال یأتی الدجال وھو محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ فینزل بعض السباخ التی تلی المدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل وھو خیر الناس او من خیار الناس فیقول اشھد انک الدجال الذی حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثہ فیقول الدجال ارأیتم ان قتلت ھذا ثم احییتہ ھل تشکون فی الامر فیقولون لا فیقتلہ ثم یحییہ فیقول واللہ ماکنت فیک اشد بصیرۃ منی الیوم فیرید الدجال ان یقتلہ فلا یسلط علیہ[1] یعنے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بہت سے احوال بیان فرمائے منجملہ اوسکے یہ ہے کہ وہ مدینہ مین داخل نہو سکیگا مگر کسی زمین شور مین اوسکے مقام کریگا اوسوقت ایک بزرگ اوسکے پاس جاکر کہین گے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو ہی دجال ہے وہ اپنے ساتھیون سے کہیگا کہ اگر مین اس شخص کو قتل کرکے زندہ کرون تو کیا جب بھی میرے کام مین یعنے خدائی مین تمہین شک رہیگا لوگ کہین گے نہین تب وہ انکو قتل کر ڈالیگا پھر زندہ کرے گا وہ بزرگ زندہ ہوتے ہی کہین گے کہ ابتو تیرے دجال ہونے کا مجھکو اور بھی یقین ہوگیا غرض اس قسم کی قدرتین اسکو حاصل ہونے کی وجہ سے

نمبر ۹۵ (margin)

(۱) ہکذا رواہ الحاکم فی المستدرک والبیہقی ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبردار فرمایا کہ کتنی ہی قدرت اوسکو حاصل ہو مگر سمجھ رکھو کہ وہ خدا نہین ہوسکتا کیونکہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہین ہے ۔

دجال پادریاں ہیں — مرزا صاحب کہتے ہین کہ دجال کسی ایک آدمی کا نام نہین ہے بلکہ اوس سے گروہ پادریان مراد ہے انہون نے اونکو اسلئے اختیار کیا کہ اگر شخص معین مراد ہو تو اونکا دعوی عیسویت صحیح نہین ہوسکتا کسی شخص کو دجال معین کر کے بتلانا پڑتا اگرچہ ممکن تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بتا دیتے اسلئے کہ وہ انکے سخت مخالف ہین مگر ان سب صفات کی تطبیق مشکل تھی غرض بمجبوری ایک گروہ کو دجال قرار دینے کی انہین ضرورت ہوئی ۔

یون تو دجال کے باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین مگر چونکہ مرزا صاحب ہی بخاری شریف کو بہت مانتے ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام (صفحہ ...) وغیرہ سے ظاہر ہوئے اسلئے بالفعل ہم انہین دو حدیثون کو پیش کرتے ہین جو ابھی لکھی گئین انھین مین غور کیا جائے کہ آیا دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے یا ایک قوم ہے ۔

ان حدیثون مین لفظ دجال مفرد ہے اگر جماعت مقصود ہوتی تو لفظ دجالون آتا جیسا کہ دوسرے احادیث مین وارد ہے ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی امتی کذابون و دجالون یہ دجال لوگ دجال موعود نہین جسکے لئے عیسی علیہ السلام آئینگے صرف مشابہت کی وجہہ سے وہ دجال ٹھیرائے گئے ہین کیونکہ دجال موعود کی خصوصیات اونمین پائی نہین جاتین پھر یہ دجال جنکی کثرت اس حدیث شریف سے معلوم ہوئی ہے مثل پادریون کے غیر محدود نہین بلکہ اونکی تعداد بعض روایات مین ستائیس اور بعض مین تیس تک وارد ہے ۔ اور اون دجالون کی شناخت بھی حضرت نے فرما دی ہے کہ وہ سب یہ دعوی کرینگے کہ ہم اللہ کے رسول ہین اور چونکہ ابتک سنا نہین گیا کہ کسی پادری نے رسالت کا دعوی کیا ہو اسلئے کسی پادری پر لفظ دجال صادق نہین آسکتا اور اگر دجال سے پوری قوم پادریان مراد ہے جیسے مرزا صاحب ازالۃ الاوہام (صفحہ ...) مین لکھتے ہین کہ لغت مین دجال جھوٹونکے گروہ کو کہتے ہین تو پہلے تو وہ قابل تسلیم نہین

کنز العمال ج ۵ حدیث ۲۵۹۸

کنز العمال جلد ۵ حدیث ۱۶۱۲

کنز العمال جلد ۵ حدیث ۱۶۱۲

اسلئے کہ یہ معنی لغوی بیان کئے گئے ہین جبتک کسی کتاب لغت سے نہ بتائے جائین قابل تسلیم نہین اور اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لئے جائین تو ہمین بیان لغوی معنے سے بحث نہین ہمارا کلام اسمین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو جو استعمال فرمایا اوسکے معنی یہان کل قوم پادری ہوسکتے ہین یا نہین۔

حدیث مذکورہ بالا مین مصرح ہے کہ دجال مدینہ شریف کی کسی زمین شور مین اتریگا اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ وہان اوسکا جانا قبل نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا حالانکہ یہ بین یقیناً معلوم ہے کہ کل گروہ پادریان نہ ابتک وہان پہونچا نہ آئندہ کے لئے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ سب کے سب جمع ہوکر تمام ایشیا اور یورپ کو خالی کرکے اوس زمین پاک مین جا بین گے پھر مجموع گروہ پادریان لفظ دجال سے کیونکر مراد ہوسکتی ہے۔

پھر اون بزرگوار کا جنکا ذکر حدیث موصوف مین ہے لاکھون آدمیون کے مقابلہ مین جاکر یہ کہنا کہ اشهد انک الدجال کیونکر صحیح ہوگا اوسوقت یون کہنا چاہیئے اشهد انکم الدجالون یا انکم الدجال۔ اسیطرح اوسکا ساتھیون سے پوچھنا کہ اگر مین اوسکو مار کر زندہ کرون تو جب بھی تمہین شک باقی رہیگا کیونکر صحیح ہوگا۔ کیا اس جملے کو لاکھون پادری ہمزبان ہوکر ادا کرینگے اور سب ملکر ہاتھون ہاتھ اونکو مار ڈالین گے پھر سب ملکر زندہ کرینگے پھر اوس بزرگ کا مخاطبہ (ماکنت اشد بصیرۃ فیک) صیغۂ واحد کے ساتھ وغیرہ ان قراین سے ہر شخص کا وجدان گواہی دیتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اس ارشاد کے وقت ایک ہی شخص تھا یہ بات دوسری ہے کہ قرائن خارجیہ کے لحاظ سے کسی ضعیف الایمان کی عقل اوسکو تمیز نہین کرتی ہو جبکی پابندی مرزا صاحب کر رہے ہین ہمارا کلام صرف اوسی نقلی امر مین ہے جو حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے جسپر ایمان لانا ہر ایمان دار کو ضرور ہے۔

الحاصل ان حدیثون پر غور کرنیکے بعد کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ گروہ پادریون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال قرار دیا۔ انکے سوا کئی حدیثین ہین جن سے صاف ظاہر ہے کہ دجال پادریون کا نام نہین۔ چنانچہ منجلہ اونکے چند حدیثون کا مضمون

یہان لکھاجاتا ہے۔

(۱) دجال کی مان باپ کو تیس سال تک اولاد نہوگی۔

(۲) دجال کا باپ لانبے قد کم گوشت ہوگا اور اوسکی ناک چونچ کے جیسی ہوگی اور اوسکی مان کے پستان دراز ہونگی۔

(۳) دجال یہودی ہوگا مرزا صاحب نصاریٰ کے پادریونکو دجال کہتے ہین۔

(۴) دجال کا حلیہ یہ ہے کہ وہ جوان ہوگا اور اوسکی تشبیہ ایک شخص کے ساتھ دی گئی جو حضرت کے زمانے مین موجود تھا اور صحابہ اوسکو پہچانتے تھے۔

(۵) اوسکے دونون آنکھون کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔

(۶) اوسکو اولاد نہوگی۔

(۷) جب وہ سوئیگا تو اوسکی آنکھین بند رہینگی اور دل بیدار۔

(۸) وہ اصفہان کے بعض دیہات سے نکلیگا۔

(۹) وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ سیاحت کریگا۔

(۱۰) نہراردن پر دجال کا مسلمانون کے ساتھ مقابلہ ہوگا مسلمان غربی جانب مین ہونگے اور وہ شرقی جانب مین۔

(۱۱) عیسیٰ علیہ السلام اترتے ہی اوسکو اور اوسکے لشکر کو ہزیمت دینگے اور اوسکو قتل کرینگے اوسوقت ہر چیز یہانتک کہ دیوارین اور جھاڑ دیکی تہنیان مسلمانون کو پکار کر کہین گے کہ کافر یہان چھپا ہوا ہے اوسکو مارلو۔

(۱۲) دجال کے زمانہ مین مسلمانون کی غذا تسبیح و تقدیس ہوگی جس سے اونکی بھوک جاتی رہیگی۔

(۱۳) دجال جبل احد پر چڑھکر مدینہ شریف کو دیکھے گا اور اپنے ساتھیو نسے کہیگا کہ سفید محل احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مسجد ہے۔ پھر مدینہ مین جانا چاہیگا مگر جا نہ سکیگا اوسوقت مدینہ کو تین زلزلے ہونگے جن سے منافق اور فاسق نکل پڑینگے۔

انکے سوا اور بہت سے حالات اور خصوصیات دجال کے احادیث مین مذکور ہین جنمین سے چند علامات کو مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام مین ذکر کرکے بعض کو

ع۵ یہ کل حدیثین کنز العمال کے جلد ہفتم مین ہین سہولت کیلئے حدیث کے ہندسے لکھدئے ہین ۱۲

تو وہی کر دیا اور بعضون مین تاویلین کین۔

ف موضوعیت احادیث

اگرچہ محدثین بھی بعض احادیث کو موضوع اور بعض کو ضعیف ٹھہرایا کرتے ہین لیکن اونکے پاس یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جب تک کسی حدیث کے راویون مین کوئی جھوٹا حدیثین دل سے تراشنے والا ثابت نہو جائے اوسکی روایت کو ساقط الاعتبار نہین کرسکتے پھر اگر ایسا شخص کسی حدیث کے راویون مین پایا جانے کی وجہ سے حدیث کو موضوع یا ضعیف ٹھہرا لیتے ہین تو جب بھی یہ کھٹکا اونکو لگا رہتا ہے کہ شاید وہ حدیث موضوع نہو اسلئے کہ آخر جھوٹا کبھی سچ بھی کہتا ہے اس وجہ سے وہ تلاش کرتے ہین کہ وہ روایت کسی اور طریقہ سے آئی ہے یا نہین۔

غرض وہ بکمال احتیاط سے کام لیتے ہین کیونکہ جو بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقع مین فرمائی ہو اوسکو لغو کر دینا یا نہ ماننا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے حقتعالی فرماتا ہے

سورہ حشر ع۱

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ترجمہ جو کچھ تمھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اوسکو لو اور جس سے منع کرین اوس سے باز رہو اس تحقیق وتنقیح سے مقصود یہ کہ واقعی طور پر حضرت کا فرمانا ثابت ہو جائے اسکام کیلئے انہون نے خاص ایک علم اصول حدیث مدون کیا ہے جسمین تحقیق وتنقیح کے قواعد مقرر ہین۔ اور ایک فن خاص راویان حدیث کی تحقیق کیلئے مدون کیا ہے جسکو فن رجال کہتے ہین اوس مین راویان حدیث کی سوانح عمریان لکھے جاتے ہین۔ ہر محدث کا فرض ٹھیرایا گیا ہے کہ جس محدث سے ملاقات ہو خواہ وہ اوستاد ہو یا ہم عصر اوسکے حالات کی پوری پوری تحقیق کرکے اپنے شاگردون اور ملاقاتیون کو اوسپر مطلع کردین تاکہ آئندہ آنیوالون کو اوسکے پورے احوال معلوم رہین جس سے اوسکی روایتون کے ضعف وقوت کا اندازہ کرسکین۔ کسی حدیث کے خلاف عقل یا نقل ہونے سے اوس حدیث کو وہ رد نہین کرسکتے جبتک اوسکا راوی مخدوش ومجروح ثابت نہو کیونکہ جب نبی کا ارشاد سچے لوگونکی روایت سے ثابت ہو جائے تو مومن کو اوسکا ماننا ضرور ہے اسمین عقل کو دخل ہی کیا جنھون نے عقل کو دخل دیا وہ لوگ کافر ہو گئے اکثر بلکہ کل کو عقل ہی نے تباہ کیا۔

مگر مرزا صاحب نے یہ نیا طریقہ ایجاد کیا ہے کہ جو حدیث اونکے مقصود کے مضر یا مخالف ہو اوسکو صاف باطل کہدیتے ہین پھر اسپر بھی اکتفا نہین اوسکے ماننے والون کو مشرک اور بے دین بھی ٹھیراتے ہین دیکھ لیجئے جن احادیث مین دجال کے استدراج مثلاً زندہ کرنا پانی برسانا وغیرہ امور مذکور ہین ذکر کرکے صاف لکھدیے ہین کہ یہ مشرکونکی اعتقاد ہین اب غور کیجئے یہ سب احادیث حدیثون کی کتابون مین موجود ہین اوران کتابون پر کسکو اعتقاد نہین تمام فقہا انہین کتابون سے استدلال کرتے ہین تمام اولیاء اللہ انہین سے استفادہ کرتے ہین تمام اہل اسلام انہین کتابون کو اپنے دین کی کتابین سمجھتے ہین اگر بقول مرزا صاحب یہ اعتقادات شرک ہین توان کتابون کو شرک سے بھری ہوی کہنا پڑیگا اور انکے جمع کرنیوالے مشرک معاذ اللہ۔

ابھی معلوم ہوا کہ دجال کے زندہ کرنے کی حدیث بخاری شریف مین موجود ہے اور کنز العمال سے ظاہر ہے کہ تقریباً کل محدثین نے دجال کے اس قسم کے استدراج کی حدیثین بکثرت روایت کی ہین اول درجہ مین ان حضرات پر الزام شرک کا عاید ہوتا ہے پھر اون کتابونکے معتقدون پر جنمین جمیع اہل سنت وجماعت شریک ہین پھر یہ سلسلہ صرف محدثین ہی پر ختم نہین ہوسکتا ان حدیثون کے کل رواۃ صحابہ تک اس الزام سے بچ نہین سکتے اور بڑے غضب کی یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا وہ بھی عین خطبہ مین جو خاص احکام الٰہی پہونچانے کے لئے موضوع ہے کسقدر وحشت انگیز ہوگا۔

اس سے بڑھکر سنئے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۲۲ مین لکھتے ہین کہ یہ اعتقاد بالکل فاسد اور غلط اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور اونمین پھونک مارکر انہین سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ یہ مشرکانہ خیال کس اعتقاد کے نسبت جو قرآن شریف سے ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہا فتکون طیرا باذنی سورۂ مائدہ ع ۱۵ یعنی عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے پرندے بناکر انہین پھونکتے تو حق تعالیٰ کے اذن سے وہ پرندے ہوجاتے تھے اسکے بعد ہمین تقریر کرنے کی کوئی ضرورت نہین اہل ایمان خود سمجھ سکتے ہین کہ اس سے بڑھکر اور کیا بے باکی ہوگی للنعر۔

آن کس کہ ز قرآن و خبر ز و نرہی ٭ آنست جوابش کہ جوابش ندہی + ہمنے مانا کہ
مرزا صاحب ان احادیث مین تاول کر کے اپنے مرضی کے موافق بنا لیتے ہین مگر اسکا
کیا جواب ہوگا کہ خود ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۴۰ مین تحریر فرماتے ہین کہ النصوص تحمل علی الظواہر
مسلم ہے یعنے یہ بات مسلم ہے کہ نصوص کے ظاہری معنے لئے جاتے ہین اس سے
ظاہر ہے کہ صحابہ وغیرہم نے ان احادیث کے معنی وہی سمجھتے جو مثل روز روشن ظاہر
باہر ہین اور اوسپر قرینہ قطعیہ یہ ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تاویل
کی طرف کبھی اشارہ فرمایا نہ صحابہ سے کوئی تاویل مروی ہے نہ کسی محدث و فقیہ نے
تاویل کی بلکہ جہان اونکا مضمون بیان کیا وہی بیان کیا جو ہر شخص سمجھتا ہے بہرحال تاویل
اگر نے والے شروع سے آخر تک بقول مرزا صاحب مشرک ٹھیر رہے ہین جنکی کوئی
دوسری بات بھی قابل اعتبار نہین رہ سکتی اسلئے کہ مستند اور معتبر تو وہ شخص ہو سکتا ہے
جو متدین ہو اور آدمی کو غیر متدین بنانے والی شرک سے بڑھکر کوئی چیز نہین ہو سکتی۔
مرزا صاحب نے اس مسئلہ مین اپنی تمام جودت طبع صرف کر کے ایسے ایسے مضامین تحریر
فرمائے ہین کہ کسیکو اب تک نہ سوجھے۔ شرک کی وہ ڈانٹ بتائی کہ بھولے بھولے خوش
اعتقاد لوگ گھبرا کر مرزا صاحب کا کلمہ پڑھنے لگے اور رشدہ شدہ ایک گروہ بن گیا۔
ابھی آپکو معلوم ہوچکا کہ یہ کوئی نئی بات نہین اسی قسم کا شرک آیہ شریفہ ان الحکم الا للہ
سے ثابت کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذمے لگایا گیا تھا
جس نے بہتون کو راہ استقامت سے ہٹا کر زمرہ خوارج واہل ہوا مین شریک کر دیا
جنکا سلسلہ آجتک ختم نہین ہوا مگر اہل حق اس شرک مصنوعی کو عین ایمان سمجھکر حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کی اتباع سے ایک قدم نہ ہٹے اب بھی اہل ایمان کو چاہیئے کہ کمال استقلال
سے اپنے قدیم عقیدہ پر ثابت قدم رہین ورنہ وہی خوارج کا حال ہوگا۔
اس موقع مین بھی جب ہم سلف صالح پر نظر ڈالتے ہین تو کل اہل سنت وجماعت بلکہ کل آئمہ
مرجعہ کا اتفاق اور صحابہ کا اجماع اس شرک مصنوعی پر مرزا صاحب کی مخالفانہ توحید کو محل
خطر مین ڈال رہا ہے ۵ ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست ٭ نان حلال شیخ ز آب حرام ما

سورہ نسا
ع ۱۷

اور یہ آیہ شریفہ وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا اس سنے ایمان کیطرف ایک قدم بڑھنے نہین دیتی اور بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری ہوجاتا ہے ؎ ہرچہ گیرد علتے علت شود ٭ کفر گیرد کاملے ملت شود۔

ابھی آپ سن چکے ہین کہ جو لوگ اہل حق کے مخالف ہین اگر وہ قرآن بھی پڑھکر سنانا چاہین تو نہ سننا چاہیے اگر اتباع حق منظور ہو تو احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ اور سلف صالح کو اپنا مقتدا بناے اور سیدھے اونکے پیچھے پیچھے ہی چلئے جب تو امید قوی ہے کہ وہین پہونچوگے جہان وہ حضرات پہونچگئے ہین اور اگر آپ نے انکی راہ چھوڑ دی تو یاد رکھیئے کہ اونتک تو آپ نہین مل سکتے اور سواے پریشانی کے کوئی فائدہ نہوگا ان حضرات کا طریقہ چھوڑتے ہی پہلے پہل بہتر راہین آپکے پیش نظر ہوجائینگی جن پر ایک ایک گروہ قرآن وحدیث لئے ہوئے آپکو اپنی طرف کھینچتا ہوگا پھر مختلف دین وآئین والے دلائل عقلیہ کی تلوارین کھینچکر آپ پر ہجوم کرینگے جن سے دین وایمان کا بچانا مشکل ہوگا اگر آپ اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس فقرہ پر عمل کیجیے جو کسی بڑے تجربہ کار کا قول ہے ؎ یک در گیر محکم گیر۔

کلام اوس حدیث شریف مین تھا جو بخاری مین ہے تعلمون انه اعور وان الله لیس باعور سمجھہ رکھو کہ دجال اعور ہے اور اللہ اعور نہین۔ مرزا صاحب اسکے یہ معنی بتاتے ہین کہ دجال سے مراد فرقہ پادریان ہے اور انکا اعور ہونا یہ ہے کہ اونکو دین کی عقل نہین صرف ایک آنکھ ہے یعنے عقل معاش ہے اگر اسکے یہی معنی قرار دیے جائین تو اسکا حاصل مطلب یہ ہوگا (یاد رکھو کہ پادریون کو دین کی عقل نہوگی اور اللہ تعالے کو دین کی عقل ہوگی) اسکا مطلب ہماری سمجھہ مین نہین آتا۔ خدا تعالی تو خالق عقل ہے مسلمان تو کیا کافر بھی یہ خیال نہین کرسکتا کہ کسی زمانہ مین خداے تعالی کو دین کی عقل ہوگی یا نہوگی پھر اس اہتمام اور تاکید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ان الله لیس باعور کیونکر صحیح ہوگا کیا صحابہ سے کسی نے یہ خیال کیا ہوگا کہ دجال یعنے پادریون کو تو دین کی عقل نہوگی مگر خدا تعالی کو بھی ہوگی یا نہوگی جسکے جواب مین

حضرت یہ فرما دیے ہین کہ ضرور ہوگی معاذ اللہ صحابہ کی یہ شان نہین کہ ایسا رکیک خیال کرین
پھر اگر دجال سے مراد گروہ پادریان ہو تو وہ گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بھی
موجود تھا چنانچہ خود قرآن شریف مین انکا ذکر ہے اور اونکو دین کی عقل نہونا بھی ثابت ہی کہ
باوجودیکہ معجزات اور آیات بینات بچشم خود دیکھتے تھے مگر ایمان نہین لاتے تھے۔
اس زمانے کے بیچارے پادریون نے تو ایک بھی معجزہ نہین دیکھا در اصل اگر اعور کے
یہی معنی ہین تو یہ لفظ انہی کیواسطے زیبا ہے اونکے مقابلہ مین انکو اعمٰی ارمد کہنا چاہیئے۔ اور
اوس دجال اعور کے قتل کے واسطے نہ عیسیٰ کی ضرورت تھی نہ مثیل عیسیٰ کی کیونکہ اوس
دجال کے وقت مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موجود تھے چنانچہ ارشاد
فرماتے ہین کہ اگر دجال میرے وقت مین نکلے تو مین خود اوسکا مقابلہ کرونگا تمہاری ضرورت
نہین کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یخرج و انا فیکم فانا حجیجہ
دونکم رواہ احمد ومسلم والترمذی و ابن ماجۃ ان دجال ارمد کیلئے
اگر مثیل عیسیٰ کی ضرورت ہو تو وہ دوسری بات ہے مگر ہم نہ اس دجال ارمد کو دجال موعود
کہہ سکتے ہین نہ اوس کے قاتل کو عیسیٰ موعود یہ دجال و عیسیٰ دونون ما نحن فیہ سے خارج
ہین ہمارا کلام اوس دجال مین ہے جس سے نوح علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تک تمام انبیا نے اپنی اپنی امتون کو ڈرایا اور حضرت نے اپنی امت کو اوس سے
ڈراکر اوسکی علامتین بتلادین وہ دجال مرزا صاحب والا دجال ہرگز نہین ہو سکتا ورنہ
ان اللہ لیس باعور فرمانا کسی طرح صادق نہین آسکتا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی علامتین جو بکثرت بیان فرمائین جنمین سے
چند اوپر مذکور ہوئین اوس سے مقصود حضرت کا صاف ظاہر ہے کہ صرف خیر خواہی
امت تھے تاکہ علامتین اپنے دشمن کی معلوم کر رکھین اور موقع پر اوسکو پہچان کر اوسکے
شر سے بچین مگر مرزا صاحب کو یہ خیر خواہی منظور نہوی۔ بالفرض اگر مرزا صاحب کی
چل جاے اور پادریون ہی کو دجال سمجھ بیٹھین اور دجال اعور وقت مقررہ پر نکل آئے
اور ضرور نکلیگا تو اوس وقت یہ اوس سے خالی الذہن رہین گے اور جو مقصود آنحضرت

ہ ارمد اوس شخص کو کہتے ہین جسکی آنکھ مین رمد ہے ۲ شوب ۱۳۰۴

کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۱ شمارہ (۲۲۵ ۲) و صفحہ ۱۵۶ شمارہ (۲۰۷۵)

صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکی علامات بیان فرمانے سے تھا وہ تو خدانخواستہ فوت ہوجائیگا معلوم نہین اس سے مرزا صاحب کا کیا فائدہ ہوگا اور حضرت کو کیا جواب دینگے ازالۃ الاوہام اور مناظرہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب بھی بخاری شریف کو اصح الکتب سمجھتے ہین۔ پھر اوسکی روایات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ دجال الوہیت کا دعوی کریگا اور مردہ کو زندہ کرکے اوسکی تصدیق بھی کردکھائیگا تو اب مرزا صاحب کا پادریون کو دجال قرار دینا بیموقع ہے اسلئے کہ بیچارے پادریون مین تو سوائے معمولی باتون کے ایک بھی بات ایسی پائی نہین جاتی جس سے کوئی جاہل سے جاہل بھی اونکی خدائی کا خیال کرے ان سے بچانے کیلئے تو ایک ہی عام حکم کافی ہے قولہ تعالے یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم یعنے جو کسی یہودی یا نصرانی کو دوست رکھیگا وہ بھی انہین مین ہے اسیوجہہ سے پادریونکو کوئی جاہل مسلمان بھی دوست نہین رکھتا اور جو دل سے دوستی رکھتا ہے وہ کرستان ہوہی جاتا ہے اسمین پادریونکا کیا قصور جن پر طمع دنیوی غالب ہوتی ہے ہمیشہ اونکے دین وایمان کی یہی کیفیت رہی ہے دجال اعور اصطلاحی مرزا صاحب خود طمع دنیوی اور پیٹ کے دھندے مین گرفتار تھا چنانچہ اوسکا انجیل مین تحریف کرنا اسی غرض سے تھا کہ کچھ پیسے ملجائین قال اللہ تعالی فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا اور دجال ازرد بھی اسی آفت مین پھنسا ہوا ہے اوسکو دعوی الوہیت سے کیا سروکار وہ بیچارا تو سرراہ پٹا کرتا ہے اور اپنی مظلومی کو باعث فخر سمجھتا ہے قتل کرکے زندہ کرنا تو درکنار گورنمنٹ کے خوف سے کسی کو قتل کی تہدید بھی نہین کرسکتا۔

سورۂ مائدہ ع ۸

سورۂ بقرہ ع ۹

مرزا صاحب ہندوستان کے پادریون کے فتنے جسقدر بیان کرتے ہین سب واقعی ہین مگر ایسے فتنے تو ہمیشہ اس امت مین ہوتے ہی رہے ہین شروع سے دیکھئے کیا یزید کا فتنہ کم تھا اوس کے بعد حجاج کا فتنہ جس سے صحابہ اور تابعین الحذر کرتے تھے علی الاعلان

قرامطہ اور چنگیز خان و ہلاکو وغیرہ کے فتنے عرب عجم افریقہ وغیرہ بلاد اسلام مین ہوتے ہی رہے ہین پادریون کا فتنہ ہندوستان مین ان فتنون کے پاسنگ مین نہین انکا اثر تو انہین لوگون پر ہوتا ہے جو ضعیف الایمان اور طمع دنیوی مین گرفتار ہین۔

پھر مرزا صاحب جو ہندوستان کے پادریون کو دجال قرار دیتے ہین اونکو پہلے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ دجال کا فتنہ ہندوستان کے ساتھ خاص ہے اور ممکن نہین کہ کسی حدیث سے یہ ثابت ہو سکے کہ دجال ہندوستان مین نکلیگا بر خلاف اسکے احادیث مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ وہ اصفہان کے دیہات سے نکلیگا اور حرمین شریفین وشام مین پہونچیگا حالانکہ پادریون کا ان دونون جگہ گذر ہی نہین ان تصریحات کے بعد ہندوستان والے پادریون کو دجال سمجھنا ہرگز صحیح نہین ہو سکتا۔

مرزا صاحب کو دجال کی تلاش کرنے کی ضرورت اسوجہہ سے ہوی کہ عیسویت اور مہدویت کا دعوی بغیر اوسکے صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ ان تینون کے ظہور کا زمانہ بہت ہی قریب ہے۔ مرزا صاحب نے اس موقع مین کمال ذہانت سے کام لیکر ان تینون کا اتفاق پبلک کے سامنے پیش کر دیا کہ خود تو مہدی اور عیسی ہین اور پادری دجال۔ انکے پہلے جن لوگون نے مہدویت کا دعوی کیا تھا اونہین کسی کو یہ نہ سوجھی انہون نے صرف یہ خیال کر لیا تھا کہ دعوی مہدویت کے زمانہ مین نہ عیسی علیہ السلام کی ضرورت ہے نہ دجال کی کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نصاری کے ساتھ پہلے جنگ کرینگے اوس کے بعد دجال نکلیگا اور بوقت عیسی علیہ السلام آسمان سے اترینگے انہون نے سونچ رکھا تھا کہ دجال اور عیسی کی خبر اگر پوچھی جائیگی تو کہدیا جائیگا کہ وہ بھی ابھی آتے ہین مرزا صاحب نے اس سوال وجواب کی بھی ضرورت باقی نہ رکھی کیونکہ جب دجال مہدی عیسی اکھٹے ہو گئے تو اب کونسی حالت منتظرہ ہے جسکے پوچھنے کی ضرورت ہو۔ غرض بیہ ہے سادے مسلمان اون لوگون کے دعوون کو بھی قبول کرتے رہے اور لاکھون کا مجمع اون کے ساتھ ہو گیا اب بھی وہی کیفیت ہے۔

اصل وجہہ اسکی یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی بہت سی علامتین
ذکر فرماکر آخری علامتون مین یہ فرمادیا تھا کہ مہدی نکلینگے اور اسلام کی تائید مین نصاری
سے سخت جنگ کر کے فتح پائینگے اور پھر دجال نکلیگا اور اوسکو عیسی علیہ السلام قتل کرینگے
چونکہ ہر مسلمان کا کامل اعتقاد ہے کہ حضرت کی جملہ پیشین گوئیان باطلاع دوحی الہی تھین
جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ اسلئے
جب وہ کوئی تغیر اور نئی بات دیکھتے فوراً قیامت اونکے پیش نظر ہوجاتی اسکا انتظار
صحابہ ہی کے زمانہ سے شروع ہوگیا تھا چنانچہ ابن صیاد یہودی سے جب بعض خوارق
عادات صادر ہونے لگے تو بعض صحابہ کو گمان ہوگیا تھا کہ کہین یہی دجال نہو چنانچہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکے قتل کا ارادہ مصمم کرلیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونکو روک دیا کہ اگر یہ وہی دجال موعود ہے تو اوسکو تم قتل نہین کرسکتے اوسکا قتل عیسی
علیہ السلام کے ہاتھ پر مقدر ہے اور اگر وہ نہین ہے تو اسکا قتل بیجا ہے۔
یہان یہ خلجان ہوتا ہے کہ دجال کا واقعہ تو قیامت کے قریب ہونیوالا ہے جیساکہ
صحیح صحیح احادیث سے ثابت ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اوسی زمانہ مین اوسکو دجال کیون
سمجھا اسکا جواب یہہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج مین نہایت حزم واحتیاط
تھی جسکا حال اونکی سوانح عمری سے ظاہر ہے چنانچہ مشہور ہے کہ شجرہ بیعت رضوان
باوجودیکہ متبرک مانا جاتا تھا اور لوگ دور دور سے اوسکی زیارت کو جاتے تھے مگر اونھون
نے اس احتیاط کے لحاظ سے کہ کہین پرستش شروع نہوجائے اوسکو کٹوا ڈالا۔ غرض جب
آپ نے دیکھا کہ ابن صیاد یہودی بھی ہے اور خوارق عادات بھی کچھ کچھ اوس سے
صادر ہورہے ہین اور دجال مین بھی یہی تین ہونگی اپنے اقتضاے طبع کے مطابق
حفظ ماتقدم اور حزم کے لحاظ سے چاہا کہ ابتدا ہی مین اس شجرہ خبیثہ کی بیخ کنی کردیجائے
یہان ایک اور شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینی طور پر
کیون نہین فرمادیا کہ وہ دجال ہے یا نہین۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالی کو منظور
ہے کہ قیامت کا وقت مبہم رہے اور یہ بھی معلوم نہو کہ وہ بہت دور ہے تاکہ مسلمانو

سورۃ النجم ع ۱

کا ہر وقت خیال لگا رہے کہ شاید وہ ابھی قایم ہو جاے جسکی وجہ سے عمل خیر مین ساعی رہین ارشاد ہوتا ہے ولیسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا قل انما علمہا عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ہو ثقلت فی السمٰوات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنہا قل انما علمہا عند اللہ - ترجمہ آپ سے پوچھتے ہین کہ قیامت کا کب ٹھیراو ہے کہئیے اوسکی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دیگا اوسکو اپنے وقت بھاری ہے وہ آسمان اور زمین مین وہ تم پر آویگی تو یکایک آوے گی ایسے پوچھنے لگتے ہین گویا آپ اوس کے تلاشی ہو تو آپ کہئیے کہ اوسکا علم خاص اللہ کے پاس ہے -

سورۂ اعراف ع ۱۲

اور یہ بھی ارشاد ہے ویقولون متی ہو قل عسیٰ ان یکون قریباً - یعنے لوگ پوچھتے ہین کہ قیامت کب ہے آپ کہئیے کہ شاید وہ قریب ہی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر فرمایا کرتے کہ مین قیامت کے قریب مبعوث ہوا ہون - غرض ان آیات و احادیث سے قیامت ہر وقت صحابہ کے پیش نظر رہتی تھی اور اپنی عادت کے مطابق قریب کے معنے سمجھتے تھے یہ کیا معلوم کہ اللہ تعالےٰ کے پاس قریب کس مقدار کے زمانہ کا نام ہے وہان تو ایک دن ہزار برس کا ہے کما قال تعالیٰ وان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون یعنے ایک دن تمہارے رب کے پاس اون ہزار سال کے برابر ہے جو تم شمار کرتے ہو - اس حساب سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک ڈیڑہ دن بھی نہین گذرا اگر اوس زمانہ مین کہا جاتا کہ قیامت کل ہے تو بھی دو ہزار سال تک کسی کو پوچھنے کا حق نہ تھا اور فرداے قیامت اوسپر برابر صادق آسکتا -

سورۂ بنی اسرائیل ع ۵

سورۂ حج ع ۵

غرض مصلحت الٰہی اسکو مقتضی ہے کہ قیامت کا حال پوشیدہ رہے اور لوگ اوسکو قریب سمجھتے رہین چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے مرضی شناس حق تعالیٰ کے تھے اسوجہہ سے ابن صیاد کے دجال موعود ہونے کی نہ آپ نے تصدیق کی نہ انکار فرمایا بلکہ ایک ایسا مجمل کلام فرما دیا کہ مقصود فوت نہو یعنے ارشاد ہوا کہ اگر یہ وہی دجال ہے تو تم

اوسکو مار نہ سکو گے اور اگر نہین ہے تو اسکا قتل بیجا ہے ۔

ذکر ابن صیاد

اب ابن صیاد کا بھی تہوڑا حال سنئے کہ کیسا پہلو دار ہے جامع ترمذی مین ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دجال کی ماں باپ کو تیس برس تک بچہ نہوگا اور اوس کے بعد ایک لڑکا ہوگا ایک چشمی جسکا ضرر زیادہ ہوگا اور نفع کم اوس کے سونے کی یہ کیفیت ہوگی کہ آنکھون مین تو نیند رہے گی اور دل ہوشیار اور باپ اوسکا بہت بلند قد کم گوشت اوسکی ناک چونچ کے جیسی ہوگی اور اوسکی ماں موٹی دراز پستان ہوگی ابو بکرہؓ کہتے ہین کہ اوس کے بعد ایک لڑکے کی شہرت ہوئی کہ عجائب روزگار سے ہے مین اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اوسکے گھر گئے دیکھا کہ ایک مرد اور اوسکی عورت کا وہی حلیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا ہمنے اونسے پوچھا کہ تمھین کوئی لڑکا بھی ہے اونہون نے کہا کہ تیس برس کے بعد ہمین ایک لڑکا پیدا ہوا جو ایک چشمی ہے اوس سے نقصان بہت ہے اور نفع کم ۔ سوتا ہے تو آنکھین بند رہتی ہین اور دل ہوشیار ۔ ہم اونکے پاس سے جب نکلے تو وہ دھوپ مین کچھ اوڑھا ہوا پڑا گنگنا رہا ہے ہماری آہٹ سنکر پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے تھے ہمنے کہا کہ کیا تو نے سنا کہا ہان میری آنکھین سوتی ہین اور دل جاگتا ہے ۔ مسلم شریف مین ہے کہ ابو سعید خدریؓ کہتے ہین کہ ایکبار سفر حج مین میرا اور اوسکا ساتھ ہوا اوس نے بہت سی باتین کہین کہ صحابہ مجھے دجال سمجھتے ہین حالانکہ دجال چنین وچنان ہے اور وہ باتین مجھ مین نہین ہین اسکی باتین میرے دل مین اثر کر رہی تھین کہ کسینے پوچھا کہ اگر تو ہی دجال ہو تو تجھے اچھا معلوم ہوگا یا نہین کہا اگر وہ خدمت پیش کیجاے تو مین اوسکو مکروہ نہ سمجھونگا اور پھر اوس نے کہا کہ خدا کی قسم دجال کی پیدایش کی جگہ اور اوس کا مقام مین جانتا ہون اور یہ بھی جانتا ہون کہ اب وہ کہان ہے ابو سعید خدریؓ کہتے ہین کہ یہ باتین سنکر مجھے بھی اشتباہ ہوگیا انتہی ملخصاً ۔

حدیث ۳۰۰۵ کنز العمال ج ۷

ابن عمرؓ کہتے ہین کہ ابن صیاد مدینہ شریف کے کسی راستہ مین مجھسے ملا اتنا پھولا کہ

راستہ بھر گیا مین نے اوسکو ٹکار کر کہا کہ تیری کچھہ قدر نہین یہ کہتے ہی وہ سمٹ گیا اور مین راستہ پاکر چلا گیا انتہی ملخصاً۔

اسکے سوا اوس کے اور بہت سے واقعات ہین جن سے صحابہ کو اوسکے دجال ہونے کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال ہونے پر دس قسمین کہانا بہتر سمجھتا ہون اس سے کہ اوس کے دجال نہونے پر ایک قسم کھاؤن یعنے دس حصہ گمان ہے کہ وہی دجال ہوگا۔

صفحہ ۳۰۰ کنز العمال ج ۷

پھر موت مین بھی اوسکے اختلاف ہے بعض روایات سے اوسکا مرنا معلوم ہوتا ہے مگر سنن ابی داؤد مین یہ روایت ہے کہ جابرؓ کہتے ہین کہ جس زمانہ مین یزید کا لشکر مدینہ طیبہ پر آیا تھا ابن صیاد گم ہو گیا۔ الحاصل جب منظور الٰہی تھا کہ علی التعین قیام قیامت کا زمانہ کسی کو معلوم نہوا اور اوسکو دور بھی نہ سمجھین جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے تو حکمت بالغہ مقتضی ہوئی کہ حضرتؐ ہی کے زمانہ مین ایک ایسا شخص پیدا ہو کہ اوسکے دجال ہونے کا گمان تمام مسلمانون کو ہو جائے اور اوسکے ظہور سے خائف و ترسان رہکر اپنے ایمان کے استحکام کی فکر مین لگے رہین اور خدائے تعالے سے پناہ مانگا کرین کہ الٰہی اوس کے فتنے سے ہمین بچائیو اسی وجہہ سے ہمارے خیر خواہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین تعلیم فرمادی کہ ہر نماز کے آخر مین یہ دعا کیا کرین۔
واعوذ بک من شر فتنۃ المسیح الدجال۔

آپ حضرات اس تقریر سے سمجھہ گئے ہونگے کہ اوس زمانہ مین نہ ابن صیاد کوئی ایسا شخص تھا کہ اوسکی ذات سے کچھہ خوف ہونا اوسکے دجال سمجھنے سے یہ خیال کیا گیا کہ اوس حالت موجودہ کے لحاظ سے وہ قابل خوف تھا۔ چنانچہ مسلم شریف مین یہ روایت موجود ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکو ایک لکڑی ایسی ماری کہ اوسکے جسم پر ٹوٹ گئی حالانکہ وہ بھی قسم کھا کر کہتے تھے کہ مسیح الدجال یہی ابن صیاد ہے جیسا کہ ازالۃ الاوہام مین لکھا ہے البتہ خوف اوسکے اوس فتنے کا تھا جو قیامت کے قریب ہونیوالا ہے جسکے انسداد کی غرض سے عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکو قتل کرنا چاہا اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فان یکن الذی تخاف لن تستطیع قتلہ رواہ مسلم[1] یعنے اگر یہ وہی دجال ہے جس سے تمھین خوف ہے تو تم اوسکو قتل نہین کر سکتے بلکہ عیسیٰ ابن مریم اوسکو قتل کرین گے رواہ احمد بن حنبل۔

اصل واقعات ابن صیاد کے یہ تھے جو مذکور ہوے مرزا صاحب کو چونکہ عیسویت جمانے کی غرض سے دجال کی بہت تلاش تھی کمال پریشانی مین لفظ دجال ابن صیاد کے نسبت جو مل گیا بیخود ہو گئے کہ اب کیا ہے دجال کو مار لیا چنانچہ فرماتے ہین کہ دجال معہود حضرت ہی کے زمانہ مین مرگیا اب ازخود رفتہ ہین کبھی تو تمام اہل سنت وجماعت پر بلکہ تمام اہل اسلام پر حملہ کر رہے ہین کہ یہ سب مشرک ہین کہ دجال موعود کو خدا کا شریک بنا رہے ہین کبھی اکابر علماے امت پر وار ہے کہ ان ملاؤن نے دجال کو ہوا بنا رکھا ہے کبھی اکابر محدثین پر طعن ہے کہ اونکی ایک کتاب بھی خواہ بخاری ہو یا مسلم قابل اعتبار نہین چنانچہ لکھتے ہین کہ دجال کے آخر زمانہ مین نکلنے کی حدیثین بخاری و مسلم وغیرہ مین ہین اور ابن صیاد کے دجال ہونے کی روایتین بھی انہین مین ہین اسلئے اذا تعارضا تساقطا پر عمل کر کے دونون قسم کی حدیثون کو ساقط الاعتبار کرنا چاہئے اور دجال کے استدراج مین جو احادیث صحاح مین وارد ہین نقل کر کے لکھتے ہین (سوچنا چاہئے کتنا بڑا شرک ہے کچھ انتہا بھی ہے) جملہ اہل سنت وجماعت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری ہے اور خود مرزا صاحب بھی اپنے استدلال کے موقع مین یہ فقرہ پیش کیا کرتے ہین اور بقیہ کتب صحاح کے نسبت اجماع ہے کہ انمین کوئی حدیث موضوع نہین مگر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ وہ حدیثین ساقط الاعتبار ہین سخت حیرت کا مقام ہے۔

ابن صیاد کو دجال سمجھنے اور قیامت کے قریب خروج دجال مین مرزا صاحب تعارض قرار دیکر کل حدیث کی کتابون کو جو بے اعتبار بنا رہے ہین معلوم نہین کس بنا پر ہے تعارض تو جب ہوتا کہ صحابہ اوس کی تصریح بھی کر دیتے کہ دجال نکل چکا اور اب وہ قیامت تک نہ نکلیگا حالانکہ یہ تصریح کسی کتاب مین نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا

[1] کنز العمال کے جلد ہفتم صفحہ ۲۰۲ شمارہ ۲۲۱۲ مین یہ اور لکھا ہے عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان عمر رضی اللہ عنہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتل ابن صیاد قال نذ کرہ ۱۲ محمد عزیز الدین عفی عنہ

فان یکن الذی تخاف لن تستطیع قتله انما صاحبه عیسیٰ ابن مریم اس سے ظاہر ہے کہ اوسکا خوف عمرؓ کو اوسکی حالت موجودہ کے لحاظ سے نہ تھا بلکہ اوس کے اوس فتنہ کے لحاظ سے تھا جسکو بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن چکے تھے ورنہ کسکو خبر تھی کہ دجال کس بلا کا نام ہے اوسکا نام تو ابن صیاد مشہور تھا پھر اوس سے کوئی فتنہ بھی ایسا ظہور مین نہین آیا جو دجال کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ خود مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین (ابن صیاد کوئی کام بھی ایسا نہین دکھایا جو دجال معہود کے نشانیون مین سے سمجھا جائے) اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوسکو دجال معہود سمجھتے تو صحابہ ضرور تخطیہ کرتے کہ اوسکا خروج تو قیامت کے قریب ہوگا پہلے بیت المقدس فتح ہوگا اوس کے ساتھ مدینہ منورہ کی ویرانی اوسکے بعد جنگ عظیم ہوگا اور امام مہدی نکلین گے اور وہ شہر فتح ہوگا جسکا ایک جانب سمندر مین ہے اور ایک جانب خشکی مین اور سب غنیمت کی تقسیم مین مصروف ہونگے کہ ایکبارگی ایک شخص دوڑتا ہوا آکر پکار دیگا کہ دجال نکلا اور ان سب علامتون کے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری علامتین بکثرت بیان فرمائی ہین جنمین چند یہ ہین کہ لوگ اونچے اونچے مکان بنائین گے اور علم بالکل مفقود ہوجائیگا زنا اور لواطت اور شراب خواری علانیہ اور کثرت سے ہوگی زلزلے بہت ہون گے ترک و کرمان و عجم کے ساتھ جنگ ہوگا تقریباً تیس جھوٹے پیدا ہون گے جو رسالت کا دعوی کرین گے انکے سوا اور بہت سی علامتین ہین جو خروج دجال سے پہلے ظہور مین آئینگے۔ الغرض اوسکو دجال کہنے سے مراد عمرؓ کی اگر یہ ہوتی کہ ظہور ابن صیاد کا خروج دجال موعود ہے تو دوسرے صحابہ صاف کہدیتے حضرت ہی کی زبان مبارک سے ہمنے دجال کا نام سنا ہے اور اوس کے خروج کا وقت حضرت ہی نے بیان فرما دیا ہے کہ ان تمام امور کے ظہور کے بعد ہوگا پھر سب سے پہلے وہ کیونکر نکل آیا۔ بلکہ حضرت خود فرماتے کہ مین اوسکا وقت خروج ان علامات کے بعد بتلا رہا ہون اور تم اوسکو ابھی سے نکال رہے ہو غرض اس سے ظاہر ہے کہ اوسکو دجال کہنا مجازاً تھا حقیقۃً نہ تھا جابر رضی اللہ عنہ جو قسم کھا کر کہتے ہین

کنز العمال جلد ۷ ۲۰۲

۲۰۳ ص کنز العمال جلد ۷

۲۱۱۴ کنز العمال جلد ۷

کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یہ بھی روایت کر رہے ہین کہ دجال نکلنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام
اترین گے لوگ اونسے کہینگے کہ اے روح اللہ امامت کیجئے وہ کہینگے کہ تمھارا ہی امام نماز
پڑہاوے چنانچہ نماز کے بعد آگے بڑھکر دجال کو قتل کرینگے اس سے صاف ظاہر ہے
کہ ابن صیاد کو آئندہ کے لحاظ سے دجال کہا گیا جسکے نکلنیکا وقت قریب قیامت ہے
جابر رض سے یہ بھی روایت ہے کہ دجال کے پہلے تیس جھوٹے نکلینگے سب کے آخرین
دجال نکلیگا اور اوسکا فتنہ سب سے بڑا ہوگا اگر وہ ابن صیاد کو دجال موعود سمجھتے تو ان
حدیثون کو روایت نہ کرتے ورنہ محل اعتراض تھا کہ اجتماع ضدین کیسا اس سے معلوم ہوا
کہ اونکو ظن غالب تھا کہ یہی ابن صیاد خروج کریگا جسکو عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے ۔
اور نیز عبد اللہ بن عمر جو قسم کھاکر کہتے ہین کہ مجھے ابن صیاد کے دجال ہونے مین شک
نہین اس حدیث کو روایت کرتے ہین کہ دجال مدینہ منورہ کی زمین شور مین آئیگا اور آخر
مین ملا جائیگا اس سے ظاہر ہے کہ اوسکو اس حالت مین یہ نہین سمجھتے تھے کہ وہ موعود ہی
ہے اور فتنہ اوسکا وقوع مین آچکا ۔
اور نیز جابر رض باوجودیکہ ابن صیاد کے دجال ہونے پر قسم کھاتے ہین یہ روایت کرتے
ہین کہ دجال کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوگا حالانکہ خود انہون نے دیکھا تھا کہ ابن صیاد
کی پیشانی پر کچھ بھی نہ تھا جیسا کہ ازالۃ الاوہام مین ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ بھی سمجھتے تھے
کہ اسمین ان علامات کے ظہور کا وقت دوسرا ہی ورنہ بجاے اسکے کہ اوسکے دجال ہونے پر
وہ قسمین کھائین دجال نہونے پر قسمین کھاتے ۔
ان روایات سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے پاس ابن صیاد کے دجال ہونے کا یہ مطلب نہ تھا
کہ اوسکا خروج موعود ہوچکا بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اوسکا فتنہ اور سب علامات اسیوقت
ظہور مین آئینگے جب دوبارہ وقت معین پر نکلیگا الغرض حضرت عمر رض کا ابن صیاد کے
دجال ہونے پر قسم کھانا اس بات پر دلیل نہین کہ دجال مرگیا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا سکوت اس امر پر دلیل ہوسکتا ہے کہ دجال کے فتنہ موعودہ مین شک تھا ۔ بلکہ
اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ جس دجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے وہ یہی شخص ہے

کنز العمال جلد ۷ ۱۶۱۰ تا ۱۶۱۲

کنز العمال جلد ۷ ۲۱۱۲

کنز العمال ج ۷ ۲۱۰۴

یا اور کوئی۔

مرزا صاحب جو تمام صحاح کو ساقط الاعتبار بنا رہے ہین اوسکا منشا صرف یہی ہے کہ دو چار صحابیون نے جو کہا تھا کہ ابن صیاد دجال ہے اوسکو حقیقت پر محمول کر رہے ہین اگر اوسکو مجاز پر محمول کرتے تو کوئی اشکال پیدا نہ ہوتا آخر عیسیٰ اور دجال کے معنی بھی تو وہ مجازی ہی لے رہے ہین کہ عیسے ابن مریم خود ہین اور شخص دجال گروہ پادریان۔

مرزا صاحب کا بڑا اعتراض یہ ہوگا کہ اگر وہ قیامت کے قریب دجال ہونے والا تھا تو اوسوقت اوسکو دجال کیون کہا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ کل اہل عربیت جانتے ہین کہ اوسکو مجاز باعتبار مایؤل کہتے ہین جو مجاز مرسل کی ایک قسم ہے قرآن شریف مین اسکے نظائر موجود ہین اعصر خمرا ظاہر ہے کہ خمر نہین نچوڑا جاتا شیرے کو خمر باعتبار مایؤل کہا گیا وقال اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا یعنے جو لوگ یتیمون کے مال کھاتے ہین وہ لوگ آگ کھاتے ہین اموال کو حق تعالیٰ نے باعتبار مایؤل آگ فرمایا وقال تعالیٰ حتی تنکح زوجا غیرہ ظاہر ہے کہ نکاح زوج کے ساتھ نہین ہوتا بلکہ نکاح کے وقت وہ اجنبی ہوتا ہے جس پر زوج کا اطلاق ہوا قافلہ سفر سے واپس آنے والے گروہ کو کہتے ہین کیونکہ قفول کے معنے سفر سے واپس آنیکے ہین حالانکہ جانے والے گروہ کو بھی قافلہ کہتے ہین۔ اور یہ تو ہمارے عرف مین بھی شائع ہے کہ حج کے جانے والے کو حاجی صاحب اور لڑکون کو مولوی صاحب کہتے ہین حالانکہ ہنوز وہ ان الفاظ کے معنے کے مستحق نہین ہوتے۔

سورۂ نساء ۱

سورہ بقرہ ۱۳۶

الحاصل ابن صیاد کو قبل دجال ہونے کے دجال کہنا بھی اسی قسم کا ہے اب دیکھئے کہ ان احادیث مین تعارض کہان رہا دونون کا مطلب یہی ہوا کہ دجال موعود آخری زمانہ مین نکلیگا۔ البتہ حضرت عمرؓ کے جزم کرنے سے اتنا معلوم ہوا کہ وہ پیدا ہو چکا ہے اور اپنے ظہور موعود کے وقت تک زندہ رہے گا اور یہ کوئی

غیر ممکن بات نہیں ہزار سال کی عمر نوح علیہ السلام کی نص قطعی سے ثابت ہے پھر اگر اوس سے زیادہ کسی کو خدا تعالیٰ زندہ رکہے تو کیا تعجب ہے۔

یہان حضرت عمر کا قسم کہانا ابن صیاد کے دجال ہونے پر قابل غور ہے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت عمرؓ کو اوس کے دجال ہونے کا علم کس قسم کا تھا یہ تو ظاہر ہے کہ اوسکا دجال ہونا نہ اولیات[ع] سے ہے نہ فطریات[ص] سے نہ مشاہدات[ص] و نہ وجدانیات[ص] سے نہ تجربیات[ع] و وہمیات محسوسہ و حدسیات[ص] سے اور نہ متواترات سے اسلئے کہ اوسوقت تک کسی کو خبر نہ تھی کہ وہ دجال ہی تھا یہ کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہون نے سنا ہوگا سو ممکن نہین اسلئے کہ خود حضرت نے اونکی تصدیق نہین کی بہر حال یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اوسکے دجال ہونے کا علم عمرؓ کو یقینی تھا کیونکہ یقینیات کے کسی قسم مین وہ داخل نہین ہوسکتا جو مذکور ہوے۔ البتہ قرائن خارجیہ کے لحاظ سے اوسکا ظن ہوگیا ہو تو ممکن ہے۔

مرزا صاحب کے اصول پر حضرت عمرؓ کا قسم کہانا کبھی ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ ایسے جلیل القدر صحابی ایسی بات پر قسم کہانا جسکا ثبوت نہ شرعاً ہو نہ عقلاً ہرگز قرین قیاس نہین ہوسکتا مگر چونکہ یہ روایت معتبر کتابون مین ہے اسلئے ہمین ضرور ہے کہ حتی الوسع اوسکی مناسب توجیہ کرین۔ بات یہ ہے کہ عرب کا دستور تھا اور ابتک ہے کہ محتملات و مظنونات پر بھی قسم کھالیا کرتے ہین اس قسم کی قسم کو یمین لغو کہتے ہین جسکے خلاف واقع ہونے پر کوئی مواخذہ نہین چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے لا یواخذکم اللّٰہ باللغو فی ایمانکم تفسیر درمنثور مین ہے کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو صحابہ تیراندازی کر رہے تھے ایک شخص نے کہا اصبت واللہ یعنے بخدا نشانہ پر مار دیا اور وہ خلاف واقع تھا کسی نے عرض کیا یارسول اللہ یہ شخص حانث ہوگیا حضرت نے فرمایا یہ یمین لغو ہے اسمین کفارہ نہین اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور ابراہیم[1] رضی اللہ عنہم یمین لغو کی تفسیر یہ کرتے ہین کہ آدمی جس چیز پر قسم کہاتا ہو اوسکے سچ ہونے کا گمان کرے اگرچہ درحقیقت وہ سچ نہو انتہیٰ ملخصاً۔

الحاصل جب یہ بات یقیناً ثابت ہوگئی کہ ابن صیاد کے دجال ہونے پر حضرت عمرؓ کا قسم

[1] لعلہ ابراہیم بن ابی موسی الاشعری۔ او۔ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہری۔ واللہ اعلم ۱۲ شریف الدین عفی عنہ۔

[ع] اولیات وہ قضایا ہین جنکے طرفین کو تصور کرتے ہی عقل اونکے صدق کا جزم کرے جیسے الواحد نصف اثنین ۱۲

[ص] فطریات وہ قضایا ہین جنکا جزم ایسے واسطہ کے طرف محتاج ہو جو ذہن سے غائب نہ ہو مثلاً الاربعۃ زوج اسمین واسطہ انقسام متساویین ہے جسکو ہر شخص جانتا ہے ۱۲

[ص] جیسے الشمس مشرقۃ ۱۲

[ص] جیسے لنا جوع وعطش ۱۲

[ع] جیسے ہندسیات ۱۲

[ص] نور القمر مستفاد من نور الشمس ۱۲

کھانا ممکن نہین کہ یقین پر مبنی ہو جیسا کہ ابھی معلوم ہوا تو ضرور ہوا کہ وہ یمین لغو شمار کیجائے
کیونکہ اوسکی تعریف بھی اس یمین پر صادق آرہے ہین اور صحابہ کے اقوال سے ثابت
ہوا کہ ایسی قسم خلاف واقع پر بھی ہوا کرتی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اوسکا دجال
ہونا خود حضرت عمرؓ کی قسم ہی سے مشکوک ہوگیا۔

حدیث تمیم داری در باب دجال

اب ہم ایک دلیل مستند پیش کرتے ہین جس سے اوسکا دجال نہونا ثابت ہوجائے وہ
یہ روایت ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ
طیبہ مین اعلان دیا کہ سب حاضر ہون اوسکے بعد حضرت نہایت خوش تبسم فرماتے
ہوے منبر پر تشریف رکھے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ مین تمھین کس لئے جمع کیا اسوقت
کوئی ترغیب و ترہیب مقصود نہین بلکہ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ تمیم داری جو ایک
نصرانی شخص تھے اسلام لاے اور ایک واقعہ ایسا بیان کیا کہ مین نے جو تمھین
دجال کی خبر دی تھی اوس سے اوسکی تصدیق ہوتی ہے وہ کہتے ہین کہ ہماری
کشتی شدت ہوا کی وجہ سے کسی کنارے پر جا لگی جب ہم اوس جزیرے مین
گئے تو ایک عجیب شخص سے ملاقات ہوئی ہمنے تو اوسکو شیطان ہی سمجھا تھا مگر اوس نے
چند باتین پوچھین جنکا ہمنے جواب دیا منجملہ اوس کے ایک بات یہ تھی کہ نبی امیین
کی کیا حالت ہے ہمنے کہا وہ مکہ سے نکلکر یثرب مین ٹھیرے ہین کہا عرب نے
اون سے جنگ کیا ہمنے کہا ہان کہا پھر کیا ہوا ہمنے کہا قریب قریب کے لوگون نے
اونکی اطاعت کرلی ہے پوچھا ایسا ہوا ہے ہمنے کہا ہان کہا اونکی اطاعت
اون لوگون کے حق مین بہتر ہے پھر کہا مین تم سے اپنا حال کہتا ہون کہ مین مسیح دجال
ہون قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے مین تمام زمین مین پھرونگا مگر مکہ
اور طیبہ مین نہ جاسکونگا حضرت نے فرمایا یہی طیبہ ہے یعنے مدینہ۔ پھر حضرت نے
فرمایا تمھین معلوم ہے کہ پیشتر ہی مین تم سے یہ کہہ چکا ہون لوگون نے عرض کیا درست
ہے فرمایا تمیم داری کا یہ واقعہ مجھے بہت اچھا معلوم ہوا کہ جو مین نے تم سے
کہا تھا اوسی کے موافق ہے پھر فرمایا یہ طیبہ ہے اور وہی دجال ہے انتہی ملخصاً

اب دیکھئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کی خبر کی تصدیق کی اور عمر رضہ کے تخمین وگمان کی تصدیق نہین کی تو اس سے یقیناً معلوم ہوگیا کہ ابن صیاد دجال نہ تھا کیونکہ ایک روایت سے تو اوسکا مرنا ہی ثابت ہے اور جو روایت اوسکے خلاف ہے اوس سے اوس کے مفقود ہونے کا زمانہ خلفاے راشدین کے بعد کا ہے بہر حال کسی طرح ابن صیاد وہ دجال نہین ہوسکتا جسکی خبر تمیم داری رضہ نے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تصدیق فرمائی۔

ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۴۸ مین اس حدیث کا جواب مرزا صاحب اسطور سے دیتے ہین کہ مسلم شریف مین تمیم داری کی حدیث کے آخر مین یہ ہے الا انہ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما ھو واومی بیدہ الی المشرق یعنی من قبل المشرق ما ھو کہا دجال بحر شام مین ہے یا بحر یمن مین نہین بلکہ وہ مشرق کی طرف سے نکلیگا نہین وہ یعنے وہ نہین نکلیگا بلکہ اسکا مثل نکلیگا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

مرزا صاحب نے عبارت مذکورہ حدیث مین کسی غرض سے اختصار کیا ہے پوری عبارت یہ ہے لا بل من قبل المشرق ما ھو من قبل المشرق ما ھو واومی بیدہ الی المشرق مرزا صاحب نے (من قبل المشرق ما ہو) کا ترجمہ یہ لکھا ہے (وہ مشرق کے طرف سے نکلیگا نہین وہ) اردو جاننے والے معتقد تو مرفوع القلم ہین انکے حق مین مرزا صاحب کا قول خود بجاے وحی ہے مگر عربی دان سمجھ سکتے ہین کہ من قبل المشرق کے لفظ سے (وہ مشرق کی طرف سے نکلیگا) سمجھنا درست ہے یا نہین کیونکہ اس جزو جملہ مین کوئی ضمیر نہین جو دجال کی طرف راجع ہو اور نہ لفظ یخرج کہین مذکور ہے شاید من کا متعلق یہ نکالا ہے حالانکہ وہ صحیح نہین ہے اسلئے کہ یہ من زائدہ ہے جیسا کہ مغنی اللبیب مین اس کی بہت سی مثالین لکھی ہین منجملہ انکے ایک یہ ہے ان من اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون۔

(ما ہو) کے معنی (نہین وہ) انہون نے لکھا ہے اور اس سے یہ مطلب نکالا ہے کہ وہ نہ نکلیگا بلکہ مثیل نکلیگا حالانکہ سیاق کلام سے یہ بالکل مخالف ہے اسلئے کہ

ثلاث ملت کنز العمال جلد ، صفحہ ۲۹۵

مقصود یہان دجال کا مقام معین کرنا ہے کہ وہ بحر شام اور یمن مین نہین بلکہ مشرق کیطرف ہے اسکے بعد (نہین وہ) کہنے کا کوئی موقع نہین۔

مرزا صاحب کی تقریر کا ماحصل یہان یہ ہوتا ہے کہ حضرت نے تمیم داری سے دجال کا سارا قصہ سنکر سب صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ اس مضمون کا پڑہا کہ مین نے دجال کا حال جو تمسے کہا تھا تمیم داری کے چشم دید واقعہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے وہ دجال سے ملکر اور اوس سے گفتگو کر کے آئے ہین وہ مشرقی دریا مین ہے وہ نہین اب غور کیجئے اسقدر اہتمام کے بعد یہ فرمانا کہ وہ نہین کسقدر حیرت انگیز ہوگا پہر من قبل المشرق ماھو کو تین تین بار دھرا کر فرمانے کا کیا مطلب ہوگا۔ مرزا صاحب اس ماکو نافیہ لیتے ہین اس صورت مین اس جملہ کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ مشرق کی طرف نہین وہ مشرق کی طرف نہین یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس نے کہا تھا کہ وہ مشرق کی طرف ہے جسکا انکار حضرت بکرات ومرات فرما رہے ہین۔ اور اگر حسب تجویز مرزا صاحب اس عبارت کے دو جملے قرار دئے جائین ایک من قبل المشرق یعنے دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا اور دوسرا ماھو یعنے وہ نہین تو حضرت کا تین بار یہ فرمانا کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا وہ نہین دجال مشرق کیطرف سے نکلیگا وہ نہین کسقدر بے موقع ہوگا۔

اہل وجدان سلیم سمجہ سکتے ہین کہ ان متضادہ مضمونون کے بلونکی تکرار فصاحت سے کیسی اجنبی ہوگی۔ پہر یہان ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت کا مقصود اس سے یہ سمجہا جاسکے کہ دجال نہ نکلیگا بلکہ ہندوستان سے اوسکا مثیل نکلیگا تو صحابہ ضرور یہ پوچھ لیتے کہ تمیم داری جس دجال کو دیکہہ آئے ہین اور وہ مشرق کی طرف سے نکلیگا وہ نہ نکلیگا تو اوسکا کیا حشر ہوگا کیا اپنی ہی جگہہ بیٹھا بیٹھا مرجاسے گا یا اور کسی زمانے مین نکلیگا اور کبھی نہ نکلیگا تو اوس کے دجال ہونے سے ہمارا کیا نقصان یہ تو بڑی بشارت کی بات ہے کہ جس دجال سے آپ ڈراتے تھے اوس سے تو بیفکری ہوگئی غرض کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ اس عبارت سے وہ

مضمون سمجھا جاتا ہے جو مرزا صاحب نے لکھے ہین۔

یہ سب خرابیان ماھو کے ما کو نافیہ لینے سے پیدا ہوئی ہین چونکہ مرزا صاحب کو مثیل دجال ثابت کرنا ہے۔ اسلئے اس تحریف کی ضرورت ہوئی امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے قال القاضی لفظة ماھو زائد تصلة للکلام لیست بنافیة والمراد اثبات انه فی جهات المشرق انتهی۔

دراصل یہ ما زائدہ غیر کافہ ہے جس کی مثالین مغنی اللبیب مین یہ لکھی ہین شتان ما زید وعمرو اور قول مہلہل لو بابین جار یخطبها عـه ذل ما انف خاطب بدم۔ اس صورت مین بل من قبل المشرق ماھو کے معنے یہ ہوے کہ وہ دریاے شام اور یمن مین نہین بلکہ مشرق کی طرف ہے اور اس جملہ کو مکرر کرنے سے یہ غرض تھی کہ اوسکو یاد رکھین اور یقینی سمجھ لین کہ دجال ایک شخص معین مشرق کی جانب مین اسوقت زندہ موجود تھے اب دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اسقدر اہتمام اور تاکید سے اوسکے شخص معین اور زندہ ہونے کی خبر دین اور مرزا صاحب اوسکی کچہ پروا نکر کے یہ کہین کہ دجال کوئی چیز نہین صرف پادریون کا نام ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

اسی مقام مین مرزا صاحب لکھتے ہین یاد رہے کہ اس خبر تمیم داری کی تصدیق کے بارہ مین ایسے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہرگز نہین نکلے جو اسبات پر دلالت کرتے ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تمیم داری کے دجال کا یقین کیا تھا بلکہ تصدیق اسبات کی پائی جاتی ہے کہ دجال مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ مین داخل نہین ہوگا۔

آپ تمیم داری کی حدیث کا ترجمہ ابھی پڑہ چکے ہین جس مین یہ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کرکے تمیم داری کا پورا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ دجال سے ملے اور اس سے سوال وجواب کئے اور دجال نے اون سے کہا کہ مین مسیح دجال ہون اور قریب مین مجھے نکلنے کی اجازت

عـه یعنے اوس عورت کو پیادہ کر نہ ہوا الا اگر دو پہاڑ وغیرہ یا بر ہونا لاوے تو اوسکی نار خون آلود کیا ہے بان ایک پہاڑ کا نام ہے ۱۲

ملنے والی ہے پھر حضرت نے اوسکی تصدیق کی کہ وہی دجال تھا چنانچہ لفظ وذلک الدجال صراحۃً موجود ہے باوجود اسکے مرزا صاحب کس دھٹائی سے کہتے ہین کہ اسپر دلالت کرنے والے الفاظ بھی حضرت کے زبان سے نہین نکلے اسکا کیا علاج اگر کسی کو ہمارے بیان مین شبہہ ہو تو مسلم شریف مین دیکھ لے کہ وہ سب قصہ اور لفظ وذلک الدجال اُس مین موجود ہے یا نہین۔

اور اسی حدیث مین یہ بھی موجود ہے کہ تمیم داری کا دیکھا ہوا واقعہ بیان کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا ھل کنت حدثتکم ذلک فقال الناس نعم فانہ اعجبنی حدیث تمیم انہ وافق الذی کنت احدثکم عنہ ماحصل اسکا یہ ہے کہ سب صحابہ سے حضرت نے پوچھا کہ کیون دجال کی خبر مین نے پیشتر دی تھی صحابہ نے عرض کیا جی ہان پھر فرمایا کہ تمیم داری کا چشم دید واقعہ مجھے اچھا معلوم ہوا جس سے میری اخبارات کی تصدیق ہوئی جو تمکو اکثر کہا کرتا تھا اس حدیث سے علاوہ اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ تمیم داری کی تصدیق کی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے پیشتر بھی خبر دی تھی کہ دجال ایک شخص ہے اور کسی جزیرہ مین مقید ہے اور معین وقت پر نکلیگا جسکی تصدیق تمیم داری کے واقعہ سے ہوئی اور چونکہ اس خبر کا ثبوت مشاہدہ سے ہو گیا اسوجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال درجہ کی فرحت ہوئی اور نہایت خوشی سے منبر پر یہ واقعہ بیان فرمایا جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور آخر مین لفظ اعجبنی سے اوسکی تصریح بھی کی مگر افسوس ہے کہ جس خبر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہوئی تھی مرزا صاحب پر سخت صدمہ ہے۔ غرض مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت نے تمیم داری کی تصدیق نہین کی کسقدر حیرت انگیز ہے اور یہ جرات قابل غور ہے کہ مسلم شریف جیسی مشہور و معروف کتاب مین ایسے تصرفات کرتے ہین اور جو جی چاہتا ہے خلاف واقع لکھ دیتے ہین اور اوس کی کچھ پروا نہین کرتے کہ اہل علم اوسکو کیا سمجھین گے تو اوسپر قیاس کرنا چاہیے کہ الہامات اور خواب جو لکھا کرتے ہین اونکا کیا حال ہوگا

اور لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اخبار وحکایات بیان کردہ کی تصدیق کرتے تھے اوس کے لئے یہ ضرور نہین ہوتا تھا کہ وہ تصدیق وحی کی روسے ہو بلکہ محض مخبر کے اعتبار کے خیال سے تصدیق کر لیا کرتے تھے انبیا لوازم بشریت سے بالکل الگ نہین کئے جاتے محض عقلی طور پر اعتبار راوی کے لحاظ سے حضرت نے اوسکی تصدیق کی کیونکہ تمیم داری اس قصہ کے بیان کرنے کے وقت مسلمان ہو چکا تھا اور بوجہ مشرف باسلام ہونے کے اس لائق تھا کہ اوس کے بیان کو عزت اور اعتبار کے نظر سے دیکھا جاوے انتہی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تصدیق فرمانا اعتبار کے قابل نہین بلکہ وہ عقلی طور پر ہونے کی وجہ سے اوس مین غلطی ہوگئی اور ثبوت غلطی کا اسطور سے ہوا کہ مرزا صاحب کی جانچ مین سوائے پادریون کے اور کوئی وجال نہین اس دعوے اور دلیل کی تصدیق سوائے مرزا صاحب پر ایمان لانے والون کے دوسرا کوئی مسلمان نہین کرسکتا بلکہ اہل ایمان کے پاس ایسا خیال کفر سے کم نہین۔

اب رہی یہ بات کہ یہ تصدیق وحی کے روسے نہ تھی۔ معلوم نہین مرزا صاحب نے اسکا ایک طرفہ قطعی فیصلہ کسطرح کر ڈالا۔ ہم اہل اسلام کو توحق تعالی نے حکم قطعی کر دیا ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمادین اوسکو مان لین کسی کو چون وچرا کی مجال نہین کہ حضرت نے یون ہی عقل سے یہ فرمادیا کوئی وحی بھی آئی تھی اور وحی آئی تھی توکس کے روبرو دو گواہ بھی اسوقت موجود تھے یا نہین اور اگر موجود تھے تو انہون نے جبرئیل کو وحی سناتے وقت دیکھا اور پہچانا بھی تھا یا قرائن سے کہدیا اور قرائن قطعی تھے یا ظنی۔ حق تعالی فرماتا ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ اور فرماتا ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنے کوئی بات حضرت اپنے خواہش سے نہین فرماتے جو کچھ فرماتے ہین صرف وحی سے فرماتے ہین حق تعالے تو یہ فرماتا ہے مگر مرزا صاحب کو

نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اعتبار آتا ہے نہ خود حضرت کا اعتبار ہے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ یہ تصدیق جو حضرت نے کی تھی صرف تمیم داری کے اعتبار پر تھی۔ تہذیبی پیرایہ مین انہوں نے اس مقدمہ مین اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ اپنی رائے سے جھوٹی خبر کی تصدیق حضرت نے کر دی نعوذ باللہ من ذلک۔ وہ کہتے ہین کہ تمیم مشرف باسلام ہونے کی وجہ سے وہ اس لائق تھا کہ اوسکا بیان عزت اور اعتبار کی نظر سے دیکھا جائے اسکا مطلب یہ ہوا کہ باوجودیکہ حضرت نے اوسکو قابل اعتبار سمجھا مگر انہوں نے جھوٹ کہنے مین کمی نہ کی پھر جھوٹ بھی کیسا کہ افضل الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے روبرو جسکو حضرت نے منبر پر چڑھکر ایک مجمع کثیر صحابہ کے روبرو کمال بشاشت سے بیان فرمایا۔

اب اہل ایمان غور کرین کہ کیا کوئی مسلمان یہ خیال کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھوٹی خبر بیان کرنے کے لئے صحابہ کو فراہم کرین اور منبر پر چڑھکر وہ خبر بیان فرمادین پھر اتنے بڑے واقعہ کے بعد حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت کو اطلاع نہ ہو کہ وہ خبر دراصل جھوٹی تھی اور اوسکی غلطی نکالنے کا موقع ایک پنجابی کے ہاتھ آئے۔ اہل علم جانتے ہین کہ ادنےٰ ادنےٰ امور کی اطلاع بذریعہ وحی یا الہام حضرت کو ہوجایا کرتی تھی ایسا بڑا واقعہ جس سے مرزا صاحب اور اونکے اتباع کی نظر مین حضرت نعوذ باللہ بے اعتبار ہوے جاتے ہین اوسکی اطلاع حضرت کو کسیطرح نہوی کیونکہ اگر اطلاع ہوتی تو حضرت ضرور فرمادیتے کہ تمیم داری نے جو خبر دی تھی جھوٹ ثابت ہوئی۔ اس مقام مین سوائے اسکے اور کیا کہا جائے کہ زمانہ کا مقتضے ہے کہ ایسے خیالات کے لوگ بھی مقتدی بنائے جاتے ہین اللھم انا نعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات ومن شر فتنۃ المسیح الدجال

اب اہل انصاف ملاحظہ فرمادین کہ مرزا صاحب کا یہ قول کہ دجال معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ظاہر ہوگیا اور مر بھی گیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ خود مرزا صاحب ہی کا استدلال احادیث ابن صیاد سے اونکے دعوے کو مضر اور ہمارے لئے

مفید ہے اس وجہ سے کہ احادیث ابن صیاد سے اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ صحابہ دجال کو
ایک معین شخص سمجھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تصدیق بھی کی تو
معلوم ہوا کہ حضرت نے کسی قوم کا نام دجال نہین رکھا جیسا کہ مرزا صاحب کا دعوے ہے
کہ دجال گروہ پادریان کا نام ہے بلکہ گویا حضرت نے یہ فرمایا کہ وہ ایک شخص ہی ہے جیسا
کہ تم سمجھتے ہو اسلئے کہ جب حضرت عمر رضہ نے ابن صیاد کو دجال قرار دیکر اوسکو قتل
کرنا چاہا تو جس صورت مین دجال جھوٹون کے گروہ کا نام ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب کہتے
ہین تو اونکی غلط فہمی کی اصلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے اور یہ ارشاد ہوتا کہ
دجال ایک شخص نہین جسکو تم مارنا چاہتے ہو وہ تو ایک جماعت ہوگی جو آخر زمانہ مین
پیدا ہوگی۔ کسی ادنے شخص سے کلام کے معنی اوسکی مراد کے خلاف بیان کئے جائین
تو وہ اپنی مراد ظاہر کرکے اوس غلط فہمی کی اصلاح کر دیتا ہے شارع کو بطریق اولی
ضرور ہے کہ اپنی مراد بیان کرکے غلط فہمی سے اپنی امت کو بچالین۔ شاید مرزا صاحب
تمیم داری رضہ کی حدیث پر اعتراض کرین گے کہ بخاری شریف کی حدیث سے ثابت
ہے کہ کوئی شخص خواہ آدمی ہو یا جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سو برس زندہ
نہ رہا وہ حدیث یہ ہے عن عبد اللہ بن عمر قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم العشاء فی آخر حیاته فلما سلم قام فقال أرأیتکم لیلتکم
هذه فان رأس مائة سنة منها لا یبقی ممن هو علی ظهر الارض
احد رواه البخاری پھر تمیم داری رضہ نے جس دجال کی خبر دی ہے وہ آخری
زمانہ مین کیونکر نکل سکتا ہے۔

قرا کتاب العلم صفحہ ۲۱ پارہ ۱ ادوا باب

اسکے جواب کے پہلے یہ امر غور طلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے
قریب جو یہ ارشاد فرمایا ہے اوسکا منشا کیا ہوگا یہ تو ظاہر ہے کہ اسمین نہ کوئی وصیت
ہے جسپر عمل کرنا مطلوب ہو نہ کوئی ایسی چیز ہے جو ذات الہی یا امور اخروی سے
متعلق ہو کیونکہ الیوم اکملت لکم دینکم سے صاف ظاہر ہے کہ دینی اعتقادات سے
متعلق کل امور کو حضرت نے بیان کرکے دین کا تکملہ فرما دیا سو برس کے اندر تمام آدمیون

اور جانور وںکا رجانا ایسا کوئی ایسی بات نہین جسکو حضرت دینی امر تصور فرمائے ہون اور وہ علامات قیامت مین بھی نہین ورنہ تصریح فرمادیتے جیسے دوسرے علامات مین موجود ہے پھر ایک غیبی بات کی خبر دینا وہ بھی عشا کے بعد جسوقت خاص خاص حضرات حاضر رہتے تھے اس مین کوئی خاص غرض ضرور تھی۔

قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب الیوم اکملت لکم دینکم اور سورۂ اذا جاء نصر اللہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ اب اس عالم مین آپکے تشریف فرما رہنے کی ضرورت نہ رہی اور ادہرسے جذبات اور ادھر سے عشق و اشتیاق بڑہنے لگے تو آپ نے سفر آخرت کا ارادہ مصمم فرمالیا مگر اوس کے ساتھ یہ خیال بھی تھا کہ شیفتگان جمال نبوی کا اس مفارقت سے کیا حال ہوگا کیونکہ اونکی وابستگی اور شیفتگی کو حضرت جانتے تھے کہ یہ صدمہ اونکی حالت کو خطرناک بنادیگا اونکی زبان حال بآواز بلند کہہ رہی تھی۔

از فراق تلخ میگوئی سخن　　　　ہرچہ خواہی کن ولیکن این مکن

صحابہ تو صحابہ ہی تھے استن حنانہ جو ایک چوب خشک تھا حضرت کی مفارقت سے روتے روتے بیخود ہوگیا تھا جسکا حال بخاری شریف مین موجود ہے۔ حضرت کی سواری مبارک کا گدہا جسکا نام یعفور تھا اوسپر اس مفارقت کا یہ صدمہ ہوا کہ بعد وفات شریف کے کمال بے تابی سے کوئین مین گر کر جان دیدیا اور ناقہ سواری خاص کو اس غم نے ایسا مدہوش بنادیا کہ کھانا پینا چھوڑ کر اسی صدمہ سے ۔ کئی یہ روایتین مواہب اللدنیہ وغیرہ معتبر کتابون مین موجود ہین۔ اب اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب اونٹ اور گدہے اور چوب خشک کا مفارقت جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ حال ہو تو ان حضرات کا کیا حال ہوگا جو پروانہ وار شمع جمال پر جان دینے کو ہروقت مستعد تھے انہین ایام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ فرمایا کہ ایک بندہ کو خدا تعالے نے اختیار دیا کہ چاہے دنیا کی نعمت اور آسایش اختیار کرے یا اوس چیز کو جو اسکے پاس ہے اوس بندہ نے وہی اختیار کیا جو اسکے پاس ہے یہ سنتے ہی بعض صحابہ رونے روتے بیخود ہوگئے اور بآواز بلند کہنے لگے کہ ہم اپنے ماں باپ کو آپ پر فدا کرتے ہین

صہ۵
رواہ البخاری

حالانکہ صراحتاً اس مین کوئی بات نہین مگر صرف خیال نے یہ اثر پیدا کر دیا۔
ہر چند صحابہ جانتے تھے کہ اس مفارقت کا زمانہ چالیس پچاس برس سے زیادہ نہوگا کیونکہ
جب ارشاد سراپا رشاد سے معلوم ہوگیا تھا کہ اکثر لوگون کی عمر ستر سال سے کم ہی رہے گی
مگر اوس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ بعضون کی عمر اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے پھر
خدا جانے وہ کون ہوگا اور اوس زیادتی کی نوبت کہانتک پہونچیگی اگر بالفرض مثل امم سابقہ
سینکڑون کی نوبت پہونچ جائے جیسے قرآن شریف سے ہزار سال کی عمر بعض حضرات
کی ثابت ہے تو اس مفارقت مین بڑی مصیبتین جھیلنی پڑینگی اور معلوم نہین یہ فراق
کیا رنگ لائے اس خیال کے دفع کرنے کے لئے حضرت نے اوس خاص وقت
مین فرمادیا کہ آجکی رات یاد رکہو کہ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کی عمر ہوگی تو اسوقت سے
سو برس سے زیادہ نہین ہوسکتی۔ الغرض اس سے صحابہ کی تسکین مقصود تھی اور یہ بیان
کرنا تھا کہ اون مین سے اس مدت مین کوئی باقی نہ رہے گا اور اوس پر قرینہ بینہ یہ ہے
کہ حضرت نے اپنے انتقال کے قریب یہ خبر دی۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ مشرق و
مغرب اور یورپ و ایشیا کے سب لوگ مرجائین گے اور قیامت قائم ہوجائیگی۔
اگر کہا جاسے کہ صحابہ کی اس حدیث مین تخصیص نہین بلکہ عام ارشاد ہے کہ جو کوئی اس
رات مین روی زمین پر موجود ہے ان مین سے اس مدت مین کوئی باقی نرہیگا ایسے
عام لفظ کو صحابہ کے ساتھ خاص کرنا کیونکر جائز ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ
مین یہ مصرح ہے کہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض یعنے کوئی عام ایسا
نہین جسکی تخصیص نہوی ہو اور اوسکے کئی شواہد و نظائر قرآن شریف مین موجود ہین
منجملہ اونکے ایک یہ ہے قولہ تعالے انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون
فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم
من خلاف او ینفوا من الارض۔

سورۂ مائدہ ع ۵

یعنے جو لوگ اللہ و رسول سے جنگ کرتے ہین اور زمین مین فساد کرتے ہین اونکی جزا
یہی ہے کہ قتل کئے جائین یا سولی پر چڑہائے جائین یا اون کے ہاتھ پاؤن کاٹے

جائین یا زمین سے نکال دیے جائین۔ ظاہر ہے کہ زمعن کو کل روے زمین سے نکال دینا ممکن نہین اس لئے الارض کی تخصیص ضروری ہے اور اوس سے وہی زمین مراد ہے جہان وہ رہتے ہین۔ اسی طرح علی ظہر الارض جو اس حدیث شریف مین ہے اوس سے بھی کل روے زمین مراد نہو گی بلکہ وہی زمین مراد ہوگی جہان صحابہ رہتے تھے اور اگر تعمیم کیجاے اس طور پر کہ اوس رات کے موجودہ کل آدمی مرجائین گے تو اول تو اوس سے کوئی فائدہ نہین اسلئے کہ نہ وہ قیامت کی خبر ہے نہ صحابہ کا اوس سے کوئی نفع وضرر۔

اور قطع نظر اسکے یہ تعمیم کسی طرح بن بھی نہین سکتی اسلئے کہ ظاہر الفاظ سے یہی مستفاد ہے کہ اوس رات سے سو برس تک جتنے لوگ روے زمین پر ہونگے سب مرجائینگے اسمین کوئی لفظ ایسا نہین جس سے اوس رات والون کی تخصیص سمجھی جائے اگر یہی مقصود تھا تو من علی ظہر الارض اللیلۃ ارشاد فرماتے اور اگر اللیلۃ کا لفظ ہم اپنے طرف سے بڑھائین تو جب بھی تخصیص ہی ہوی بہر حال کسی نہ کسی طرح سے اس حدیث مین تخصیص کرنے کی ضرورت ہے ورنہ عام رکھا جائے تو اس حدیث کا مطلب کہنا پڑیگا کہ سو برس کے بعد قیامت قایم ہوجائیگی کیونکہ کوئی باقی نہ رہے گا حالانکہ یہ باطل ہے فرق یہ ہے کہ ہم لفظ احد کو منکم کے ساتھ خاص کرتے ہین۔ اور معترض علی ظہر الارض کو اللیلۃ کے ساتھ۔

اب ہمارے اور معترض کی توجیہات کے نتائج کو دیکھئے ہماری توجیہ مین ایک عظیم بالشان فائدہ ہے اور معترض کی توجیہ مین کوئی فائدہ نہین جیسا کہ مذکور ہوا۔

ایک جماعت کثیرہ اولیاء اللہ کی مثل حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اپنے مشاہدہ کی خبر دیتے ہین کہ ہمنے خضر علیہ السلام کو بچشم خود دیکھا ہے اور اون سے فیضیاب ہوئے معترض کی توجیہ پر سب کی تکذیب ہو جائیگی اور ہماری توجیہ پر اونکی تصدیق ہوتی ہے۔

اور ہماری توجیہ پر بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے حدیثون مین تعارض نہین

رہتا جس سے حدیث تمیم داری رکی بھی بحال خود صحیح رہتی ہے بخلاف معترض کی توجیہ
کہ دونون حدیثون مین سے ایک کو موضوع ٹھیرانے کی ضرورت ہوگی اگر کہا جائے
کہ بخاری بہ نسبت مسلم کے زیادہ معتبر ہے اسلئے تعارض کے وقت بخاری کی حدیث
کو ترجیح ہوگی۔ تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اس مقام مین ترجیح دینے کا یہ مطلب ہوگا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری کی تصدیق نہین کی جس سے یہ لازم
آئیگا کہ مسلم کی حدیث موضوع ہے اس قسم کی ترجیح اوس اجماع کو باطل کرتی ہے
جو مسلم شریف کے صحیح ہونے پر ہوا ہے اور ہماری توجیہ پر دونو حدیثین صحیح رہتی ہین
غرض سے ہمنے جو بخاری شریف کی حدیث کی تخصیص کی ہے وہ بہ نسبت اوس تخصیص
کے جو معترض نے کی ہے کئی طرح سے مفید ثابت ہے۔
الحاصل حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ابن صیاد دجال موعود نتھا اور مرزا صاحب
ابن صیاد کو دجال قرار دیکر دجال شخصی کی بلا اپنے سر سے ٹالنا چاہتے ہین وہ ٹل نہین
سکتی یعنے جب تک ایک معین شخص دجال نہ بتائین جسکے لئے عیسی علیہ السلام تشریف
لائینگے اونکی مسیحیت ثابت نہین ہوسکتی۔ مرزا صاحب لکھتے ہین کہ اس بحث کی دو ٹانگین
تھین ایک مسیح ابن مریم کا آخری زمانہمین اترنا دوسری ٹانگ دجال معہود کا آخری زمانہمین
ظاہر ہونا سو یہ دونو ٹانگین ٹوٹ گئین۔
ناظرین تقریر بالا سے سمجھ گئے ہون گے کہ مرزا صاحب کی مسیحیت کی تین ٹانگین
تھین ایک ابن صیاد کا دجال موعود ہونا جو گذر چکا۔ دوسری ٹانگ پادریون کا دجال
ہونا۔ تیسری مسلمانون مین صفات یہودیت آنیکی وجہ سے عیسی کی ضرورت ہونا۔ سو
یہ تینون ٹانگین بفضلہ تعالے ٹوٹ گئین جب یہ بات کسی آیت یا حدیث سے ثابت
نہین ہوسکتی کہ مسلمانون مین یہود کے صفات آنیکی وجہ سے عیسی کی ضرورت ہوگی
بلکہ صدہا حدیثون سے اور اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام دجال کے
نکلنے کے بعد اوسکے قتل کے لئے اترینگے۔ اور پادریونکو جو مرزا صاحب نے دجال
قرار دیا اوسکا خلاف واقع ہونا اور ابن صیاد کا دجال موعود نہ ہونا ثابت ہوگیا تو اب وہ

عیسیٰ موعود تو نہین ہو سکتے ہان جیسے عیسیٰ خان اور موسیٰ خان نام ہوتے ہین تبرکاً اگر یہ نام اختیار کیا ہے تو ہمین اوس مین کلام نہین مگر اوسکے لئے یہ دعوے ضرورت سے زیادہ ہے کہ دم عیسوی سے وہ دجال یعنے پادریون کو قتل کر رہے ہین - اگر یہ دعوی بھی صحیح ہوتا تو جب بھی مضائقہ نہ تھا مسلمان لوگ اس خوشی مین کہ ہمارا دشمن تو ہلاک ہو گیا اغماض کر جاتے یہان تو پادریون اور اونکی دجالیت کی ترقی روز افزون ہو رہی ہے جسکے خود مولوی صاحب شاکی ہین چنانچہ لکھتے ہین کہ ہر سال لاکھون کرستان بنائے جاتے ہین -

مرزا صاحب جو دعوی عیسویت کرتے ہین اسکی بنا احادیث پر ہے کیونکہ بقول مرزا صاحب قرآن سے عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ثابت نہین پھر جن احادیث مین عیسیٰ علیہ السلام کے آنیکا ذکر ہے اون مین یہ بھی مصرح ہے کہ وہ اترتے ہی دجال کو مار ڈالین گے اور ہمین معلوم ہے کہ مرزا صاحب بیس سال سے پہلے کادیان مین اتر کے دعوی عیسویت کر رہے ہین اور ابتک اونکا دجال مرا نہین تو انکا دعویٰ انہین کی دلیل سے باطل ہو گیا کیونکہ عیسیٰ کو دجال کا مار ڈالنا لازم ہے اور یہ لزوم انہین احادیث سے ثابت ہے - جنپر مرزا صاحب کا استدلال ہے اس صورتمین حسب قاعدہ عقلیہ مسلمہ انتفاے لازم سے انتفاء ملزوم ضروری ہے یعنے پادریون کے معدوم نہونے سے مرزا صاحب کا عیسیٰ نہونا انہین دلائل سے ثابت ہوا جن پر مرزا صاحب استدلال کرتے ہین -

یہان شاید یہ کہا جائیگا کہ مرزا صاحب تو دجال یعنے پادریون کو مار ہی ڈال رہے ہین مگر مجبوری یہ ہے کہ وہ مرتا نہین - واقعی اس مجبوری کا علاج نہین بجز اسکے کہ اس دشمن قومی کے ہلاک ہونے کی دعا کی جائے چنانچہ ہم بھی دعاگو ہین اور بصدق دل چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو اس دجال پر فتح نصیب ہو گرچہ قرائن بینہ اور وجدان گواہی دیتے ہین کہ اس دعا کا اثر مرزا صاحب کی زندگی مین ظاہر ہونا ممکن نہین خیر یہ دعا تو ہوتی رہے گی ہم بھی کرتے ہین مرزا صاحب بھی کرتے ہونگے مگر کلام عیسویت مین ہے کہ نہ ہونکتے پھونکتے عیسیٰ کا ناک مین دم آئے اور

دم عیسوی ہو اور برباد ہو جائے اور دشمن کو اوس سے کچھ جنبش نہو بلکہ اور اشتعال زیادہ ہو
ایسے عیسیٰ سے تو بیمار بھی بھلا جسکی حالت کو دیکھکر دلوں پر اثر پڑتا ہے اور ہر شخص کو
اوس کا اضطراب چارہ جوئی پر مجبور کرتا ہے۔ کاش مرزا صاحب وہ درد جو ازالۃ الاوہام
کے آخر میں ظاہر کرتے ہیں کہ

ابن مریم ہوا کرے کوئی میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

قوم کے روبرو پیش کر کے اپنی سچی حالت کا ثبوت دیتے تو طبیبان قوم ایسے قسی القلب
نہ تھے کہ اسطرف کچھ توجہ نکرتے مگر افسوس ہے کہ طبیعت مرزائی سنے ذلت کو گوارا
نکر کے ایسے راست بازی کے طریقہ سے روکا جو مستحکم اور قوی الاثر تھا۔
ازالۃ الاوہام میں مرزا صاحب مسلم شریف کی وہ حدیث جسمین دجال کی سرعت سیر اور پانی
برسانا اور کھیتی اوگانا اور احیائی موتی وغیرہ امور کا ذکر ہے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ
(اگر ظاہری معنون پر اسکو حمل کریں تو اس بات پر ایمان لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو
ایک قسم کی قوت خدائی دی جائیگی وہ کن سے سب کچھ کریگا۔ سونچنا چاہیے کہ یہ
کتنا بڑا شرک ہے کچہ انتہا بھی ہے انہوں نے (یعنے علما نے) ایک طوفان شرک
کا برپا کر دیا ہے) انتہی ملخصاً۔
معلوم نہیں مرزا صاحب اس اعتقاد کو کس لحاظ سے شرک ٹھیراتے ہیں اکابر علمانے
جنہوں نے اس حدیث کو صحیح مان لیا ہے جسکی بنا پر تمام اہل اسلام کا اعتقاد اسپر
جما ہوا ہے اُن تک تو شرک کی ہوا بھی نہیں آسکتی کیونکہ انہوں نے قرآن شریف
اول سے آخر تک پڑھا ہے اور ہر آیت اونکے پیش نظر تھی وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ
کو ہر چیز پر قدرت ہے کما قال تعالیٰ وھو علی کل شئی قدیر وہی پیدا کرتا ہے
وہی مارتا ہے اوسکے سوا کسی میں یہ قدرت نہیں قال تعالیٰ وھو الذی یحیی و یمیت
وہی رزق دینے والا ہے وھو الرزاق وقولہ تعالیٰ نحن نرزقکم و ایاھم
پانی برسانا اوسی کا کام ہے وھو الذی ینزل من السماء ماء کھیتی کا اوگانا
اوسی کا کام ہے وھو الذی انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض گراہ

کرنے کے واسطے وہی شیاطین کو بھیجتا ہے انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین
تؤزھم ازا گمراہ کرنے والون کو ہر جگہ وہی مقرر فرماتا ہے وکذٰلک جعلنا
فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا بعضون کو خاص فتنون کیلئے
قرار دیتا ہے وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ جیسا کہ وہ آدمیون کو پیدا کرتا ہے
اونکے کامونکو بھی پیدا کرتا ہے واللہ خلقکم وما تعملون ہدایت اور گمراہی
کے اسباب کو وہی پیدا کرتا ہے یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً کامون کی
نسبت جو بندونکی طرف ہے مجازی ہے حقیقت مین وہ اللہ تعالے ہی کے افعال
ہین فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمی اگرچہ ہدایت انبیا کے طرف منسوب ہے کما قال تعالی وممن
خلقنا امۃ یھدون بالحق لیکن درحقیقت وہ اللہ ہی کا کام ہے انک
لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء اور برے
کامونکی رغبت اگرچہ شیطان دلاتا ہے کما قال تعالی وزین لھم الشیطان
اعمالھم مگر درحقیقت وہ بھی اللہ ہی کا کام ہے وزینا لھم اعمالھم فھم
یعمھون جب تک خدائے تعالی کی مشیت کسی کام سے متعلق نہین ہوتی کسیکا
خیال اوس طرف متوجہ نہین ہوسکتا وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین
فتح وشکست اوسی کے ہاتھ ہے جسکو چاہتا ہے زمین کا مالک بنا دیتا ہے ان
الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ وقولہ تعالے ومکنّٰھم فی الارض
ما لم نمکن لکم ہدایت والونکو اور گمراہی والونکو دونون کو وہی مدد دیتا ہے
کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک اوسکی مصلحت مین کسی کو دخل
نہین جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اوس سے پوچھ نہین سکتا لا یُسئل عما یفعل وھم
یسئلون انبیا کو ہدایت کرنے کے لئے بھیجتا ہے اور شیطان اور آدمیونکو اون کا
دشمن بنا دیتا ہے جن سے اونکو سخت مصیبتین پہونچتی ہین وکذلک جعلنا لکل نبی
عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول

غرور او لوشاء ربك ما فعلوہ مگراون کے دلونکو ثابت رکھتا ہے ولولا ان ثبتناك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا جن کی گمرہی مقصود ہے اونکو انبیا وغیرہم کتنا ہی سمجہائین اور کیسی ہی دلائل بتلائین نہ وہ سمجہ سکتے ہین نہ سن سکتے ہین نہ دیکھ سکتے ہین وجعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهوه وفي اذانهم وقرا ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة - ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها -

وہ مالک ومختار ہے اپنے مخلوق مین جو چاہے کرے کسی کو مجال نہین کہ اوس سے پوچھ سکے لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون -

غرض نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ دنیا مین جتنے کام ہوتے ہین خواہ خیر ہون یا شر معمولی ہون یا غیر معمولی یعنے خوارق عادات سب کو حق تعالے پیدا کرتا ہے شیطان ہو یا دجال اپنی خود مختاری سے کچھ نہین کرسکتا جب تک خدائے تعالی نہ چاہے ازل ہی مین سب کام معین اور تقسیم ہو چکے ہین کہ فلان کام فلان شخص فلان وقت مین کریگا - وعنده ام الكتاب وقال النبي صلى الله عليه وسلم جف القلم بما هو كائن - ازل مین حق تعالے ہی نے مقرر فرما چکا ہے کہ دجال اس قسم کے فتنے برپا کرے جسکی خبر جمیع انبیا نے پہلے سے دی ہے -

چونکہ مشیت الہی مقتضی ہے کہ اوسکی وجہ سے سوائے چند اہل ایمان کے کل گمراہ ہوجائین اور قیامت ایسے لوگون پر قائم ہو کہ اللہ کا نام لینے والا کوئی باقی نرہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس لئے اوس دجال کو ان تمام فتنہ پردازیون اور دعوی الوہیت کا الہام ہوگا - آپ حضرات شاید لفظ الہام پر برافروختہ ہوئے ہونگے کہ دعوے الوہیت کو الہام سے کیا نسبت تو اس کا جواب اجمالاً سن لیجئے کہ جہوٹے خواہ دعوی نبوت کا کرین یا الوہیت کا جب تک الہام نہین ہوتا نہین کرسکتے ہر اچھے اور برے کام کیلئے الہام ہوا کرتا ہے ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقويها

غرض جب وہ بسبب الہام ضلالت دعوی الوہیت کریگا تو حق تعالی کی طرف سے اوسکو مدد ملے گی۔ جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور چند لوازم الوہیت مثلاً پانی کا برسانا زمین شور سے زراعت کا اوگانا مردون کو زندہ کرنا اوس سے ظہور مین آئینگے اور جسطرح عادت اللہ جاری ہے کہ کلمہ کن سے ہر چیز کو پیدا فرماتا ہے اسیطرح یہ سب چیزین خاص اللہ تعالے ہی کے امر کن سے وجود مین آئینگی دجال کے فعل کو اس مین کچہ دخل نہین مگر چونکہ دجال کے دعوے کے بعد ان کا ظہور ہوگا اس لئے ظاہر بین بے ایمان یہی سمجہین گے کہ وہ سب اسکے حکم سے ہوے جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہین کہ دجال کو ایک قسم کی قوت خدائی دیجائیگی اور کن سے وہ سب کچہ کریگا۔ اور جسطرح بنی اسرائیل نے گوسالہ مین غیر معمولی بات دیکہکر اوسکو معبود بنالیا تھا اسی طرح ان خوارق عادات کی وجہ سے دجال کو معبود خالق رازق محیی ممیت سمجہ لینگے کیونکہ قرآن پر تو انکا اعتقاد ہی نہوگا اور جنکا اعتقاد قرآن پر ہوگا وہ صاف کہہ دینگے کہ تو دجال جہوٹا ہے جیسا کہ احادیث مین وارد ہے مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ دجال کو جیسا وہ چاہیں سمجہنا شرک ہے فی الواقع صحیح ہے جو لوگ اسکو رزاق محیی وغیرہ سمجہین گے وہ بے شک مشرک ہونگے مگر احادیث صحیحہ پر جو الزام لگاتے ہین کہ ان مین شرک بھرا ہوا ہے اوس الزام سے وہ احادیث مبرا ہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً توحید افعالی کو اہل ایمان کے دلون مین راسخ فرما دیا اور جن آیات مین اس کا ذکر ہے باعلان شائع کرکے سب کو انکا عامل بنا دیا جس سے ہر اہل ایمان سمجہ سکتا ہے دجال نہ رازق ہو سکتا ہے نہ محیی نہ ممیت۔ اب اگر کوئی شخص قرآن نہ پڑہا ہو یا اس پر ایمان نرکھتا ہو اور تعلیم نبوی سے ناواقف ہو تو وہ بیشک اس حدیث شریف کو اعتراض کی نظر سے دیکھیگا مگر ایسا بے علم یا منکر شخص قابل التفات نہین کلام اُن علما کے اعتقاد مین ہے جنکے پیش نظر یہ سب آیات اور تعلیم نبوی تھی کیا یہ حضرات اور پورے قرآن پر کامل ایمان رکھنے والے بھی اس شرک کے قائل ہونگے جسمین مرزا صاحب گرفتار ہین ہرگز نہین۔

مرزا صاحب کو مجددیت بلکہ مہدویت بلکہ عیسویت کا دعوی ہے اور یہ کل امور ایسے ہین

جنکا مدار ایمان پر ہے اونکی اس تقریر سے تو یہ مقولہ پیش نظر ہوجاتا ہے کہ بہیر ہا ہمہ وارد ایمان ندارد کیونکہ اگر انکو ان آیات پر ایمان ہوتا تو وہ دجال کی الوہیت لازم آنے کے قائل نہوتے اور جب وہ اوس کے قائل ہین تو لازم آتا ہے کہ سامری کی قدرت خدائی پر بہی اونکو ایمان ہوگا اور مان لیا ہوگا کہ مثل حق تعالے کے کن کہکر گوسالہ کو اوسی نے بنی اسرائیل کا معبود بنا دیا جسکی نسبت حق تعالے فرماتا ہے فاضلھم السامری اور فاخرج لھم عجلا جسدا لہ خوار فقالوا ھذا الھکم واله موسے فنسی کیونکہ سونے اور چاندی سے ایسا بچہڑا بنانا جو زندہ اور آواز کرتا ہو کوئی معمولی بات نہین ورنہ ایک خلق کثیر اوسکی الوہیت کی کیونکر قائل ہوتی اگر وہ معمولی بات ہوتی تو حق تعالے اونکی حماقت کے بیان مین فرماتا کہ وہ گوسالہ کوئی غیر معمولی نہ تھا جسکی الوہیت کے وہ قائل ہو گئے تھے بلکہ ارشاد ہوتا ہے کہ انہوں نے اتنا بھی نہین دیکھا کہ نہ وہ اونکی بات کا جواب دیتا تھا اور نہ وہ اونکے نفع و ضرر کا مالک تھا کما قال تعالے فلا یرون الا یرجع الیھم قولا ولا یملك لھم ضرا ولا نفعاً اب اہل انصاف غور کرسکتے ہین کہ جن حدیثون مین دجال کے خوارق عادات مذکور ہین اون احادیث پر ایمان لانے کی وجہ سے صحابہ اور محدثین اور کل امت مرحومہ پر الزام شرک عائد ہوسکتا ہے یا اس اعتقاد کی وجہ سے مرزا صاحب پر ؂

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ　　　رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

حق تعالے اہل ایمان کو سمجھ عطا فرمائے کہ حق و باطل مین تمیز کرسکین۔ مرزا صاحب ایک استدلال یہ بھی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خواب دیکھا کہ عیسی ابن مریم اور دجال خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے انتھی ملخصاً۔ اور لکھتے ہین جو کچھ دمشقی حدیث مین مسلم نے بیان کیا ہے اکثر باتین اوسکی بطور اختصار اس حدیث مین درج ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور صریح طور پر اس حدیث مین بیان فرما دیا کہ یہ میرا مکاشفہ ہے یا ایک خواب ہے اس جگہہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ دمشق والی حدیث جو پہلے ہم لکھہ آئے ہین وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب ہے

جیسا کہ اس مین یہ اشارہ بھی کاتی کا لفظ بیان کر کے کیا گیا ہے۔

دمشق والی حدیث جسکا حوالہ مرزا صاحب دیتے ہین اوس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کر کے فرمایا کہ اگر وہ میرے زمانہ مین نکلیگا تو مین خود اوسکا مقابلہ کر لونگا۔ اور اگر مین نہ رہون تو ہر شخص اپنے طور پر حجت قایم کرے (اور اوسکی علامتین یہ ہین) وہ جوان ہوگا اوسکے بال کڑے ہوے ہونگے اور ایک آنکھہ اوسکی پہولی ہوی ہوگی وہ عبد العزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا انتہی ملخصاً۔

مرزا صاحب اس حدیث کے ساتھ طواف والی حدیث کو جوڑ لگاتے ہین اس غرض سے کہ جیسے طواف کی تعبیر ضروری ہے ویسے ہی دجال کی تاویل ضروری ہے اسوجہ سے دجال سے گروہ پادریان مراد ہے اور اوسکی وجہ یہ بتلاتے ہین کہ مکاشفات بھی مثل خواب قابل تعبیر ہین اور لفظ کاتی سے اسیطرف اشارہ ہے۔ مرزا صاحب یہان ایک نیا قاعدہ ایجاد کر رہے ہین کہ کاتی سے خواب کی طرف اشارہ ہوا کرتا ہے حالانکہ یہ نص قطعی کے خلاف ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلما جاءت قال اھکذا عرشک قالت کانہ ھو ظاہر ہے کہ بلقیس کا یہ قول خواب مین نہ تھا۔

اصل یہ ہے کہ کاتی تشبیہ کیلئے ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ تھا کہ دجال کو ایسے طور پر معین ومشخص فرمادین کہ امت کو اوسکے پہچاننے مین کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے تاکہ اوسکے فتنہ سے محفوظ رہین اسلئے اولاً اوسکے تمام حالات وخوارق عادات بیان کر دیے پھر اوس کا حلیہ بیان فرمادیا اسپر بھی اکتفا نکر کے ایک ایسے شخص کے ساتھہ تشبیہ دیکر اوسکو مشخص فرمادیا جسکو لوگ پہچانتے تھے تاکہ لوگ معلوم رکہین کہ وہ کیسی ہی دعوے کرے مگر دراصل وہ ایک آدمی ہوگا مشابہ عبد العزیٰ کے چنانچہ ایک موقع مین صراحۃً فرمادیا کہ مین اوسکی وہ علامتین تمہین بتلاتا ہون کہ کسی نبی نے اپنی امت کو نہین بتلائین۔

اہل انصاف خود غور فرمالین کہ اس تشبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کی تعیین وتشخیص مقصود تھی یا الہام جب لفظ کاتی سے یہ ثابت کیا جائے کہ وہ قابل تعبیر ہے تو ہر شخص اپنی

سمجھ کے موافق تعبیر اور تاویل کریگا کیونکہ حضرت نے تو اوسکی تعبیر کچھ بیان ہی نہین فرمائی
اس صورت مین حضرت کا وہ تمام اہتمام جو اوسکی تعین کے باب مین فرمایا سب بیکار رہیگا
عقلاً و عادۃً یہ بات ثابت ہے کہ جب کسی غائب کو معین کر کے بتلادینا مقصود ہوتا ہے تو
پہلے اوسکے احوال مختصہ بیان کئے جاتے ہین پھر اوسکا حلیہ بیان کیا جاتا ہے اور چونکہ
حلیہ مین بھی مفاہیم کلیہ ہوتے ہین جس سے تعین شخصی نہین ہوتی اسلئے اوس کے مشابہ
کوئی ہو تو اوسکو دکھلا کر کہا جاتا ہے کہ وہ غائب اس کے مشابہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بھی دجال کی تعیین وتشخیص کے بارہ مین یہ تینون مدارج طے فرمادے کنز العمال
دیکھ لیجئے کہ ان تینون قسم سے متعلق احادیث بکثرت موجود ہین ۔
گر مرزا صاحب کو ضد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنا ہی اوسکو مشخص فرمادین وہ مشخص ہونے
نہین دیتے بلکہ اس کوشش مین ہین کہ جہانتک ہوسکے ابہام بڑہایا جائے ۔
گورنمنٹ کے مخالفت کے خیال کو جو عیسیٰ بننے مین پیدا ہوتا تھا کس اہتمام سے مرزا صاحب
نے دفع کیا چنانچہ کشف الغطاء مین وہ لکھتے ہین کہ مین نے عربی فارسی اردو کتابین لکھکر
عرب ۔ شام ۔ کابل ۔ بخارا وغیرہ کے مسلمانون کو بار بار تاکید کی اور معقول وجہون سے
اونکو اسطرف جھکا دیا کہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل وجان اختیار کرین ۔ دیکھئے ان تمامی
اسلامی بلاد کے مسلمانون کو مرزا صاحب نے جو بار بار تاکید کی کہ ان اسلامی شہرون کو
سلطنت اسلامی سے خارج کر کے نصاریٰ کے قبضہ مین دیدین اور وہ اسطرف مائل
بھی ہوگئے اسمین کسقدر مرزا صاحب کا روپیہ صرف ہوا ہوگا مگر اوسکی کچھہ پروا کی اور
یہ سب کچھہ رفع الزام مخالفت گورنمنٹ مین گوارا کیا مگر افسوس ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ضد اور مخالفت علانیہ کر رہے ہین اور اوسکی کچھہ پروا نہین اور اوس سے
زیادہ قابل افسوس یہ ہے کہ اس قسم کے مخالفتون پر دین کا مدار سمجھا جارہا ہے ۔
مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفہ کو اپنے مکاشفہ پر قیاس کر کے
اوسکا مطلب یہ بتاتے ہین کہ اس مکاشفہ سے کشف وظہور نہین ہوسکتا بلکہ اسمین
ایک ایسا ابہام رہتا ہے کہ اوسکے تعبیر کی حاجت ہوتی ہے یعنے مکاشفہ مین جو چیز

ذکر حبیب صاحب موسی ۔ ۵۸

دیکھی جاتی ہے درحقیقت وہ چیز نہین ہوتی جیسے خواب مین اگر دودہ دیکھا جاوے تو
اوس سے مراد مثلاً علم ہے دودہ نہین اسیوجہ سے خواب دیکھنے والا پریشان ہوکر تعبیر پوچھتا ہے پہر اگر کوئی شخص اوسکی تعبیر بیان بھی کردے تو وہ بھی قابل یقین نہین ہوسکتی
کیونکہ جب تعبیر باعتبار صفات ولوازم ومناسبات لیجاتی ہے اور ہر چیز کے لوازم و
مناسبات بکثرت ہوسکتے ہین تو کیونکر یقین ہو کہ جن مناسبتونکا لحاظ تعبیر مین رکھا گیا
وہی واقع مین بھی ہین۔

اگر ہم تہوڑی دیر کے لئے مکاشفہ اور خواب کا ایک ہی حال فرض کرین جب بھی ہم
کہین گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اورون کے الہام سے افضل تھا اسلئے
کہ اوسکا مقصود حضرت پر ظاہر ہوجاتا تھا جسکو تعبیر کے پیرایہ مین بیان فرمادیتے تھے چنانچہ
احادیث سے ظاہر ہے کہ خود حضرت کوئی خواب دیکھتے یا صحابہ اپنے خواب عرض کرتے
حضرت اوسکی تعبیر دیکر اوس کے ابہام کو اوٹھا دیتے تھے اگر اس مکاشفہ مین عبد العزی
صورت مثالی دجال کی تھی جس کی تعبیر کی حاجت ہے تو مثل اور خوابون کے اوسکی
بھی تعبیر خود بیان فرمادیتے ورنہ صورت مثالی کو بیان کرکے مصداق اور تعبیر بیان نکرنا
شان نبوت سے بعید ہے کیونکہ ایسی مبہم چیز کے بیان سے سوائے سامعین کی
پریشانی خاطر کے کوئی نتیجہ نہین اور پیشین گوئی کے مکاشفہ کو صحابہ قابل تعبیر سمجھتے تو
جیسے اور خوابون کی تعبیر پوچھتے تھے اسکی بھی تعبیر پوچھ لیتے کہ عبد العزی کے
مشابہ کے لانے کا کیا مطلب ہے۔ پھر دجال کا واقعہ کوئی معمولی نہ تھا کہ چندان قابل
التفات نہوا اوسکی خوفناک حالتین حضرت ہمیشہ بیان فرماتے امم سابقہ کا اس سے
ڈرنا اور انبیا کا ڈرانا صحابہ کو معلوم تھا ہمیشہ نمازمین دعا کرتے (واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال)
ایسی حالت مین اگر مکاشفہ دجال کو قابل تعبیر سمجھتے تو صحابہ کی شان نہ تھی کہ ایسے اہم
معاملہ کو مبہم چھوڑ دیتے اور اگر بالفرض کسی وجہ سے چھوڑ بھی دیا تھا تو کسی کو تو افسوس
ہوتا کہ کاش کہ حضرت سے اوسکی تعبیر پوچھ لی ہوتی حالانکہ کوئی روایت اس قسم کے افسوس
کی نہ مرزا صاحب نے بتلائی نہ بتلا سکتے ہین ایکبار[ع] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا

ع خصائص کبریٰ۔

خواب بیان فرمایا کہ میرے پیچھے گویا کالی بکریون کا ایک مندہ چلا آرہا ہے پھر سفید بکریونکا اتنا بڑا مندہ آگیا کہ اوس مین کالی بکریان چھپ گئین۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کی شاید کالی بکریون سے عرب اور سفید بکریون سے عجم مراد ہونگے فرمایا ہان صبح کے قریب ایک فرشتے نے بھی یہی تعبیر دی۔ دیکھئے حضرتؐ کے تعبیر بیان فرمانے سے پہلے صدیقؓ نے تعبیر دیدی اس سے ظاہر ہے کہ مبہم اور تعبیر طلب امور کی تعبیر معلوم کرنے مین صحابہ بے چین ہوجاتے تھے۔

جب ادنی ادنی اشتباہات کو صحابہ پوچھکر اعتقاد کو مستحکم کرلیا کرتے تھے تو ایسے پرخطر اور خوفناک واقعہ کو صحابہ ضرور پوچھتے کہ حضرت انبیاے سابقین نے دجال کو ہوّا بنار رکھا تھا (جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہین) یا واقع مین وہ کوئی چیز بھی ہے اور اگر ہے تو کسی قوم کا نام ہے یا کوئی معین شخص ہوگا جسکا یہ حلیہ بیان ہو رہا ہے اور تشبیہ دی جارہی ہے۔

آپ حضرات خود سمجھہ سکتے ہین کہ بعد اس کے کہ دجال کا حلیہ بیان فرمایا گیا اور ایک شخص کے ساتھہ اوسکو تشبیہ دیکر معین فرمادیا اسپر بھی اگر کوئی پوچھتا کہ حضرت اوسکو آپ نے ہوّا بنا رکھا ہے یا وہ کوئی قوم ہے تو یہ سوال کیسا سمجھا جاتا اور اوسکا جواب کیا ہوتا کاش مرزا صاحب کا ہم خیال اوسوقت کوئی ہوتا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا تو اس سوال وجواب کا لطف سخن شناسون کو قیامت تک آتا رہتا۔

کشف کے معنے مرزا صاحب یہ لیتے ہین کہ اوسمین صورت مثالی ظاہر ہوتی ہے اگر یہی معنے کشف کے ہین تو چاہیئے کہ اگر کسی چیز کا خیال کرلیا جائے تو اوسکو بھی کشف کہین اسلیے کہ اوسمین بھی آخر صورت خیالی کا کشف ہوتا ہے اور دونون مین اصل واقعہ سے کوئی تعلق نہین ہوتا اور اگر بعد تعبیر کے انطباق صور مثالیہ کا صور خارجیہ پر ممکن ہے تو بعد تحقق کے صورت خیالیہ کا انطباق بھی صورت خارجیہ پر ممکن ہے پھر ایسا کشف جسکو خیال پر بھی فضیلت نہوسکے اوسکو کشف کہنا ہی اندھیر ہے۔

تمام اہل کشف کا اتفاق ہے جس سے اولیاء اللہ کے تذکرے بھرے ہوے ہین کہ جس چیز کا کشف ہوتا ہے اوسکو وہ کرای العین دیکھتے ہین اور جو کچھہ وہ خبر دیتے ہین ہو بہو اوسکا ظہور ہوتا ہے

مگر مرزا صاحب اوسکو کیون ماننے لگے تھے اگر اونکے روبرو حضرت بایزید بسطامی یا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہما کے اقوال بھی پیش کئے جائین تو وہ نہ مانین گے اور اگر اپنے مطلب کی بات ہو تو نواب صدیق حسن خان صاحب کا قول پیش کرتے ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ سلف صالح مین سے بہت سے صاحب مکاشفات مسیح کے آنیکا وقت چودھوین صدی کا شروع بتلا گئے ہین۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی صدیق حسن خان صاحب نے ایسا ہی لکھا ہے انتہی مرزا صاحب نے یا تو بہت سے اہل مکاشفات وسلف صالح سے سوائے ان دو شخصون کے کسی کا نام قابل ذکر نہین سمجھا یا اس قول موافق کی وجہ سے اونکی قدر افزائی کرکے سلف صالح اور اہل مکاشفات مین اون کا حساب کرلیا بہر حال اونکے صرف اس خیال اور تخمینی قول کی وجہ سے جو من وجہ مفید مدعا ہے اگر سلف صالح ہین تو وہ ہین اور ولی کامل اور صاحب مکاشفہ ہین تو وہ ہین اور جسکا قول اونکے مخالف ہو خواہ وہ محدث ہو یا صحابی صاف کہدیتے ہین کہ یہ سراسر غلط ہے بلکہ تمام اکابر دین پر شرک کا الزام لگا ہی دیا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اگر قابل تاویل و تعبیر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف ہو اور ایسے لوگون کے کشف و پیشین گوئی مین نہ تاویل کی ضرورت ہے نہ تعبیر کی چنانچہ ان کے کشف کے مطابق چودھوین صدی کے شروع مین عیسیٰ آ بھی گیا افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو صدیق حسن خان صاحب کی پیشین گوئی کی جتنی وقعت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بھی وقعت نہین اسپر یہ دعوئے مہدویت وغیرہ وغیرہ اسیطرح اپنے کشفون کی نسبت ہمیشہ زور دیا جاتا ہے کہ وہ صحیح نکلے گو ہر طرف سے اوس کا انکار ہو رہا ہو۔ مسلم شریف کی حدیث چونکہ اونکے مدعا کے مخالف ہے لکھتے ہین کہ دمشق کی حدیث مین مسلم نے بیان کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ دجال کی علامتین جو حدیث مسلم مین وارد ہین حضرت نے نہین بیان فرمایا بلکہ مسلم نے بیان کیا یعنے بنا لیا ہے حالانکہ وہ حدیث خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور دجال کو خواب مین دیکھنے کی حدیث کو چونکہ مفید مدعا

عصائے موسیٰ کا صفحہ ۹۴ دیکھیے ۱۲

سمجھتے ہین کمال عقیدت اور اہتمام سے لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
صاف وصریح طور پر بیان فرمادیا کہ یہ خبر میرا مکاشفہ یا ایک خواب ہی حالانکہ اس حدیث
مین نہ مکاشفہ کا لفظ ہے نہ خواب کا نام -
اصل گفتگو یہ تھی کہ کشف سے واقعہ منکشف ہوجاتا ہے یا وہ قابل تعبیر اور مبہم رہتا ہے
قرآن شریف سے تو ثابت ہے کہ اصل واقعہ مشہود ہوجاتا ہے دیکھ لیجئے خضر علیہ السلام
نے ایک لڑکے کو صرف اس کشف کی بنا پر مار ڈالا کہ اگر وہ جوان ہوگا تو اپنے ماں باپ کو
کافر بنادیگا اب غور کیجئے کہ کس درجہ کا انکو اپنے کشف پر وثوق تھا کہ معصوم لڑکے کو
بغیر کسی گناہ کے نبی وقت کے روبرو مارنے کی کچھ پرواہ نکی اگر ذرا بھی انکو اشتباہ ہوتا
تو یہ قتل ہرگز جائز نہوتا - اور حق تعالے نے اس واقعہ کی خبر جو اپنے کلام پاک مین
دی اس سے صاف ظاہر ہے کہ حق تعالے اپنے خاص بندون کو یقینی کشف وعیان
عطا فرماتا ہے اس موقع مین اہل ایمان واہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ باوجودیکہ خضر
علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت نہین انکا کشف جب یقینی ہو تو افضل انبیا علیہ الصلوۃ والسلام
کا کشف یقین کے کس درجہ مین ہونا چاہیئے - ابن عمرؓ[ع] کہتے ہین کہ مین نے خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ حق تعالے نے تمام دنیا
کو میرے پیش نظر کردیا ہے مین اوسکو اور قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے سب کو
مین ایسا دیکھ رہا ہون جیسے اپنی اس ہتیلی کو علانیہ دیکھتا ہون - غرض ان وجوہ سے
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی خبر جو کشف سے دی ہے اوس مین
نہ حضرت کو کسی قسم کا اشتباہ تھا نہ کوئی اہل ایمان شبہ کرسکتا ہے اور وہ کشف مثل خوابون کے
قابل تعبیر بھی نہین بلکہ جسطرح دجال کا حلیہ بیان فرمایا اور عبدالعزی کے ساتھ اوسکو تشبیہ
دی ویساہی وہ ہوگا - اب ہم چند کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرتے ہین جن سے
ظاہر ہے کہ جو کچھ حضرت نے بیان فرمایا بلاکم وکاست وبغیر احتیاج تعبیر وتاویل اوس کا
ظہور ہوا - یون تو حضرت کے مکاشفات بے حد وبے شمار ہین مگر یہ چند بمنزلہ مشتے
نمونہ از خروارے یہان لکھے جاتے ہین جن روایات ذیل مین کسی کتاب کا نام نہین لکھا گیا

[ع] خصائص کبری

الخصائص الکبریٰ سے لکھی گئی ہین چونکہ یہ کتاب چھپ گئی ہے اسلئے ہر روایت کا حاصل مضمون لکھا گیا۔

ابن عمر رضؓ کہتے ہین کہ ایک روز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا دو شخص کچھ پوچھنے کی غرض سے آئے ایک ثقفی دوسرا انصاری اولاً آپ نے ثقفی سے فرمایا کہ جو تم پوچھنا چاہتے ہو پوچھو اور اگر منظور ہو تو تمھارا سوال بھی مین ہی بیان کر دون عرض کیا یہ اور زیادہ نادر ہوگا فرمایا کہ تم رات کی نماز اور رکوع وسجود وغسل جنابت کا حال پوچھنا چاہتے ہو انہون نے قسم کھا کر حضرت کی تصدیق کی پھر انصاری سے خطاب کر کے فرمایا کیا تمھارا بھی سوال مین کہی بیان کر دون عرض کیا ارشاد ہو فرمایا تمھارا قصد بیت اللہ جانے کا ہے مسائل وقوف عرفات وحلق راس وطواف ورمی جمار پوچھنا چاہتے ہو انہون نے بھی قسم کھا کر تصدیق کی۔

جس روز نجاشی پادشاہ حبش کا انتقال ہوا حضرت نے اونکے وفات کی خبر دی اور عیدگاہ تشریف لے گئے جہان جنازون پر نماز پڑھی جاتی تھی اور اونکی نماز جنازہ ادا کی فقہا لکھتے ہین کہ یہ نماز جنازہ غایب پر نہ تھی بلکہ جنازہ حضرت کے پیش نظر تھا۔ ام سلمہ کہتی ہین کہ انہین دنون مشک وغیرہ ہدیہ مین نے نجاشی کو بھیجا تھا مجھے اوسی روز یقین ہو گیا کہ وہ ہدیہ واپس آجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ نے ایک لشکر موتہ[عـ۵] پر روانہ فرمایا تھا جس روز کفار کے ساتھ اونکا مقابلہ ہوا آپ خبر دے رہے تھے کہ رایت یعنے نشان کو زید رضؓ نے لیا اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر رضؓ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبد اللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے یہ فرما رہے تھے اور چشم مبارک سے اشک جاری تھے فرمایا پھر سیف اللہ خالد بن ولید نے بغیر امارت کے لیا اللہ تعالےٰ نے فتح دی رواہ البخاری۔

جب مسجد قبا کی آپ نے بنیاد ڈالی تو پہلے آپ نے پتھر رکھا پھر ابو بکر رضؓ نے پھر عمر رضؓ نے پھر عثمان رضؓ نے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ عمارت آپ بنا فرماتے ہین اور یہی تین صاحب آپ کے ساتھ ہین فرمایا کہ یہ تینون شخص میرے بعد میرے خلفا ہو

عـ۵ نام مقام

ملک کے والی ہونگے۔
فرمایا خلافت نبوت میری امت مین تیس سال رہے گی اوس کے بعد پادشاہی ہوجائیگی
اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ خلافت راشدہ کی مدت اسیقدر ہے۔ اور فرمایا کہ مین نے بنی امیہ
کو خواب مین دیکھا کہ میرے منبر پر ایسے کودتے ہین جیسے بندر۔
اور فرمایا کہ بنی امیہ کے سرکشون سے ایک سرکش کا خون رعاف میرے اس منبر پر
بھیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عمر بن سعید بن العاص کا خون رعاف منبر شریف پر بہا۔
ام فضل زوجہ حضرت عباس رض کو جب لڑکا پیدا ہوا تو حضرت کی خدمت مین حاضر آئین
اونکا نام آپ نے عبداللہ رکھکر فرمایا کہ خلیفون کے باپ کو لیجاؤ حضرت عباس رض کو
یہ کیفیت معلوم ہوی تو حضرت سے استفسار کیا فرمایا ہان یہ خلفا کے باپ ہین اونکی
اولاد مین سفاح مہدی وغیرہ ہونگے۔
اور فرمایا بنی امیہ کے ہر روز کے معاوضہ مین بنی عباس دو روز اور ہر مہینے کے معاوضہ
مین دو مہینے حکومت کرین گے یعنے خلفائے عباسیہ کی حکومت کی مدت بنی امیہ
کی مدت حکومت سے دو چند ہوگی۔ امام سیوطی رح اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہین
کہ خاص بنی امیہ کی حکومت تراسی سال رہی اور بنی عباس کی حکومت ایک سو ساٹھ
برس سے چند سال زیادہ رہی۔
فرمایا جب تک تم مین عمر رض ہین دروازہ فتنون کا بند ہے اور اونکی شہادت کے بعد
ہمیشہ آپسمین کشت وخون ہوا کرین گے۔ اہل علم پر یہ امر اظہر من الشمس ہے۔
فرمایا قیصر وکسریٰ جو اب موجود ہین انکے بعد پھر قیصر وکسریٰ کوئی نہ ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔
فرمایا فارس اور روم کو اہل اسلام فتح کرینگے فارس کے ایک دو حملے ہونگے اور اوسکا خاتمہ
ہوجائے گا مگر روم کے حملے مدتون ہوتے رہین گے۔ کتب تواریخ سے اسکی تصدیق
ظاہر ہے۔
فرمایا کسریٰ کے وہ خزانے جو سفید محل مین رکھے ہوئے ہین مسلمانون کے قبضے مین
آئین گے اور کل خزانے کسریٰ وقیصر کے راہ خدا مین صرف کئے جائین گے تواریخ

اسکی تصدیق ظاہر ہے۔

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے ہاتھ دیکھکر فرمایا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ تمھارے ہاتھون مین کسریٰ کے دست بند اور کمر مین اوسکا کمربند اور سر پر اوس کا تاج ہے جس روز تم یہ زیور پہنوگے تمھاری کیا حالت ہوگی جب فتح فارس کے بعد دست بند وغیرہ کسریٰ کے حضرت عمر رضہ کے روبرو آئے تو آپنے سراقہ بن مالک کو بلایا اور وہ سب پہنا کر خدا کا شکر بجالایا کہ زیور کسریٰ جیسے بادشاہ سے چھین کر سراقہ کو جو ایک بدوی یعنے جنگلی شخص ہے پہنایا۔

غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیرہ بیضا کو (جو ایک شہر ہے) مین دیکھ رہا ہون اور شیما بنت نفیلہ ازدیہ کالی اوڑھنی لپیٹے ہوئے خچر پر سوار ہے۔ خریم بن اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ عورت مجھے عطا فرمایئے جسوقت ہم حیرہ کو فتح کرین اور اوسکو پائین تو مین اسکو لے لون اور فرمایا اچھا ہمنے تمھین کو دیدیا۔ خریم رضہ کہتے ہین کہ ابو بکر رضہ کے زمانہ مین جب ہم حیرہ پر گئے پہلے وہی شیما بنت نفیلہ اوسی حالت سے سامنے آئی جسطرح حضرت نے خبر دی تھی مین اوسکو پکڑ لیا اور کہا یہ وہی عورت ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہبہ کردیا ہی خالد بن ولید نے اس دعوی پر مجھسے گواہ طلب کئے مین نے دو گواہ پیش کئے جب وہ میرے قبضہ مین آگئی تو اوسکا بھائی میرے پاس آیا کہ شیما کو قیمت لیکر دیدو مین نے کہا کہ دس سو سے کم مین ہرگز نہ دونگا اوس نے ہزار درہم دیکر لے گیا لوگون نے کہا تم نے کیا کیا اگر لاکھ درہم مانگتے تو وہ تمھین دیتا مین نے کہا مجھے خبر نہ تھی کہ دس سو سے زیادہ بھی کوئی عدد ہوتا ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حق تعالےٰ تم کو خلعت خلافت پہنائیگا اور لوگ چاہینگے کہ تم اسکو اوتار دین تو تم ہرگز اونکی بات نہ مانو قسم ہے اگر تم وہ خلعت اوتار دوگے تو ہرگز جنت مین نہ جاؤگے۔

فرمایا بعد عثمان رضہ کے مدینہ کوئی چیز نہین غالباً حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسیوجہ سے

کوفہ کی اقامت اختیار کی۔
ابوذر رض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مکانات سلع تک (جو ایک پہاڑ ہے مدینہ طیبہ مین) پہونچ جائین تو تم شام کی طرف چلے جانا اور مین جانتا ہون کہ تمہارے امرا تمہارا پیچھا نچھوڑین گے۔ عرض کیا ان لوگون کو قتل نہ کرون جو آپ کے حکم مین حائل ہون فرمایا نہین انکی سنو اور اطاعت کرو اگرچہ غلام حبشی ہو جب وحسب ارشاد شام گئے معاویہ رض نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ابوذر لوگو نکو شام مین بگاڑ رہے ہین عثمان رض نے انکو بلا لیا پھر وہ وہان بھی نہ رہ سکے ربذہ کو چلے گئے وہان کا حاکم عثمان رض کا غلام تھا ایک روز نماز کی جماعت قایم ہوی غلام نے چاہا کہ ابوذر رض امامت کرین آپ نے کہا کہ تمہین آگے بڑھو کیونکہ تم غلام حبشی ہوا ور مجھے حضرت کا حکم ہو چکا ہے کہ غلام حبشی کی اطاعت کرون۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب ابن ملجم نے زخمی کیا آپ نے اثنائے وصیت مین فرمایا جتنے اختلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوے اور آئندہ ہونے والے ہین سب کی خبر حضرت نے مجھے دی ہے یہانتک کہ یہ میرا زخمی ہونا اور معاویہ کا مالک ملک ہونا اور انکا بیٹا انکا جانشین ہونا پھر مروان کی اولاد کے بعد دیگرے وارث ہونا اور بنی امیہ کے خاندان سے بنی عباس کے خاندان مین حکومت کا منتقل ہونا مجھے معلوم کرا دیا اور وہ خاک بھی بتلا دی جہین حسین قتل ہونگے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ انکی وجہ سے اللہ تعالے مسلمانون کی دو جماعتون مین صلح کرادیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے اپنا حق چھوڑ دیا اور معاویہ سے صلح کرلی۔
فرمایا میری اہل بیت کے لئے حق تعالے نے آخرت پسند کی ہے میرے بعد انکو بلاء دونکا سامنا ہوگا نکالے جائین گے قتل کئے جائین گے۔
ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ فرمایا کہ بعض امہات المومنین خلیفۂ وقت سے جنگ کرنے کو نکلینگے اور حواب (نام مقام) کے کتے انکو دیکھکر بھوکین گے

عائشہ رض یہ سنکر ہنسین آپ نے فرمایا اے حُمیرا دیکھو کہین تمھین نہون - حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اُسوقت وہان موجود تھے اونکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب یہ تمھارے قبضہ مین آجائین تو نرمی سے پیش آنا اور اونکے گھر اونکو پہنچا دینا چاہیئے جب حضرت عائشہ رض بارادہ مقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب حواب کو پہنچین کتے بھونکنے لگے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے لوگون نے کہا حواب سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آگیا اور فوراً واپس ہونے کا ارادہ کرلین مگر زبیر رض نے ترغیب دی کہ شاید آپکی وجہ سے مسلمانون مین صلح ہو جائے غرض جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا وہ سب ظہور مین آیا -

حضرت نے زبیر سے فرمایا تھا کہ تم علی رض کے ساتھ جنگ کروگے اور تم ظالم ہوگے جنگ جمل مین زبیر رض حضرت عائشہ کے لشکر مین تھے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ مین آئے آپ نے اونسے کہا کہ مین قسم دیکر تم سے پوچھتا ہون کیا تمھین یاد نہین کہ ایک روز تم اور مین حضرت کی خدمت مین حاضر تھے حضرت نے تم سے پوچھا کہ تم ان سے محبت رکھتے ہو تم نے کہا کون چیز اوس سے مانع ہے فرمایا تم ان سے جنگ کروگے اور تم ظالم ہوگے - زبیر رض نے کہا واقعی مین بھول گیا تھا یہ کہکر واپس ہو گئے -

عمار بن یاسر رض کو حضرت نے فرمایا کہ تمکو گروہ باغی قتل کرے گا حضرت کے وفات کے بعد ایکبار وہ ایسے سخت بیمار ہوے کہ امید منقطع ہو گئی چنانچہ ایکدفعہ غشی ہوی جس سے سب گھر والے رونے لگے جب ہوش مین آے تو کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ مین بچھونے پر مرونگا ہرگز نہین حضرت نے مجھسے فرمادیا ہے کہ گروہ باغی مجھے قتل کرے گا - آخر حضرت علی اور معاویہ کے جنگ مین اونکو معاویہ کے لوگون نے شہید کیا -

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم امیر اور خلیفہ بنائے جاؤگے اور قتل بھی کئے جاؤگے اور داڑھی تمھارے سر کے خون سے رنگین ہوگی -

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بقصد عراق اونٹ پر سوار ہورہے تھے کہ عبد اللہ بن سلام آئے اور کہا کہ آپ اگر عراق کو جائین تو آپکو تلوار کا سخت زخم لگے گا فرمایا خدا کی قسم یہی بات حضرت نے مجھسے بھی فرمائی تھی - معاویہ رض سے فرمایا کہ جب تمہین خلافت کا لباس پہنایا جائے گا تو تمہارے کیا حالت ہوگی سوچو کہ اوسوقت کیا کروگے ام حبیبہ رض نے پوچھا کیا میرے بھائی خلیفہ ہون گے فرمایا ہان لیکن اس مین بہت شر و فساد ہونگے -

جبیر بن مطعم رض کہتے ہین کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھے کہ حکم ابن ابی العاص کا گذر ہوا حضرت نے فرمایا میری امت کو اوس شخص سے جو اسکی پیٹھ مین ہے بڑی بڑی مصیبتین پہنچینگی -

کتب تواریخ سے ظاہر ہے کہ مروان بن الحکم کی وجہ سے مسلمانون کو کیسی کیسی مصیبتین پہونچین در اصل بانی فساد یہی تھا جسکی وجہ سے اہل مصر برہم ہوے اور واقعہ شہادت عثمان رض کا پیش آیا اوسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عائشہ رض اور معاویہ رض کی جتنی لڑائیان ہوئین سب کا ظاہری منشا یہی شہادت تھی جس کا باعث مروان ہوا غرض مروان اسلام کے حق مین ایک بلاے جانکاہ تھا -

ایکبار معاذ بن جبل رض سے حضرت نے فرمایا بہت سے فتنے تیرہ و تار پے درپے ہونے والے ہین اون مین سے چند بیان کئے جاتے ہین تم گنتے جاؤ وہ کہتے ہین کہ حضرت ایک ایک فتنہ کا نام لیتے تھے اور مین اونگلیون پر گنتا تھا چنانچہ پانچوان فتنہ یزید کا بیان کرکے فرمایا لا یبارک اللہ فی یزید اور چشم مبارک سے اشک روان ہوگئے فرمایا کہ حسین رض کی موت کی خبر مجھے دی گئی اور اونکی قتل گاہ اور اون کے قاتل کا نام بھی مجھے معلوم ہے اس کے بعد اور فتنے بیان کرکے دسوان ولید کا فتنہ بیان فرمایا کہ وہ ایک فرعون ہوگا کہ اسلام کے شرایع کو ڈھائے گا -

تاریخ الخلفاء وغیرہ مین ولید کا حال لکھا ہے کہ وہ ۱۲۵ھ مین خلیفہ ہوا اور ہمیشہ لہو و لعب مین مشغول رہتا تھا شراب خواری کی یہ کیفیت کہ ایک حوض شراب سے

پھر اکہتا تھا جب خوش ہوتا اوس مین کو دپڑتا اور خوب سا پیتا ایک بار حج کا ارادہ اس غرض سے کیا کہ کعبہ شریف کے سقف پر جاکر شراب پیئے - ایک روز لونڈی کے ساتھ مرتکب ہو کر بیٹھا تھا کہ موذن نے اذان دی کہا خدا کی قسم آج اس لونڈی کو امام بناونگا چنانچہ اپنا لباس اوسکو پہنا کر مسجد کو بھیجا اور حالت جنابت مین اوس نے امامت کی - ایک بار قرآن کی فال دیکھی یہ آیت نکلی و استفتحوا وخاب کل جبار عنید برہم ہوکر قرآن شریف کو پارہ پارہ کر دیا اور یہ اشعار پڑھے اتوعد کل جبار عنید فہا انا ذاک جبار عنید اذا ما جئت ربک یوم حشر فقل یا رب مزقنی ولید

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب جنگ صفین سے واپس تشریف لائے حاضرین سے فرمایا معاویہ رض کی امارت کو مکروہ نہ جانو جب وہ تم مین نرہین گے تو مثل حنظل کے سر اڑا کا کرینگے -

ابو ہریرہ رض ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ سنتہ اور لڑکون کی امارت نہ دکھائیو اُن حضرات کی پیشین گوئی کا منشا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر پہلے ہی دی تھی چنانچہ ایک بار فرمایا کہ یہ امر یعنے اسلام کا معاملہ سیدھا اور قائم رہے گا اوسوقت تک کہ ایک شخص ہی بنی اُمیہ سے جس کا نام یزید ہے اوسمین سوراخ اور رخنہ ڈالے گا -

ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حرہ پر ہوا جو مدینہ طیبہ کے قریب ہے حضرت کھڑے ہوگئے اور انا للہ پڑھا اصحاب نے اوسکی وجہ دریافت کی فرمایا اس مقام پر میری امت کے بہتر اور عمدہ لوگ قتل کئے جائینگے - امام مالک رح کہتے ہین کہ یزید کی خلافت مین مقام حرہ پر صرف علما سات سو قتل ہوئے جن مین تین سو صحابہ تھے -

سعید بن مسیب نے کہا کہ خلیفے ابو بکر ہین اور دو عمر کسی نے پوچھا دوسرے عمر کون کہا قریب ہے کہ تم پہچان لوگے بیہقی کہتے ہین کہ دوسرے عمر عمر بن عبدالعزیز ہین سعید ابن مسیب کا انتقال اُنکے دو سال پہلے ہوا اسلئے وہ بتلا نہ سکے -

علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین بنی امیہ پر لعنت مت کرو اُن مین ایک صالح امیر ہین یعنے عمر بن عبد العزیز ظاہر ہے کہ یہ پیشین گوئیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطلاع دینے کی وجہ تہین ۔

فرمایا قیامت تک تیس جھوٹے نکلین گے جنمین مسیلمہ عنسی اور مختار ہے اور عرب مین بدتر قبیلے بنی امیہ اور بنی ثقیف ہین ۔ قبیلہ ثقیف مین ایک شخص مبیر یعنے ہلاک کرنیوالا ہوگا ۔ حضرت عمر رہ نے کہا کہ وہ اچہون سے کوئی اچھی بات قبول کرے گا نہ برون کی خطا معاف کرے گا بلکہ جاہلیت کا سا حکم کرے گا ۔

ابو الیمان کہتے ہین کہ عمر رہ کو پہلے سے معلوم تھا کہ حجاج ثقفی نکلنے والا ہے جسکے اوصاف اونہون نے بیان کر دے ۔ اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ مسیلمہ کذاب عنسی مختار اور حجاج کیسے بلاے بے درمان تھے جنکی خبر حضرت نے دی ہے ۔

فرمایا میری امت مین ایک شخص پیدا ہوگا جسکو لوگ غیلان کہین گے اوسکا ضرر ابلیس کے ضرر سے بڑہا ہوا ہوگا ۔ یہ شخص دمشق مین تھا مذہب قدریہ کو اسنے ایجاد کیا اوسکا قول تھا کہ تقدیر کوئی چیز نہین آدمی اپنے فعل کا آپ مختار اور خالق ہے ۔

خوارج کے قتل کا واقعہ اوپر مذکور ہوا جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کی خبر دے چکے تھے اور سب پیشین گوئیان بلا کم وکاست ظہور مین آئین ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ مین اونٹون کی گردنین نظر آمین گی امام سیوطی رہ کہتے ہین کہ یہ آگ ۶۵۴ھ مین نکلی تھی خلاصۃ الوفا مین لکہا ہے کہ اکابر محدثین مثل امام نووی اور قطب قسطلانی وغیرہ نے جو اوس زمانہ مین موجود تھے اس آگ کے حالات مین مستقل رسالے لکہے ہین اور اہل شام کے نزدیک اس آگ کا نکلنا بتواتر ثابت ہے ۔ اسکا واقعہ

مواہب اللدنیہ اور خلاصۃ الوفا وغیرہ مین اسطرح لکھاہے کہ ایک آگ مقام ہیلا مین پیدا ہوی جو مدینہ منورہ سے شرق کے جانب ایک منزل پر واقع ہے اس آگ کا طول چار فرسخ یعنے سولا میل اور عرض چار میل تھا اور ہیئت مجموعی ایک وسیع آگ کا شہر نظر آتا تھا جسکے اطراف فصیل اور اوس کے اوپر کنگرے اور برج آگ کے محسوس تھے اور ارتفاع مین اسقدر تھی کہ مکہ معظمہ کے لوگون نے اسکو دیکھا اور بصریٰ کے اونٹون کی گردنین اوس سے چمکتی تہین جب اپنے مقام سے وہ حرکت کی تو جس پہاڑ پر اوس کا گذر ہوتا اوسکو گلا دیتی اور بڑہتی ہوی مدینہ تک پہونچی دو یا تین یعنے حد حرم پر رہی قرطبی رح نے تذکرہ مین لکھاہے کہ شب معراج مین یعنے ۲۷ رجب کو وہ آگ بجہی۔ خوارج کے متعلق پیشین گوئیان اوپر مذکور ہوئین اور اونکے وقوع کا حال بھی معلوم ہوا۔

اسیطرح وہابیون کے فتنہ کی بھی پوری پوری خبرین حضرت نے دین چنانچہ الدرر السنیہ مین شیخ دحلان رح نے لکھاہے کہ اس فتنہ کے باب مین صحیح صحیح احادیث وارد ہین بعض بخاری اور مسلم مین ہین اور بعض دوسری کتابون مین ان مین سے چند حدیثین یہان نقل کی جاتی ہین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من ھٰھنا الفتنۃ من ھٰھنا واشار الی المشرق یعنے فرمایا کہ فتنہ ادہر سے نکلے گا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا وقال صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا وبارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا قال ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان مختصراً یعنے ایک بار حضرت نے دعا کی کہ یا اللہ ہمارے شام اور یمن مین برکت دیجیو لوگون نے کہا کہ ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائیے ارشاد ہوا وہان زلزلے اور فتنے ہین اور شیطان کا سینگ وہان سے نکلیگا وفی روایۃ سیظہر من نجد شیطان یتزلزل جزیرۃ العرب من فتنتہ یعنے فرمایا قریب ہے کہ ظاہر ہوگا نجد کی طرف سے ایک شیطان

جسکے فتنہ سے جزیرۂ عرب متزلزل ہوجائے گا وقال صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ لا یعودون فیہ حتی یعود السہم الی فوقہ سیماھم التحلیق یعنے فرمایا بہت سے لوگ مشرق کی طرف سے نکلینگے وہ قرآن پڑھینگے مگر اونکے حلق کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ ہرگز دین مین نہ لوٹینگے اور نشانی اونکی سر منڈوانا ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان من ضئضئ ہذا رای ذی الخویصرۃ اوفی عقب ھذا قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ یقتلون اھل الاسلام و یدعون اھل الاوثان یعنے ذو الخویصرہ تیمی کے خاندان سے ایک قوم نکلے گی وہ لوگ قرآن پڑھینگے مگر اون کے گلے کے نیچے نہ اتریگا دین سے وہ ایسے نکل جائینگے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اہل اسلام کو وہ قتل کرینگے اور بت پرستوں کو چھوڑ دینگے۔

شیخ دحلان نے الدرر السنیہ مین اس قسم کے اور روایتین ذکر کرکے لکھا ہے ابن عبد الوہاب نجدی قبیلہ تمیم کا ایک شخص تھا ۱۱۴۳ھ مین اسکا فتنہ نجد سے شروع ہوا اول تو لوگون کو خالص توحید کے طرف بلاتا اور شرک کی مذمتین بیان کرتا تھا جب اہل اسلام نے سادگی سے اوسکا اتباع قبول کرلیا اور رفتہ رفتہ ایک گروہ بن گیا تو اوس نے قتل و غارت شروع کردیا اور ظالمانہ طریقہ سے بزور شمشیر تسلط بڑہاتا گیا یہان تک کہ حرمین شریفین بلکہ کل جزیرہ عرب پر اس گروہ کا تسلط ہوگیا حالت اونکی یہ تھی کہ جمیع انبیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور کرشان کے ساتھ انکو نہایت دلچسپی تھی شہدا اور اولیاء اللہ کی قبرین کھد واکر نجاستین بھردی جاتی تہین دلائل الخیرات اور اوراد اذکار کی کتابین اور بزرگان دین کے تذکرے جلادئے جاتے تھے اور ضروریات دین سے یہ بات ٹھہرائے گئی تھی

کہ سنہ ۱۲۰۶ھ چھ سو سے اسطرف جتنے علما و سادات و مشایخین و اولیاء اللہ ہوئے
ہین سب کی تکفیر کی جائے اگر اس مین کوئی تامل کرتا تو فوراً قتل کردیا جاتا غرض ان
ملحدانہ اور ظالمانہ حرکات سے تمام جزیرۂ عرب ۱۲۱۲ئہ تک ایک تہلکۂ عظیم مین گرفتار
تھا۔ اس نے اپنے ہم مشربون کی علامت تحلیق راس قرار دی تھی اگر کوئی سر نہ منڈواتا
تو اوسکو اپنے گروہ مین نہ سمجھتا اس باب مین اسکو اسقدر اصرار تھا کہ عورتون کو بھی سر
منڈوانے پر مجبور کیا آخر ایک عورت نے کہا کہ ہمارے سر کے بال ایسے ہین جیسے
مردونکی داڑھیان مرد لوگ اگر داڑھیان منڈوا دین تو ہمارا سر منڈوانا بجا ہوگا اس
جواب سے لاجواب ہوکر عورتون کو اس حکم سے مستثنےٰ کردیا۔ غرض اوسکا نجدی اور
خاندان بنی تمیم سے ہونا اور مدینہ کے شرقی جانب سے جو نجد بھی جانب مین واقع ہے
نکلنا اور بت پرستون کو چھوڑکر مسلمانونکو قتل کرنا۔ اور تمام جزیرۂ عرب اوسکے فتنہ سے
متزلزل ہونا اور قرآن کا کوئی اثر اس قوم کے دل مین نہونا اور تحلیق کو اپنے گروہ
کی علامت قرار دینا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بلا کم و کاست
ظہور مین آیا۔ بعض احادیث مین وارد ہے کہ آخری زمانہ کے مسلمان بنی اسرائیل کی
پیروی کرینگے اور بعضون مین مطلقا امم سابقہ کی تصریح ہے جنمین نصاریٰ اور فارسی
بھی شریک ہین۔ اس پیشین گوئی کا وقوع ظاہر ہے کہ اس زمانے کے مسلمان نصاریٰ
کی کس قدر پیروی کررہے ہین۔ کھانا پینا لباس وضع رفتار گفتار نشست برخاست
وغیرہ جمیع امور معاشرت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوتا۔ باوجودیکہ موچھیان بڑھانے
مین سخت وعید وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی شفاعت نکرینگے
مگر اوسکی کچھ پرواہ نہین۔ صرف انگریزی دانون کی تقریرین سنکر علوم اسلامی مین نکتہ چینیان
ہوتی ہین حکمت جدیدہ کا اگر کوئی مسئلہ پیش ہوگیا تو قبل اسکے کہ اوسکی دلیل معلوم
کرین قرآن و حدیث پر اعتراض ہونے لگتے ہین نہایت ذہین اور محقق وہ شخص مانا جاتا
ہے کہ قرآن و حدیث مین تحریف و تاویل کرکے نئے خیالات کے مطابق کردے۔
نصاریٰ اپنے مکانات کی آرایش تصاویر سے کیا کرتے ہین مسلمانون نے بھی وہی

اختیار کیا حالانکہ حدیث شریف مین وارد ہے لا تدخل الملئکۃ بیتاً فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ اور جبرئیل علیہ السلام کا قول حضرت نے نقل فرمایا کہ لا ندخل بیتاً فیہ کلب ولا صورۃ یعنے جس گھر مین کتا اور تصویر ہوتی ہے اوس مین رحمت کے فرشتے نہین جاتے - مرزا صاحب کے مریدون کے گھر مین اونکی تصویر ضرور رہا کرتی ہے اور مرزا صاحب نے اوس کے جواز کا فتویٰ بھی دیدیا ہے -

کلام الٰہی مین تحریف کرنے کی عادت یہودیون کی تھی جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنے کلمات کو اپنے مقام و معانی سے دوسرے طرف پھیر دیتے ہین مرزا صاحب نے اور اون کے پہلے سر سید صاحب نے وہی اختیار کیا جیسا کہ دونون صاحبون کی تصانیف سے ظاہر ہے یہان چند تحریفین جو مرزا صاحب نے کی ہین لکھی جاتی ہین جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ظاہر ہے -

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۵ مین لکھتے ہین کہ اس مین تو کچھ شک نہین کہ اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت ہو گیا ہے ہر ایک مسلمان کو ماننا پڑیگا کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا مین دوبارہ نہین آسکتا کیونکہ قرآن و حدیث دونون بالاتفاق اس بات پر شاہد ہین کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا مین ہرگز نہین آئیگا - اور قرآن کریم انہم لا یرجعون کہکر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے اونکو رخصت کرتا ہے اور قصہ عزیر وغیرہ جو قرآن کریم مین ہے اس بات کے مخالف نہین کیونکہ لغت مین موت بمعنی نوم و غشی بھی آیا ہے دیکھو قاموس اور عزیر کے قصہ مین ہڈیون پر گوشت چڑہانے کا ذکر ہے وہ حقیقت مین ایک الگ بیان ہے جس مین یہ بتلانا منظور ہے کہ رحم مین خدا تعالےٰ ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اوس کے ہڈیون پر گوشت چڑہاتا ہے اور پھر اس مین جان ڈالتا ہے - ماسوا اسکے کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہو سکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہو کر پھر بھی فوت ہوا پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی زندگی نہین تھی ورنہ اوس کے بعد ضرور کہین اوس کے موت کا ذکر ہوتا انتہیٰ -

جس آیت شریفہ مین عزیر علیہ السلام کی موت کا ذکر ہے وہ یہ ہے قولہ تعالیٰ او کالذی مر

علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انّیٰ یحیی ھذہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک ولنجعلک آیۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیرہ

ترجمہ یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر جو گر پڑا تھا اپنے چھتون پر بولا کہان جلاویگا اوسکو اللہ مر گئے پیچھے - پھر مار رکھا اوس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اوٹھایا - کہا تو کتنی دیر رہا بولا مین رہا ایک دن یا اوس سے کچھ کم کہا نہین بلکہ رہا تو سو برس اب دیکھ اپنا کھانا پینا سڑ نہین گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجکو ہم نمونہ کیا چاہین لوگون کے واسطے - اور دیکھ ہڈیان کس طرح اونکو ابھارتے ہین پھر انپر پہناتے ہین گوشت - پھر جب اسپر ظاہر ہوا تو بولا مین جانتا ہون اللہ ہر چیز پر قادر ہے - تفسیر درمنثور مین مستدرک حاکم اور بیہقی وغیرہ کتب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ عزیر علیہ السلام سو برس کے بعد جب زندہ کئے گئے تو پہلے حق تعالے نے انکی آنکھین پیدا کین جنسے وہ اپنے ہڈیون کو دیکھتے تھے کہ ایک دوسرے سے متصل ہو رہی ہے اسکے بعد انپر گوشت پھنایا گیا - اور اوسی مین ابن عباس اور کعب اور حسن بصری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ملک الموت نے اونکی روح قبض کی اور سو برس تک وہ مردہ رہے جب زندہ ہوکر اپنے گھر آئے تو اونکے پوتے بوڑھے ہو گئے تھے اور آپکی عمر چالیس برس کی تھی - اسلئے کہ مرتے وقت آپکی عمر چالیس ہی برس کی تھی - اوسکے سوائے اور کئی روائتین اس مضمون کی مؤید درمنثور مین موجود ہین -

مگر مرزا صاحب ان احادیث کو نہین مانتے اور آیۂ شریفہ مین جو فاماتہ اللہ ہے اوسکے معنے یہ کہتے ہین کہ حق تعالے نے اونکو سلا دیا یا بیہوش کر دیا -

یہان یہ دیکھنا چاہئے کہ عزیر علیہ السلام کو استبعاد کس امر کا تھا سو کے اوٹھنے کا یا مردے زندہ ہونے کا اس آیۂ شریفہ مین تو انّی یحیی اللہ بعد موتھا سے صاف

ظاہر ہے کہ احیاے اموات کا استبعاد تھا اور ظاہر ہے کہ یہ استبعاد سو کے اٹھنے یا بیہوشی سے ہوش مین آنے سے ہرگز دور نہین ہوسکتا اس صورت مین مرزا صاحب کی یہ توجیہ کہ موت بمعنی نوم یا غشی ہے کیونکر صحیح ہوگی ہان سو برس کی نیند یا بیہوشی کے بعد اٹھنا البتہ ایک حیرت خیز بات ہے مگر اس سے بھی انکا استبعاد احیا دور نہین ہوسکتا اسلئے کہ موت ظاہراً اعدام محض ہے اور نوم و غشی طویل مین صرف طول عمر ہے جو قابل استبعاد نہیں اور طول عمر پر اعادہ معدوم کا قیاس بھی نہین ہوسکتا۔ پھر اگر ناقص نظیر کے طور پر اوسکو مانبھی لین تو اس تطویل مدت کا اونکو مشاہدہ بھی نہین ہوا اسی وجہ سے جواب مین انہون نے بھی عرض کیا کہ لبثت یوما او بعض یوم یعنے تقریبا ایک دن گذرا ہوگا جسکے بعد ارشاد ہوا کہ سو برس گذر چکے جسین اسکی تصدیق بھی انہون نے ایمانی طور پر کی جیسے احیاے اموات کی تصدیق پہلے سے اونکو حاصل تھی۔ البتہ انکا استبعاد اس طور سے دور ہوسکتا تھا کہ بچشم خود مردہ کو زندہ ہوتے دیکھ لیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلے انکی آنکھین زندہ کی گئین جس سے انہون نے خود اپنے تمام جسم کے زندہ ہونیکو دیکھ لیا پھر گدہے کی زندہ ہونیکو دیکھا جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اگر انکے استبعاد کے دور کرنیکا وہی طریقہ بیان کیا جا ےے جو مرزا صاحب کہتے ہین تو عوام الناس کو خصوصاً منکرین حشر کو بڑا موقع اعتراض کا ہاتہ آجائیگا کہ حق تعالے مین احیاے اموات کی نعوذ باللہ قدرت ہی نہین ہے کیونکہ اگر قدرت ہوتی تو ایسے موقع مین کہ نبی استبعاد ظاہر کر رہے ہین ضرور اسکا اظہار ہوتا جس سے وہ اعتراف کر لیتے۔ مگر جب ہمین انکا اعتراف یقیناً معلوم ہوگیا جیسا کہ اس قصہ کے اخیر مین ہے فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ درحقیقت انہون نے اپنے اور اپنے گدہے کے مر کر زندہ ہونیکو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تھا ورنہ تبین درست نہوگا۔

مرزا صاحب کا مذاق چونکہ فلسفی ہے اور اکثر فلسفہ کے خلاف مین جو آیات و احادیث وارد ہوتے ہین انکو رد کر دیتے ہین چنانچہ اسی بنا پر عیسی علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے باب مین لکھے ہین کہ اسکو نہ فلسفہ قدیمہ قبول کرتا ہے نہ فلسفہ جدیدہ اسلئے وہ محال ہے

اسیطرح عزیر علیہ السلام کی پہلی موت اور اسکے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتے ہین اور ہر چند نوم وغشی کے معنے سباق وسیاق کے بالکل مخالف ہین مگر مذاق فلسفیانہ کی مخالفت کی وجہ سے اوسکی کچھ پروا نکر کے بیہوشی کے معنے لیتے ہین۔

یہان حیرت اس امر کی ہوتی ہے کہ فلسفہ نے یہ اجازت کیونکر دی کہ آدمی بغیر کھانے پینے کے سو برس تک زندہ رہسکتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ رہنے مین تو بڑا ہی زور لگایا کہ کیا وہان ظروف بھی ہونگے مطبخ بھی ہو گا پائخانہ بھی ہو گا۔ معلوم نہین اس سو برس کیلیے جسکے چھتیس ہزار دن ہوتے ہین مطبخ وغیرہ کی کیا فکر کی گئی۔ مرزا صاحب ہین بڑے ہوشیار اگرچہ لکھا نہین مگر اس مائۃ عام مین کوئی نہ کوئی نکتہ معتقدین کے لئے سینہ بسینہ ضرور رکھا ہو گا۔ چونکہ اونکی طبیعت نکتہ رس حساب جمل وغیرہ سے اکثر کام لیتی ہے چنانچہ اپنی عیسویت کو غلام احمد قادیانی کے اعداد سے ثابت کرہی دیا کہ اس نام کے تیرہ سو عدد ہین اور دنیا مین اس نام والا کوئی شخص نہیں اس لئے خود عیسیٰ موعود ہین۔ تعجب نہین کہ اس مقام مین بھی اسی قسم کا نکتہ پیش نظر ہو گا کہ یہان لفظ سنہ حول اور خریف وغیرہ چھوڑ کر لفظ عام استعمال کیا گیا اور لفظ عام کے اعداد (۱۱۱) ہین چونکہ یہ شکل بارہ کے لئے موضوع ہے اسیوجہ سے تمام گھڑیون مین یہی شکل بارہ کے لئے مخصوص کیگئی ہے۔ کہ جب کانٹا اس شکل پر آتا ہے تو بارہ بجتے ہین اس سے قطعاً اور یقیناً ثابت ہی کہ بارہ گھنٹے وہ سو رہے تھے اور قیلولہ کا وقت بھی بارہ ہی کا ہے۔ ہرچند اس نکتہ مین مائۃ عام سے مائۃ کے معنی متروک ہوتے ہین مگر نکات مین سیاق وسباق کا لحاظ چندان ضرور نہین سمجھا جاتا جیسے اپنے نام کے صرف اعداد سے عیسویت کا ثبوت اسی بنا پر ہوتا ہے کہ نہ وہ سیاق ہین ہے نہ سباق مین اور نیز اسی آیہ شریفہ کے معنے سے جو مرزا صاحب کے اجتہاد سے پیدا ہوئے ہین ابھی معلوم ہو گا۔ یہ نکتہ تو ہمارے بادی الراے مین سمجھا گیا مرزا صاحب جو غور وتامل سے نکالے ہونگے وہ اس سے زیادہ بڑھا ہوا ہو گا۔

قولہ قرآن وحدیث دونون اس بات پر شاہد ہین کہ جو شخص مرگیا پھر دنیا مین ہرگز نہین آئیگا۔
ظاہر آیت موصوفہ اور احادیث مذکورہ سے ثابت ہے کہ عزیر علیہ السلام بعد موت کے دنیا مین

زندہ کئے گئے اور دوسری آیت واحادیث سے ثابت ہے کہ ہزاروں آدمی بعد موت کے دنیامین ہی زندہ کئے گئے کما قال تعالیٰ الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ترجمہ تمنے نہین دیکھا وہ لوگ گھرون سے نکلے اور وہ ہزارون تھے موت کے ڈر سے پھر کہا انکو اللہ تعالیٰ نے مرجاؤ پھر انکو زندہ کیا انتہی۔ ابن عباس وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے کثرت روایتین تفاسیر مین موجود ہین کہ وہ لوگ چار ہزار تھے جو طاعون سے بھاگ کر کسی مقام مین ٹھیرے تھے حق تعالیٰ نے سب کو مار ڈالا پھر کئی روز کے بعد حزقیل علیہ السلام کی دعا سے وہ سب زندہ ہوئے۔ اب دیکھئے کہ قرآن وحدیث کی گواہی سے ہمارا حق ثابت ہو رہا ہے یا مرزا صاحب کا مگر اسکا کیا علاج کہ مرزا صاحب نہ حدیث کو مانتے ہین نہ قرآن کو قولہ (قرآن انھم لا یرجعون کہکر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے انکو رخصت کرتا ہے) پوری آیت شریفہ یہ ہے وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون یعنے جس گاؤن کو ہم لوگ ہلاک کرتے ہین وہ پھر نہین لوٹتے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ ہلاک کی ہوئی بستیان خود مختاری سے نہین لوٹتین کیونکہ لا یرجعون بصیغۂ معروف ہے یہ کیسے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ بھی کسی کو زندہ کرنا چاہے تو نہین کر سکتا ابھی قرآن شریف سے معلوم ہوا کہ ہزار ہا مردون کو ایک وقت مین حق تعالےٰ نے زندہ کردیا۔ قولہ عزیر کے قصہ مین ہڈیون پہ گوشت چڑہانے کا ذکر ہے وہ درحقیقت الگ بیان ہے جسمین یہ بتلانا منظور ہے کہ رحم مین خدائے تعالےٰ ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اوس کی ہڈیون پر گوشت چڑہاتا ہے اور پھر جان ڈالتا ہے یہان بھی مرزا صاحب نے عجیب لطف کیا ہے کہ نہ وہان گدہا مرا ہوا تھا نہ اوسکی ہڈیان تہین بلکہ ایک عورت کا رحم پیش نظر تھا جسکے اندر ہڈیون پر گوشت چڑہ رہا تھا کیونکہ حق تعالےٰ نے عزیر علیہ السلام کی طرف خطاب کرکے فرمایا انظر الی العظام کیف ننشزھا اس سے معلوم ہوا کہ رحم کی طرف وہ دیکھ رہے ہونگے مگر قرآن شریف مین کوئی لفظ یہان ایسا نہین ہے جس سے معنے رحم کے سمجھ مین آئین اور جب گدہے کے زندہ ہونے اور اوسکے ہڈیون پر گوشت چڑہنے سے کوئی تعلق نہین اور رحم کی حالت جداگانہ بتلانا منظور تھا تو معلوم نہین کہ انظر

الی حمارك کہکر صرف گدھے کو بتلادینے سے کیا مقصود تھا کیا گدھا بھی کوئی ایسی چیز تھا کہ اسوقت اسکا دیکھ لینا انکو ضرور تھا۔ پھر بھی اسکا ذکر بھی بڑے اہتمام سے قرآن شریف مین کیا گیا ہے کہ انکو گدھا دکھلایا گیا تھا گدھے تو اب بھی ہر قسم کے موجود ہین اوس گدھے مین ایسی کونسی بات تھی جسکی حکایت کی جارہی ہے۔ اب اہل وجدان سلیم سمجھ سکتے ہین کہ جن ہڈیون پر گوشت چڑھائے جانے کا ذکر ہے وہ مردہ گدھے کی ہڈیان تھین یا رحم کے بچے کی اور صورت ثانیہ یہ بھی غور طلب ہے کہ ہڈیان رحم مین پہلے بنکر اوس پر گوشت چڑھایا جاتا ہے یا گوشت پہلے بنتا ہے۔ اگر اہل انصاف صرف اسی بحث کو کرات و مرات بغور ملاحظہ فرمائین تو مرزا صاحب کی قرآن فہمی کا حال بخوبی واضح ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ اپنی بات بنانے کو وہ کسقدر کلام الٰہی مین تصرف کرتے ہین یون تو معتزلہ وغیرہ اہل ہوا بھی قرآن شریف مین تاویل کرتے ہین مگر مرزا صاحب کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے **قولہ** کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہوسکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہوکر پھر بھی فوت ہوا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی زندگی نتھی۔

مطلب یہ ہوا کہ فاماتہ اللہ مین عزیر علیہ السلام کی موت کا جو ذکر ہوا اوسکے بعد دوسری انکی موت کا ذکر نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعثہ اللہ سے مراد اس عالم کی زندگی نہین بلکہ اوس عالم اخروی مین زندہ ہونا مراد ہے اس سے ظاہر ہے کہ اماتہ اللہ سے مراد موت حقیقی لی گئی حالانکہ اوسکا انکار کرکے نوم و غشی کے معنے ابھی بیان کرآئے ہین۔ اصل یہ ہے کہ اونکو اماتہ سے کام ہے نہ بعثہ سے جہان کوئی موقع مل گیا الٹ پھیر کرکے اپنی جمائے جاتے ہین اب مرزا صاحب کی توجیہات کے مطابق آیہ موصوفہ کی تفسیر سنیئے کہ عزیر علیہ السلام نے احیائے اموات پر استبعاد ظاہر کیا اوس پر حق تعالے نے اونکو بیہوش کردیا اور عالم اخروی مین انکو زندہ کرکے پوچھا کہ کتنے روز تمکو مرکر ہوئے انہون نے کہا تقریباً ایک روز۔ ارشاد ہوا کہ سو برس تمکو مرکر ہوئے دیکھو تمھارا کھانا پینا متغیر نہین ہوا اور گدھے کو دیکھو۔ اور رحم مین دیکھو کہ بچے کے ہڈیون پر کسطرح ہم گوشت چڑھاتے ہین یعنے مرنے کے سو برس بعد اوسکا استبعاد دور ہوگیا معلوم نہین سو برس تک وہ کہان رہے اس عالم سے تو رہی گئے تھے۔ اور اوس عالم مین سو برس کے

بعد زندہ ہوئے۔ پھر کھانا پینا بھی ساتھ ساتھ گویا سفر آخرت کا توشہ تھا جسکے دیکھنے کا حکم ہوا اور گدھا جو دکھلایا گیا کیا وہ بھی شاید سواری اس سفر کی تھی پہلا یہ زاد راہ اور سواری تو قرین قیاس بھی ہے کہ آخر سفر کا لازمہ ہے مگر رحم کے بچے کو دیکھنے مین تامل ہوتا ہے کہ اوس کی وہان کیا ضرورت تھی۔ بہرحال مرزا صاحب کے ان حقایق و معارف قرآنی کو ہم ہدیہ ناظرین کر دیتے ہین وہ خود فیصلہ کر لینگے کہ قرآن شریف مین مرزا صاحب کیسے کیسے تصرفات و تحریفات کر لیتے ہین لفظا مات مین تحریف کی بہرا یا رجعون مین بھر انظر الی العظام مین پھر نکسوھا لحما مین۔ اگرچہ ہنوز اس مین غور و فکر کو گنجایش ہے مگر بنظر ملال ناظرین اسی پر اختصار کیا گیا۔

مرزا صاحب ضرورۃ الامام مین صفحہ لکھتے ہین کہ مین قرآن شریف کے حقایق و معارف بیان کرنیکا نشان دیا گیا ہون کوئی نہین کہ جو اسکا مقابلہ کر سکے۔

فی الحقیقت مرزا صاحب نے قرآن کے حقایق و معارف بیان کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے ممکن نہین کہ کوئی مسلمان اوس مین انکا ہم پلہ ہو سکے کیونکہ بیچارے اس حدیث شریف کے لحاظ نار و دوزخ سے خائف اور لرزان ہین۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار (رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ) یعنے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی قرآن مین اپنی راے سے کچھ کہے تو اپنی جگہ دوزخ مین بنالے اور مرزا صاحب کو اسکا کچھ خوف نہین کیونکہ مذاق فلسفی مین اوس نار کا تو وجود ہی نہین پھر اوس سے خوف کیا ہے۔

ازالۃ الاوہام مین صفحہ لکھتے ہین او ترقی فی السماء قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنے کفار کہتے ہین تو آسمان پر چڑھکر ہمین دکھلا تب ہم ایمان لے آوینگے انکو کہدے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلا مین ایسے کھلے کھلے نشان دکھاوے اور مین بجز اوسکے اور کوئی نہین ہون کہ ایک آدمی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہین صاف جواب ملا کہ یہ عادت نہین کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لیجائے۔

مرزا صاحب نے خود غرضی سے اس آیت شریفہ مین اختصار و حذف وغیرہ کیا ہے

پوری آیت یہ ہے۔ وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او
تکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط
السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکة قبیلا او یکون
لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل
علینا کتابا نقروہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ ترجمہ بولے ہم
نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے
تیرے واسطے ایک باغ کھجور و انگور کا پھر بہا دے تو اوسکے بیچ نہرین چلا کر یا گرا دے
آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ اور فرشتون کو ضامن یا ہو جاوے تجھکو
ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان مین اور ہم یقین نہ کرینگے چڑھنا جب تک نہ اتار لاوے
ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لین تو کہہ سبحان اللہ مین کون ہون مگر ایک آدمی بھیجا ہوا انتہی۔
اب اس پوری آیت پڑھنے کے بعد بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا محال ہے جب تک وہ تبدیل نہ کیا جاوے جو مرزا صاحب نے
کی انہون نے اپنی کامیابی کا یہ طریقہ نکالا کہ جو جملے اپنے مدعا کے مخالف ہون انکو
نکال دور کر کے چند متفرق الفاظ اٹھاتے گئے اور کہدیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے
کہ مدعا ثابت ہے دیکھ لیجئے تمام آیت مین سے او ترقی کا جملہ لے لیا اور لن نومن لرقیک
کو حذف کر کے قل سبحان کے جملے کے ساتھ اوسکی جوڑ لگا دی تاکہ اس ترک و حذف سے
اصل مضمون جیسا ہو کوئی نیا مضمون پیدا ہو جاوے۔ چونکہ مرزا صاحب کو یہ ثابت کرنا ہے کہ جسم
خاکی کا آسمان پر جانا محال ہے اسلئے انہون نے کفار کے کل درخواستون کو چھوڑ دین
کیونکہ ان مین چند چیزین ایسی بھی ہین کہ اہل اسلام کے پاس ممکن الوقوع ہین مثلاً چشمہ کا جاری
کرنا جسکو موسیٰ علیہ السلام نے کر دکھایا تھا اور کھجور اور انگور کا باغ اور سنہری مکان حضرت کیلئے
تیار ہو جانا کوئی مشکل بات نہ تھی گو کفار کے پاس یہ چیزین بھی محال تھین انکو خوف ہوا کہ
اگر کسی کی نظر ان چیزون پر پڑ جائیگی تو حضرت کا آسمان پر جانا بھی انہین نظائر مین سمجھ لینگے
اور مقصود فوت ہو جائیگا۔ او ترقی فی السماء کے بعد کا جملہ یعنے ولن نومن

لرقیک حتی تنزل علینا کو اسواسطے حذف کیا کہ اسمین کتاب نازل کرنیکی درخواست تھی اور ترقی کے جواب مین ھل کنت الا بشرا سے جب یہ استدلال ہوکہ جسم خاکی آسمان پرنہین جاسکتا تو وہی جواب حتی تنزل علینا کا بھی ہے اس سے بھی یہی سمجھا جائیگا کہ کتاب بھی نازل نہین ہوسکتی حالانکہ قرآن شریف برابر نازل ہوتا تھا اور اکثر کفار اسکا اعجاز دیکھکر منزل من اللہ سمجھتے اور ایمان لاتے تھے۔

ہرچند مرزا صاحب نے تحریف کا الزام اپنے ذمہ لیا مگر اس سے بھی انکا مطلب ثابت نہین ہوسکتا۔ تہوڑی دیر کے لئے اتنی ہی آیت فرض کیجئے جسکا ترجمہ انہون نے استدلال مین پیش کیا ہے یعنے وقالوا لن نومن لک حتی ترقی فی السماء قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ کفار نے حضرت سے آسمان پر چڑہنے کا نشان مانگا تو انکو یہ جواب ملا کہ مین تو ایک بشر ہون یعنے خدا نہین کہ اپنی ذاتی قدرت سے ایسے خوارق عادات ظاہر کرون اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اگر کسی جسم کو آسمان پر لے جائے تو اوسکی قدرت سے بعید نہین رہا یہ کہ عادت نہین تو جتنے معجزات ظہور مین آئے تھے سب خوارق عادات تھے۔ کوئی کم فہم بھی اس جملہ سے کہ (مین تو ایک بشر رسول ہون) یہ سمجھ نہین سکتا کہ یہ عادت نہین کہ جسم خاکی کو آسمان پر لیجائے

اب دیکھ لیجئے کہ مرزا صاحب کی تحریف اور عبارت آرائی نے کیا نفع دیا ؂

شکوہ آصفی و اسپ باد و منطق طیر بباد رفت وازان خواجہ ہیچ طرف نہ بست

اس بے تکے استدلال سے تو یہ استدلال کسیقدر قریب الفہم ہوگا کہ اونکے جواب مین حضرت نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا کہ رہے ہو مین کوئی عامی شخص نہین بلکہ مین بشر رسول ہون بفضلہ تعالےٰ سب کچھ کرسکتا ہون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شب معراج اسی جسم خاکی سے آسمانون پر تشریف لے گئے جسکی تصدیق صدہا حدیثین کررہی ہین اور تمامی امت کا اجماع ہے مرزا صاحب گو فلسفہ پر کامل اعتقاد ہونے کی وجہ سے معراج کا انکار کرتے ہین مگر کوئی مسلمان جسکو خدا کی قدرت پر ایمان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار کو سچے سمجھتا ہے وہ تو ہرگز انکار نہین کرسکتا۔

چونکہ مرزا صاحب کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹانے کی بہان ضرورت تھی اس لیے هل کنت الا بشرا رسولا کے ترجمہ مین رسول کے لفظ کو چھوڑ کر اسی پر اکتفا کیا کہ زمین بجز اسکے اور کوئی نہین کہ ایک آدمی) تاکہ اردو پڑھنے والون کا خیال رسالت کی طرف منتقل ہی نہو کیونکہ رتبہ رسالت الہی عموماً و فطرۃً معظم و مکرم سمجھا گیا ہے اسیوجہ سے کفار اس رتبے کے مستحق ملائکہ کو سمجھتے تھے چنانچہ اونکا قول کما قال تعالیٰ لولا انزل علیہ ملك فیکون معہ نذیرا اور صرف بشریت کی وجہ سے ان انتم الا بشر مثلنا کہکر انبیا کی رسالت مین کلام کرتے تھے ۔ مرزا صاحب نے خیال کیا کہ اگر لفظ رسول ترجمہ مین شریک کیا جائے تو مبادا کوئی یہ کہ بیٹھے کہ حضرت کو جب رسالت کی قوت اعجازی دی گئی تھی تو ممکن ہے کہ آسمان پر جانیکی قدرت بھی ہو اسوجہ سے انہون نے اس لفظ کو ترجمہ مین ترک ہی کر دیا ۔

مرزا صاحب نے آیہ موصوفہ مین سبحان ربی کی توجیہ یہ کی کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلا مین ایسے کھلے کھلے نشانیان دکھلاوے اسکا مطلب ظاہر ہے کہ کھلے کھلے قدرت کی نشانیان دکھانا خدا تعالی کی نسبت ایک ایسا سخت عیب ہے جس سے تنزیہ کرنی ضرورت ہے معلوم نہین کہ خدا تعالی کی یہ قدرت نمائیان کسوجہ سے عیب ٹھیرائی گئی ہین یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جسمین کوئی کمال ہو اوسکا ظاہر کرنا کمال مستحسن سمجھا جاتا ہے پھر خدا تعالے کی قدرت جو غایت درجہ کا کمال ہے اوسکا اظہار کسوجہ سے نقص اور عیب ہوگا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ عیب نعوذ باللہ حق تعالے پر جو لگایا گیا ہے اسکا منشا صرف یہی ہے کہ اوس سے مرزا صاحب کی عیسویت کو صدمہ پہونچتا ہے اسلئے کہ اگر جسم خاکی آسمان پر جا سکے تو عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہو جاتی ہے پھر مرزا صاحب کو کون پوچھے غرض سبحان ربی سے یہ مطلب نکالنا صرف تحریف ہے ۔

اصل یہ ہے کہ جب سوال کوئی بے موقع اور بدنما ہوتا ہے تو اوسکے جواب مین یہ لفظ بطور تعجب کہا جاتا ہے چنانچہ اس حدیث شریف سے بھی ظاہر ہے جو بخاری شریف مین ہے عن عایشۃ ان امرأۃ سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسلها من المحیض فامرها کیف تغتسل قال خذی فرصۃ من مسك فتطهری بها قالت کیف

اتطہر بہا قال تطہری بہا کیف قال سبحان اللہ تطہری فاجتبذتہا الی فقلت تتبعی اثرالدم

ترجمہ یعنے ایک عورت نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ حیض کا غسل کسطرح کیا جائے فرمایا

کہ ایک کپڑے کے ٹکڑے مین مشک لگا کر اوس سے پاک کر کہا کیسے پاک کرون فرمایا پاک کر

پھر اوس نے پوچھا کیسا فرمایا سبحان اللہ پاک کر۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ مین نے اوسکو

اپنی طرف کھینچکر تدبیر بتلادی اب دیکھئے کہ خدا تعالی کی تنزیہ بیان کرنے کی یہان کوئی ضرورت

نہین بلکہ صرف اوس بے موقع سوال کے جواب مین بطور تعجب یہ لفظ فرمایا اسیطرح کفار کے

اون بے موقع اور مہمل سوالون کے جواب مین اس لفظ کا استعمال کیا گیا وہ سوال بے موقع

اسوجہ سے تھے کہ حضرت نے یہ دعوی کب کیا تھا کہ اپنی خود مختاری سے تمام خوارق عادات

ظاہر فرماینگے حضرت تو ہمیشہ اپنی عبودیت کے معترف تھے۔ مرزا صاحب کو اپنی عیسویت

اور تعلی ثابت کرنے کیلئے کیا کیا دقتین پیش آرہی ہین کبھی تمام علمائے اسلام کو مشرک بنانیکی

ضرورت ہوتی ہے اور کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور حق تعالے پر عیب لگانیکی احتیاج

نعوذ باللہ من ذلک۔

اس تقریر سے ایک اور امر مستفاد ہے کہ مرزا صاحب معجزات کے بھی قائل نہین اسلئے کہ معجزات

تو وہی ہوتے ہین جو قدرت الہیہ کی نشانیان ہون اور قدرت بشری سے خارج ہون پھر جب

ایسی نشانیون کا اظہار عیب اور خدا تعالی کو اوس سے منزہ سمجھنے کی ضرورت ہو تو ممکن نہین کہ

انکا وقوع ہو سکے اس صورت مین بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث جو معجزات انبیا اور کرامات اولیا

سے بھری ہوی ہین نعوذ باللہ سب کو جھوٹی سمجھنا پڑے گا بلکہ خود قرآن شریف مین بھی جو معجزات

اور خوارق عادات مذکور ہین وہ بھی بقول مرزا صاحب قابل اعتبار نہونگے ہرچند مرزا صاحب اپنے کو

ہم خیال معتزلہ کا بیان کرتے ہین چنانچہ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۵ مین لکھتے ہین کہ مین معتزلہ وغیرہ کے قول کو

مسیح کے وفات کے بارہ مین صحیح قرار دیتا ہون اور دوسرے اہل سنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہون

مگر معجزات کے انکار سے ظاہر ہے کہ مذاق فلسفی مین سرسید صاحب کے بھی ہمخیال ہین۔ فرق

اتنا ہے کہ اونہون نے جسقدر دینی مسائل مین تفرقہ اندازی کی مقصود اوس سے بظاہر مسلمانونکی

دنیوی خیرخواہی تھی اور مرزا صاحب کو اوس سے بھی کچھ کام نہین چاہے دین و دنیا دونون تباہ

ہوجائیں مگراونکی مجددیت امامت مہدویت عیسویت وغیرہ جم جائے تو بس ہے -
ص ۳۲ ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ اوس آنیوالے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے اوسکے مثیل ہونیکی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی - اور احمد وعیسیٰ اپنے جمالی معنون کے روسے ایک ہی ہین اسی کے طرف یہ اشارہ ہے (مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد) مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہین بلکہ محمد بھی ہین یعنے جامع جلال وجمال ہین لیکن آخری زمانہ مین برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا - اوس کے بعد خدا یتعالیٰ کی قدرت بیان کرکے اپنا الہام بیان کیا - وجعلناک مسیح ابن مریم اوس کے بعد لکھا کہ جو عام طور پر مشائخ وعلما مین اونمین موت روحانی پھیل گئی اسکے بعد لکھا کہ اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ مین آنے کی قرآن شریف مین پیش گوئی موجود ہے قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس کی مدت ٹھیرائی ہے بہت سے اولیا بھی اپنے مکاشفات کی روسے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیت وانا علی ذھاب به لقادرون جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہین اسلامی چاند کی سلخ کی راتون کی طرف اشارہ کرتی ہے جس مین نئے چاند کے نکلنے کی بشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عدد مین بحساب جمل پائی جاتی ہے -

جس آیت کو مرزا صاحب نے ذکر کیا وہ یہ ہے واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ترجمہ جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے اے بنی اسرائیل مین بھیجا آیا ہون اللہ کا تمھاری طرف سچا نے والا اوسکو جو مجھسے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آوے گا مجھسے پیچھے اوسکا نام ہے احمد -

مرزا صاحب آپ اور عیسیٰ جمالی بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے مصداق ہونے سے خارج کررہے ہین مگر اونکو ضرور تھا کہ پہلے قرآن وحدیث سے یہ ثابت کردیتے کہ عیسیٰ اور احمد

جلالی نام ہین اور محمد جلالی اوس کے بعد یہ ثابت کرنے کی بھی ضرورت تھی کہ جمالی نام والے کی
پیش گوئی جمالی نام والے کے واسطے ہونا ضرور ہے اسمین جلالی نام والا کوئی شریک
نہین ہوسکتا۔ مرزا صاحب کی خود سری بھی حد سے بڑھی ہوی ہے احادیث کی وقعت تو
اونکے پاس اتنی بھی نہین جتنی صدیق حسن خان صاحب کے قول کی ہے جیسا کہ
اوپر معلوم ہوا رہا کلام اللہ اوسکی حالت بھی کچھ لیجئے حق تعالے تو فرماتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
نے اوس رسول کی بشارت دی جسکا نام احمد ہے اور وہ کہتے ہین نہین وہ غلام احمد قادیانی
کی بشارت ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہین لیکن آخری زمانہ مین برطبق پیش گوئی احمد بھیجا گیا پھر
ایک الہام کا جوڑ لگا کر کہ (وجعلناک مسیح ابن مریم)
لکھتے ہین کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ مین آنے کی قرآن شریف مین پیش گوئی موجود ہے یعنے
آیہ شریفہ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسکے آنے کی پیش گوئی ہے اسلئے
کہ الہام سے آپ مسیح ابن مریم ہین اور احمد وعیسیٰ جمالی معنے کے روسے ایک ہی ہین تو جو احمد
کی پیش گوئی ہے وہی عیسیٰ کی پیش گوئی ہوی۔ اس سے حاصل مطلب صاف ظاہر ہے
کہ رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد غلام احمد ہے جو عیسیٰ ابن مریم بھی
ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہین۔

قولہ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہین۔ یعنے اگر حضرت کا نام صرف
احمد ہی ہوتا تو ممکن تھا کہ اس پیش گوئی سے کچھ حصہ مل جاتا کیونکہ آخر خود بھی تو احمد ہین اور جب
حضرت کا نام صرف احمد ہی نہین بلکہ محمد بھی ہے تو آپ بالکل اس سے بے تعلق ہین اسلئے
کہ جلال وجمال سے مرکب ہونے کی وجہ سے خالص جمال نہین جو عیسیٰ میں تھا اور پیش گوئی
اسیوقت صادق آئیگی کہ عیسیٰ کی حقیقت بھی اندر موجود ہو جیسا کہ لکھتے ہین برطبق پیش گوئی
مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔
اس تحقیق سے ایک قاعدہ بھی معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام کسی کی نسبت پیش گوئی کرتے
ہین تو اونکی حقیقت اوسمین ہوا کرتی ہے جیسا کہ عیسیٰ کی حقیقت مرزا صاحب مین ہے احادیث
صحیحہ سے اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ نوح علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کل

انبیا نے دجال کی پیشین گوئی کی ہے اس قاعدہ کے رو سے مرزا صاحب کے اعتقاد
مین یہ بات ضرور ہو گی کہ کل انبیا کی حقیقت اس دجال مین ہے جسکے قتل کرنیکے لئے مرزا صاحب
آئے ہین۔ مگر یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب مرزا صاحب کو افضل کہنا چاہیئے
یا پادریونکو کیونکہ مرزا صاحب مین تو صرف حقیقت عیسوی ہے اور پادریون مین بحسب قاعدہ
مذکورہ تمام انبیا کی حقیقت ہے۔

قولہ اور اس آنیوالے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اوس کے مثیل ہونے کی
طرف اشارہ ہے اور اسی طرف یہ اشارہ ہے **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**
اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ عیسے علیہ السلام کے بعد قیامت تک جتنے آنیوالے ان کا نام
احمد ہو وہ غلام احمد ہو۔

یا احمد بیگ یا احمد خان سب مثیل عیسے ہونگے یا انمین کوئی مابہ الامتیاز بھی ہے اگر بالکلیہ تعمیم
کیجائے تو مرزا صاحب کی تخصیص باقی نہین رہتی اور اس تخصیص کا کوئی قرینہ نہین جس سے
مرزا صاحب ہی داخل ہون۔ کیونکہ جب ہم آیۂ شریفہ کو دیکھتے ہین تو وہ بزبان فصیح کہہ رہی ہے
کہ وہ خاص رسول ہے جسکا مبارک نام احمد ہے نہ غلام ہے نہ بیگ نہ خان اسکے بعد
مرزا صاحب کا اس غرض سے کہنا بھی بیشک بیجا ہے یہ کہنا کہ آنیوالے کا نام احمد رکھا گیا
ہے غلط ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ اوس آنے والے رسول کا نام احمد ہے مگر چونکہ
مرزا صاحب نے اسمین تعمیم بیجا کر کے داخل ہونے کی تدبیر نکالی کہ لفظ رسول کو چھوڑ کر صرف
آنیوالے کا نام احمد ہے لکھدیا تاکہ لوگ رسالت کے دعوے سے چونک نہ جائین مگر
سمجھنے والے سمجھ ہی جاتے ہین ؎

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر ترک مست است مگر میل کبابے دارد

اگر یہ کہیے کہ اوس آنیوالے رسول کا نام احمد ہے اور مین وہی ہون تو ہر طرف سے اور کیر شروع
ہو جاتی مگر داخل ہونے کے بعد چپ نہ رہ سکے بلی آواز مین رسالہ کا دعوے بھی کر ہی دیا
چنانچہ اسی بحث کے آخر مین لکھتے ہین کہ مین آخری زمانہ مین بھیجا گیا تاکہ اس آیۂ شریفہ کا
پورا مصداق بنجاؤن اور رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین کوئی کسر نہ رہجائے یہان شاید

یہ کہا جائے گا کہ حق تعالے وارسلنا الریاح اور انا ارسلنا الشیاطین وغیرہ بھی فرمایا ہے
جب ہوائین اور شیاطین کو اللہ تعالی بھیجا کرتا ہے تو اگر مرزا صاحب نے اپنے کو بھیجا گیا
ہون کہا تو کونسی بری بات ہو گئی اسکا جواب یہ ہے کہ فی الواقع ہر چیز کو خاص کام کے لئے
حق تعالے بھیجا کرتا ہے مثلاً ہوا ان کو پانی برسانے کے لئے ۔ اب مرزا صاحب کو دیکھنا
چاہیئے کہ کس کام کے لئے بھیجے گئے ہین وہ ایک جلیل القدر شخص ہین اسواسطے تو نہین
بھیجے گئے ہونگے کہ زراعت وغیرہ مین لگائے جائین کیونکہ انہون نے زمین داری چھوڑ
کر علمی خدمت اختیار کی ہے جس سے ہدایت یا ضلالت متعلق ہے اگر انا ارسلنا
الشیاطین کے مدین داخل ہین تو ممکن ہے کیونکہ شیاطین کے لئے کوئی حد مقرر نہین
کی گئی قیامت تک گمراہ کرنیوالے ہر زمانہ مین پیدا ہوتے رہین گے مگر مرزا صاحب اسکو قبول
نکرین گے اور یہی فرمائین گے کہ مین ہدایت کیلئے بھیجا گیا ہون جس سے مقصود یہ کہ رسولونکے
زمرہ مین شریک ہون تو یہ بات اہل اسلام ہرگز قبول نہین کر سکتے اسلئے کہ حق تعالے نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرما کر ہمیشہ کے لئے تمام مدعیون کو مایوس کر دیا غرض مین بھیجا گیا
ہون کہنا انکا سوائے دعوے رسالت کے اور کوئی بات نہین اور یہ دعوے بمقتضائے
مقام انکو لازم بھی تھا اسلئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت شریفہ کے مصداق نہوے
تو بقول مرزا صاحب ضرور ہوا کہ وہ اسکے مصداق بنین ورنہ خبر قرآنی خلاف واقع ہو جاتی تھی
اور وہ خود کہتے بھی ہین رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے اپنی طرف اشارہ
ہے غرض اس تقریر سے اور نیز بعض الہامات سے جسکو خود انہون نے بیان کیا ہے مثلاً
انی رسول اللہ الیکم جمیعا سے صاف ظاہر ہے کہ انکو دعوے رسالت ضرور ہے ۔
اب ہم یہان نہایت ٹھنڈے عہ دل سے گذارش کرتے ہین کہ مرزا صاحب مدعی رسالت ہین اور جو
مدعی رسالت ہو وہ دجال ہے ۔ صغرا کا ثبوت ابھی معلوم ہوا اور کبری کا ثبوت اس حدیث شریف
سے ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون
قریبا من ثلثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ رواہ احمد والبخاری ومسلم ابو داؤد
والترمذی عن ابی ہریرۃ کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت

عہ اس لئے کہ مرزا صاحب اجازت دیتے ہین کہ اس قسم کی بات ٹھنڈے دل سے کہی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ۱۲

ہو سوقت تک قایم نہوگی جب تک جھوٹے دجال فریب تیس کے نہ نکلین گے سب کا دعوی یہی ہوگا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہین۔

شکل اول سے یہ نتیجہ نکلا کہ غلام احمد قادیانی دجال ہے تو پہلے ہی ایسا نام رکھا گیا کہ وہ مادہ تاریخ اس خدمت کا بن سکے یعنے سوائے غلام احمد قادیانی بشکل اول دجال ہو تو اوسکے نام نامی سے مادہ تاریخ اس خدمت کی نکل آنا ایک مناسبت کے ساتھ ہوگا بخلاف اسکے کہ اس عدد سے عیسویت ثابت کیجائے جیسا کہ مرزا صاحب نے کی ہے اب مرزا صاحب جو ازالۃ الاوہام مین لکھے ہین کہ (گورنمنٹ انگریزی دجال ہے) سو اس سے کیا فائدہ۔ قولہ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس مدت ٹھیرائی الخ پہلے اس آیت کے بتلانے کی ضرورت تھی کہ چودہ سو برس تک مسیح کبھی نہ کبھی نکل آئے گا اور اگر حساب جمل سے نکل آنیکا نام قرار داد مدت ہے تو جن آیتون مین عیسی علیہ السلام کا ذکر ہے اونکے اعداد نکال کر دیکھ لیجئے کہ چودہ سو برس پر انحصار نہین ہوسکتا پہلے سب سے زیادہ مستحق اعداد نکالنے کے لئے وہ آیۃ ہے جس مین حقیقۃ عیسی یعنے احمد آنے کا ذکر ہے یعنے آیۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر اس مین سولہ سو نکلتے ہین چونکہ اسمین بہت سے تخرجہ کی ضرورت ہے اسلئے مرزا صاحب اپنے کام مین اسکو نہ لاسکے جب انکو اس مضمون کی کوئی آیۃ نہ ملی جس مین عیسی یا احمد کا ذکر ہو تو بہ مجبوری یہ آیۃ اختیار کی وانا علی ذھاب بہ لقادرون جسکے معنے یہ ہین کہ ہم اوس کے لیجانے پر قادر ہین اب یہ نہین معلوم کہ کس کے لیجانے پر قادر ہین کیونکہ آیۃ تو پوری ذکر ہی نہین کی جس سے ضمیر کا مرجع معلوم ہو اسلئے کہ اوسکے اعداد بہت بڑھ جاتے ہین اس الہام کو انہون نے اسطرح اوٹھایا کہ اسمین اسلامی چاند کے سلخ کی راتون کی طرف اشارہ ہے جس سے ہر شخص سمجھ جائے کہ ضمیر چاند کی طرف پھرتی ہے اور چاند جانے سے سلخ ہو جاتا ہے مگر پوری آیۃ جو دیکھی گئی تو اس مین چاند کا ذکر ہی نہین بلکہ یہ ذکر ہے کہ ہم آسمان سے اندازہ کا پانی برسا کر اسکو زمین مین رکھتے ہین پھر اوس کے بعد فرمایا کہ ہم اسکو بھی لیجانے پر قادر ہین کما قال تعالے وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض

ملاحظہ ذکرہ فی رسالہ عقائد مرزا مطبوعہ امرت سر ۱۲

وانا علیٰ ذہاب بہ لقادرون۔ اس صورت مین مرزا صاحب نے ۱۲۷۴ کے
عدد کی آیت جو اس غرض سے نکالی تھی کہ اپنے ظہور کے پیشتر اسلام کا چاند ڈوب جائیگا
وہ بھی صحیح نہین ہے بلکہ اس مین بھی تحریف کی ضرورت پڑی کیونکہ یہ کی ضمیر کو چاند کی طرف
پھیر دی جسکا ذکر ہی نہین تاکہ جہال اعتبار کرسکتے سمجھ لین شاید اوپر اسکا ذکر ہوگا پھر غلام احمد
قادیانی سے یہ نکالا کہ تیرہ سو برس مین عیسیٰ نکلیگا اب دیکھیے کہ اس سلسلہ تقریر کی ابتدا یہ
تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی کہ میرے بعد ایک رسول آئینگے جنکا نام احمد ہے اسمین
یہ تحریف کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق نہین آتی پھر یہ بات بنائی کہ قرآن شریف
سے ثابت ہے کہ چودہ سو برس تک عیسیٰ نکلیگا پھر اس بات کے ثابت کرنے کیلئے
کہ عیسیٰ تیرہ سو برس مین نکل پڑا ایک آیت پیش کی کہ قرآن سے ثابت ہے کہ ۱۲۷۴ مین
اسلام کا چاند غروب کریگا حالانکہ نہ اسمین چاند کا ذکر ہے نہ ۱۲۷۴ کا پھر اپنے نام کے مجرد
اعداد ۱۳۰۰ سو سے یہ مطلب نکالا کہ عیسے کے نکلنے کا سنہ یہی ہے معلوم نہین
کہ اس سنہ کے ساتھ عیسے کو کیا مناسبت پہلے کوئی آیت یا حدیث سے یہ ثابت کرنا ضرور
تھا کہ عیسے ۱۳۰۰ مین نکلیگا اسکے بعد اگر یہ نام کے اعداد لکھے جاتے تو ایک شاعرانہ مضمون
کی دلیل بن سکتی اس تقریر سے تو وہ بھی نہ بنی۔

مرزا صاحب نے جو طریقہ ایجاد کیا ہے کہ کچھ کمی و زیادتی کر کے آیت یا حدیث کو اپنے مطلب کی
تائید مین لے لیتے ہین یہ طریقہ کوئی قابل تحسین نہین اکثر آزاد و غیر متدین بھی کام کیا کرتے ہین
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین اور یہ الہام (انا انزلناہ قریبا من القادیان
وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وکان وعد اللہ مفعولا) جو براہین
احمدیہ مین چھپ چکا ہے بصراحت اور بآواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف
مین یا احادیث نبویہ مین بہ پیشگوئی ضرور موجود ہے اسکے بعد لکھتے ہین کہ کشفی طور پر مینے
دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھکر بآواز بلند قرآن شریف
پڑھ رہے ہین اور پڑھتے پڑھتے انہون نے ان فقرات کو پڑھا (انا انزلناہ قریبا
من القادیان) تو مین نے سنکر بہت تعجب سے کہا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف

مین لکھا ہوا ہے تب انہون نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب مین نے نظر جوڈالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائین صفحہ مین شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تب مین نے اپنے دل مین کہا کہ ہان واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف مین درج ہے اور مین نے کہا کہ تین شہرون کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف مین درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ قادیان مرزا صاحب کے دعوے عیسویت پر جب یہ اعتراض ہوا کہ عیسی علیہ السلام کا دمشق مین اترنا صحیح صحیح احادیث سے ثابت ہے تو انہون نے خود یہ سوال کر کے اسکا جواب دیا کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے چونکہ امام حسین کا مظلومانہ واقعہ خدا یتعالی کے نظر مین بہت عظمت و وقعت رکھتا ہے اور یہ واقعہ حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا ہمرنگ ہے کہ عیسائیون کو بھی اوس مین کلام نہین ہوگا اسلئے خدا تعالی نے چاہا کہ آنے والے زمانہ کو بھی اوس کی عظمت اور سچی مشابہت سے تنبیہ کرے اسوجہ سے دمشق کا لفظ بطور استعارہ کہا گیا تاکہ پڑھنے والون کی آنکھون کے سامنے وہ زمانہ آجائے جس مین لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح کے طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور و جفا کے راہ سے دمشقی اشقیا کے محاصرہ مین آکر قتل کئے گئے سو خدا یتعالے نے اوس دمشق کو جس سے ایسے ظلم پر احکام نکلتے تھے اور جس ایسے سنگدل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہو گئے تھے اس غرض سے تشابہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالمون کی بستی ہی مین آتے رہے ہین اور خدا یتعالے لعنت کی جگہہ کو برکت کے مکانات بنا تا رہتا ہے اس استعارہ کو خداے تعالے نے اسلئے اختیار کیا کہ پڑھنے والے دو فائدہ اوس سے حاصل کرین ایک یہ کہ امام مظلوم حسین رضی اللہ عنہ کا دردناک واقعہ شہادت جسکی دمشق کے لفظ مین بطور پیشگوئی اشارہ کی طرز پر حدیث نبوی مین خبر دی گئی اسکی عظمت اور وقعت دلون پر کھل جائے دوسرا یہ کہ تا یقینی طور پر معلوم کر جاوین کہ جیسے دمشق مین رہنے والے دراصل یہودی نہین تھے مگر یہودیون کے کام انہون نے کئے ایسا ہی جو مسیح آنیوالا ہے دراصل مسیح نہین ہے مگر مسیح کے روحانی حالت کا مثیل ہے

اور اس جگہ بغیر اس شخص کے کہ جسکے دل مین حسین کی وہ عظمت نہو جو ہونی چاہئے ہر ایک شخص اس مشقی خصوصیت کو جو ہمنے بیان کی ہے کمال انشراح صدر سے ضرور قبول کریگا اور نہ صرف قبول بلکہ اس مضمون پر نظر امعان کرنے سے حق الیقین تک پہونچ جائیگا۔

اس تقریر مین مرزا صاحب نے کئی امور ثابت کئے ہین

(۱) قرآن شریف مین قادیان کا نام موجود ہے۔

(۲) قادیان و دمشق مین مشابہت معنوی ہے۔

(۳) حدیث شریف مین قادیان بلفظ دمشق بیان کیا گیا۔

(۴) دمشق کے لوگ ظالم ہونے کی وجہ سے قادیان مین برکت پہیلی اور عدل کا بیج کو ارا ہوا

(۵) عیسیٰ علیہ السلام کے دمشق مین اترنے کی پیشگوئی جو حدیث شریف مین ہے لفظ دمشق مین امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کا اشارہ ہے۔

(۶) یہ بات یقینی طور سے معلوم ہو گئی کہ جیسے دمشق مین مثیل یہود کے تھے ایسا ہی قادیان مین مسیح کا مثیل آئے گا۔

قرآن مین قادیان کا نام تلاش کرنے کی ضرورت مرزا صاحب کو اس وجہ سے ہوی کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان کا الہام ہوا تھا چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ یہ الہام بصراحت اور با واز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف مین موجود ہے۔

اس سے ایک نئی بات معلوم ہوی کہ الہام مین جس چیز کا نام ہو وہ نام قرآن مین ضرور ہوا کرتا ہے اگر صرف یہی ایک آیت انا انزلناہ قریبا من القادیان قرآن مین بڑہا دی جاتی تو چندان فکر کی بات نہ تھی یہ ایک مصیبت تھی کسیطرح منٹ لی جاتی مگر اس قاعدہ نے تو کمر ہی توڑ دیا کہ جو چیز الہام مین ہو وہ قرآن مین بھی ہو گی مرزا صاحب کے الہامونکا سلسلہ ایک مدت دراز سے جاری ہے اور ابھی اسکے ختم ہونے کی توقع بھی نہین بلکہ زیادتی ہی کا اندیشہ ہے اسلئے کہ جسقدر پختگی بڑہتی جائے گی الہامون کی آمد زیادہ ہوگی اور اسگلے پچھلے الہامون کی آیتین بڑہتی جائینگی جس سے بجائے خود ایک دوسرا قرآن تیار ہو جائے گا۔ قادیان والی آیت ایک عالم کو برہم کر رہی ہے جب وہ پورا

یوٹ نیا قرآن نکلیگا تو معلوم نہین کیسی قیامت برپا کریگا ؎

روز اول کہ سر زلف تو دیدم گفتم
کہ پریشانی این سلسلہ را آخر نیست

اس الہام مین یہ نہین معلوم ہوا کہ انا انزلناہ کی ضمیر کسطرف پھرتی ہے اگر قرآن کی طرف ہے تو چندان مضائقہ نہین اس لئے کہ جو قرآن قادیان مین اترتا ہے اوسمین قادیان کا نام بے موقع نہوگا مگر مرزا صاحب کا اسپر راضی ہونا دشوار ہے وہ تو یہی فرما دینگے کہ اگر جعلی قرآن مین بہائی صاحب نے یہ آیت بڑہا دی تو لطف ہی کیا رہا۔ عظمت وشان قادیان تو جب ہوگی کہ قرآن قدیم مین یہ آیت بڑھے اسیوجہ سے یہ لکھتے ہین کہ قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ مثل مکہ و مدینہ قرآن شریف مین درج کیا گیا ہے اور انزلناہ کی ضمیر مسیح وغیرہ کے طرف پھر نہین سکتی اس لئے کہ اس کا ذکر پہلے نہین جو شرط ضمیر غائب ہے اور اگر یہی مطلب ہوتا تو مثل دوسرے الہامون کے انزلناک بصیغۂ خطاب ہوتا یا مرزا صاحب خود کہدیتے کہ انا انزلناہ کی ضمیر میری طرف پھرتی ہے اور جہان قرآن شریف مین انا انزلناہ اور بالحق انا انزلناہ وبالحق نزل وارد ہے قرآن شریف کی طرف ضمیر پھرتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انا انزلناہ کی ضمیر قرآن ہی کی طرف پھرتی ہے مگر جب واقعہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ امر کسی پر پوشیدہ نہین کہ قرآن قریب قادیان نہین اتارا گیا اور ہم مرزا صاحب پر بھی جھوٹ کا الزام نہین لگا سکتے کہ بغیر الہام ہونے کے کہدیا کہ مجھپر یہ الہام ہوا اب سخت دشواری یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب کو سچے کہین تو قرآن کا قادیان مین اترنا واقع کے خلاف ہے اور اگر واقعہ کا لحاظ کرین تو مرزا صاحب جھوٹے ہوے جاتے ہین۔ مگر تطبیق و توفیق کی ضرورت نے ہمین ایک ایسا کھلا راستہ دکھلا دیا کہ ہم اوس سے ہرگز چشم پوشی نہین کر سکتے وہ یہ کہ انا انزلناہ کا کہنے والا کوئی دوسرا ہی ہے جسکی تصدیق خود مرزا صاحب ہر جگہ کرتے ہین چنانچہ ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین جب کہ سید عبد القادر جیسے اہل اللہ و مرد و فرد کو شیطانی الہام ہوا تو دوسرے عامۃ الناس اوس سے کیونکر بچ سکتے ہین۔ اس صورت مین مرزا صاحب کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے کہ اونکو الہام ضرور ہوا اور قرآن شریف کا قادیان مین اترنا بھی نہین لازم آتا البتہ صرف انکی جرأت کی

ضرورت ہے کہ وہ الہام شیطانی مان لیا جاے اور یہ چندان بدنما بھی نہین اسلئے کہ جب
ہم خلاف واقع اور جھوٹ کے مقابلہ مین اسکولا کر دیکھتے ہین تو بمصداق من ابتلی ببلیتین
فلیختار اھونہما کے اسکو الہام شیطانی سمجھنا مرزا صاحب کو بھی مفید ہے اسلئے کہ جھوٹا رسول
ہرگز نہین ہوسکتا جسکا دعوے مرزا صاحب کو ہے اور نہ مجدد و امام زمان کی یہ شان ہے
کہ خلاف واقعہ یا جھوٹ کوئی خبر دے رہا الہام شیطانی سو بقول مرزا صاحب بڑے بڑے
لوگون کو ہوچکا ہے جیساکہ ابھی معلوم ہوا اس صورت مین مرزا صاحب اپنی ذات سے
بری الذمہ ہو جائینگے کہ جو کچھ انہون نے واقعہ مین دیکھا کہدیا اس سے کیا بحث کہ دکھانے
والا کون تھا وہ فعل مرزا صاحب کا نہین جو اوس کے ذمہ دار ہون بلکہ دکھانے والا
قابل مواخذہ ہوگا ہرچند وہ اپنی براءت ظاہر کرے جیساکہ حق تعالے فرماتا ہے
کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی
اخاف اللہ رب العالمین مگر مواخذہ سے وہ بری نہین ہوسکتا جیساکہ اوسی آیہ شریف
کے آخر مین ہے فکان عاقبتہما انہما فی النار۔
البتہ ایک الزام مرزا صاحب کے ذمہ عاید ہوگا کہ انہون نے الہام شیطانی اور رحمانی مین
فرق نہ کیا مگر اہل دانش اس باب مین بھی اونکو معذور رکھ سکتے ہین کہ الہام ایک کیفیت
وجدانی کا نام ہے جو انسان مین پائی جاتی ہے اور وہ اوسکو اپنے مین احساس کرتا ہے یہ کیا
معلوم وہ کہان سے آئی جب شیطان الہام کرنے پر قادر ہے تو وہ ایسا بے وقوف نہین
کہ اپنا نام اوس الہام کے وقت بتا کر خبردار کر دے جس سے اوسکا مقصود فوت ہوجاے
غرض اس الہام کو شیطانی کہین تو مرزا صاحب کے ذمہ اس کا قصور عاید نہین ہوسکتا
مگر مرزا صاحب کو یہ فرمانا سزاوار نہین کہ قرآن شریف مین قادیان کا نام ہے مرزا صاحب کو
اپنے الہام و مکاشفہ پر کس قدر وثوق ہے جو لکھتے ہین کہ یہ الہام بصراحت اور باواز
بلند کہہ رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مکاشفہ کی نسبت لکھتے ہین کہ اوس مین ایک ایسا ابہام رہتا ہے کہ اوس کی تعبیر کی
حاجت ہوتی ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوا۔ ادنے تامل سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنے

مکاشفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفہ سے کس قدر بڑھا رہے ہین اور کس قدر اپنی
فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس باب مین بیان کر رہے ہین مگر آخری زمانہ کے مسلمانونکو
اس کی کیا پروا۔ وہ لکھتے ہین کہ قادیان اور دمشق مین مشابہت معنوی ہے اسلئے کہ امام حسین اور
عیسے علیہما السلام کے واقعے نہایت ہمرنگ ہین مطلب اسکا یہ ہوا کہ قادیان مشبہ اور دمشق مشبہ بہ
ہے اور وجہ شبہ مظلومیت کا مقام ہونا مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ دونون واقعون کی ہمرنگی پہلے
ثابت کر دیتے کیونکہ قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسے علیہ السلام نہ مارے گئے نہ
سولی پر چڑھائے گئے بلکہ نہایت عظمت وشان کے ساتھ شادان وفرحان آسمان پر چلے گئے
چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم و
قولہ تعالے وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ اور اگر بالفرض عیسے علیہ السلام بحالت
مظلومی سولی پر چڑھائے بھی گئے جیسے مرزا صاحب کہتے ہین تو پہلے یہ ثابت کرنا ضرور تھا کہ عیسی
علیہ السلام پر قادیان مین ظلم ہوا تھا تاکہ قادیان اور دمشق مین مشابہت ثابت ہو جو مقصود اس تقریر
سے ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ثابت کیا جاتا کہ امام حسین علیہ السلام دمشق مین مظلوم شہید ہوئے
کیونکہ ان دونون شہرون مین جو مشابہت بیان کیجا رہی ہے اوسمین وجہ شبہ یہی ہے کہ دونون
مظلومیت کے مقام ہین اور اگر وجہ شبہ یہ ہے کہ اجراے احکام ظلم کے مقام ہین تو یہ ثابت
کرنا ضرور تھا کہ عیسے علیہ السلام کو سولی پر چڑہانے کے احکام قادیان سے جاری ہوئے تھے
جیسے دمشق سے امام حسین پر ظلم کرنے کے احکام جاری ہوے اور یہ دونون امر خلاف واقع
ہین یعنے نہ دمشق مین امام حسین پر ظلم ہوا نہ قادیان مین عیسے علیہ السلام پر پھر ان دونون واقعون کے
ہمرنگ ہونے سے قادیان ودمشق مین مشابہت کہان سے آگئی کیونکہ وجہ شبہ طرفین مین موجود نہین
حالانکہ مشابہت کیلئے اوس کا طرفین مین موجود ہونا ضرور ہے۔

پھر مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ لفظ دمشق بطور استعارہ قادیان پر استعمال کیا گیا اس حدیث شریف
کی طرف اشارہ ہے اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء
شرقی دمشق یعنے عیسے علیہ السلام دمشق کے شرقی جانب منارہ کے پاس اترینگے
مقصود الکنایہ ہے کہ دمشق سے مراد قادیان ہے عموماً اہل علم اس بات کو جانتے ہین کہ استعال

ایک قسم کا مجاز ہے اسلئے کہ اس مین بھی لفظ اپنے معنے موضوع لہ مین مستعمل نہین ہوتا اس وجہ سے
وہان ایسے قرینہ کی ضرورت ہے کہ معنے موضوع لہ مراد ہونیکو صراحۃً بتلادے یہ امر ظاہر ہے
کہ اگر کوئی کہے کہ مین نے ایک شیر کو دیکھا تو اس سے یہی سمجھا جائیگا کہ شیر کو دیکھا ہوگا یہ کوئی
نہ سمجھے گا کہ کسی جوانمرد آدمی کو اسنے دیکھا تھے جب تک کوئی قرینہ اوسپر قائم نہ کیا جائے اور
اور اگر یون کہے مین نے ایک شیر کو دیکھا جو تیر چلا رہا تھا تو اس سے ہر شخص سمجھ جائے گا کہ اوس نے
شیر کو دیکھا نہین بلکہ کسی جوانمرد آدمی کو دیکھا ہے کیونکہ تیر چلانا اس امر پر قرینہ ہے کہ شیر کے حقیقی معنے
مراد نہین اسسے صاف ظاہر ہے کہ جب تک قرینہ قایم نہو معنے حقیقی متروک نہین ہوسکتے اب دیکھیے
کہ اگر اس حدیث شریف مین دمشق کے حقیقی معنے متروک ہوتے اور قادیان اوس سے مراد ہوتا تو
اوس پر کوئی قرینہ ضرور ہوتا حالانکہ کوئی قرینہ نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ دمشق اپنے معنے
موضوع لہ مین مستعمل ہے اور قادیان اوس سے مراد سمجھنا محض غلط ہے۔
اور نیز علم بیان مین مصرح ہے کہ استعارہ اعلام مین جائز نہین مثلاً کہا جائے کہ فلان شخص مکہ معظمہ مین
داخل ہوا اور اوس سے یہ مراد لی کہ دہلی یا لکھنؤ مین داخل ہوا تو ہرگز صحیح نہین اسیطرح دمشق سے
قادیان مراد لینا صحیح نہین شاید یہان یہ کہا جائے گا کہ سخی کو حاتم کہنا صحیح ہے حالانکہ حاتم بھی ایک
شخص کا نام تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حاتم سخاوت مین ایسا مشہور ہے کہ شخصی معنے کے طرف
ذہن نہین جاتا بلکہ حاتم کہنا اور جواد کہنا برابر ہے۔
اسوجہ سے گویا علمی معنی اوس کے متروک ہوگئے چنانچہ تمام کتب فن مین مصرح ہے اور ظاہر ہے
کہ دمشق مین یہ بات صادق نہین آتی جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسٰے علیہ السلام کا
دمشق مین اترنا بیان فرمایا اوس وقت یہ کوئی نہین جانتا تھا کہ وہ محل اجرائے احکام ظلم ہے بلکہ برعکس
اوسکے مسلمانون کے اعتقاد مین وہ نہایت عمدہ اور برگزیدہ مقام تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہایت فضیلت اوسکی بیان فرمائی تھی چنانچہ صحیح روایتون مین وارد ہے کہ شام اللہ تعالےٰ
کے پاس تمام شہرون مین برگزیدہ اور پسندیدہ مقام اور خدائے تعالےٰ کے بہترین عباد کو رہنے کی جگہ
ہے اور خاص دمشق کی فضیلت مین یہ وارد ہے کہ شام کے تمام شہرون مین دمشق بہتر ہے۔ اب
غور کیا جائے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دمشق کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ اور

تمام امت مین اوسکی عمدگی مشہور ہوگی یا بقول مرزا صاحب اوسکی خرابی کہ وہان کے لوگ
بدترین خلق ہین اگر چند روز یزید نے ظلم کے احکام جاری کئے تو اس سے دمشق کی ذاتی
فضیلت کو کیا نقصان جیسے ابوجہل وغیرہ سے مکہ معظمہ کی عظمت مین کوئی نقص نہ آیا یہ تو
قاعدہ ہے کہ جہان اچھے لوگ بکثرت ہوتے ہین چند برے بھی ہوتے ہین بڑی حیرت
کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو دمشق کو اچھا اور اسمین رہنے والون کی تعریفین
فرمادین اور مرزا صاحب برخلاف اسکے یہ کہتے ہین کہ وہ برا اور اوس مین رہنے والے نہایت
برے ہین یہ کیسی بے باکی ہے کہ امتی ہونے کا دعوے اور اوسپر یہ مخالفت نعوذ باللہ
من ذلک - اب دیکھئے کہ نہ دمشق مین کوئی ذاتی برائی ہے نہ باعتبار واقعہ کے اس مین
کوئی بلائی آئی نہ قادیان و دمشق مین کسی بات مین مشابہت ہے نہ استعارہ دمشق کا علم ہونے کی
وجہ سے صحیح ہوسکتا ہے مگر مرزا صاحب زبردستی نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث کو جھوٹی
بنانے کے فکر مین ہین کہتے ہین کہ نہ عیسے اترینگے نہ دمشق اونکے اترنے کی جگہ ہے
اگر عیسے ہین تو مین ہون اور اگر اونکے اترنے کی جگہ ہے تو قادیان ہے یہان مجنون کی
حکایت یاد آتی ہے کسی نے اوس سے پوچھا کہ خلافت امام حسین کا حق تھا یا یزید کا اوسنے
کہا کہ نہ اونکا حق تھا نہ اوسکا میری لیلے کا حق تھا مرزا صاحب بھی چونکہ عیسویت کے عاشق
ہین اس قسم کی بات کہین تو کوئی تعجب کی بات نہین مگر مسلمانون کو چاہئیے کہ ایسے مجنونانہ
مضامین کو قابل اعتماد نہ سمجھین - مرزا صاحب لکھتے ہین کہ خدائے تعالے نے دمشق کو
نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی
ظالمون کی بستی مین آتے رہتے ہین -
حاصل یہ کہ قادیان مثیل دمشق ہے یعنے ظالمون کی بستی ہے اور ایسے بستیون مین انبیا آتے رہتے
ہین اسلئے خود بدولت قادیان ہین عدل پھیلانے کو آئے ہین -
اس سے ظاہر ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہین جبھی تو کہا کہ (انبیا ایسی بستیون مین آتے رہتے
ہین) اگر ختم نبوت کے قائل ہوتے تو آتے رہتے تھے کہتے جب قادیان کا ظالمون کی بستی ہونا
ثابت کرکے کہا کہ ایسی بستیون مین انبیا آتے رہتے ہین اور ساتھ ہی یہ دعوی کیا کہ مین اوسمین

ایمان وعدل پھیلانے کو آیا ہون اور نیز لکھتے ہین کہ آخری زمانہ مین برطبق پیش گوئی احمد بھیجا گیا جیسا کہ اوپر معلوم ہوا تو اب اونکے دعوے نبوت مین کیا شک ہے۔

مرزا صاحب نبوت کی طمع مین قادیان کے لوگون کو زبردستی ظالم بنا رہے ہین ہمنے تو نہ کسی سے یہ سنا کہ قادیان ظالمونکی بستی ہے نہ کوئی اوسمین ظلم کا ایسا واقعہ کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ غیر معمولی طور پر یادگار ہو البتہ ہم اسکا انکار نہین کرسکتے کہ مرزا صاحب پر وہان کے لوگون نے یورش کی ہوگی مگر وہ بیچارے اوسمین معذور ہین کیونکہ مرزا صاحب نے مسلمانونکی دل آزاری اور اشتعال کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اونکے علماء و مشائخین زمانہ پر گالیون اور لعنت کی وہ بوچھاڑ کی کہ الامان جسکو آپ دیکھ چکے اونکی دینی کتابون کو لکھا کہ شرک سے بھری ہوئی ہین اونکے اعلیٰ درجہ کے مقتدا یعنے صحابہ اور تابعین و محدثین وغیرھم پر شرک کا الزام لگایا اونکے نبی کی شان مین جو آیت وارد ہوئی اوس کے مصداق خود بن بیٹھے اونکی کتاب یعنے قرآن شریف مین تحریف کر کے بگاڑنے کا گویا بیڑا اوٹھایا۔ نبوت اور رسالت کا دعوے کر کے اون کے نبی کی ریاست کو جو قیامت تک قایم ہے چھیننا چاہا اس پر بھی اگر وہ لوگ برہم نہوتے تو خدا اور رسول کے پاس اونکا نام کس زمرہ مین لکھا جاتا اور دشمنون مین اونکی کس درجہ کی بیحمیتی اور بے غیرتی ثابت ہوتی کیسا ہی بے غیرت مسلمان ہو ممکن نہین کہ اتنی باتین سنکر اوسکی رگ حمیت جوش مین نہ آئے۔ مرزا صاحب اگر گورنمنٹ کی حمایت مین نہوتے تو دیکھتے کہ قادیان ہی کے لوگ کیا کرتے اب بھی کسی اسلامی سلطنت مین اپنے تصنیفات لے جائین اور پھر دیکھین کہ کیا کیفیت ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کو گورنمنٹ کا بہت شکریہ کرنا چاہیے مگر بجائے شکریہ کے گورنمنٹ کو دجال کہتے ہین جیسا کہ رسالہ عقائد مرزا مطبوعہ امرتسر مین لکھا ہے اور وہ قادیان کی گورنمنٹ کو ظالم قرار دیتے ہین کیونکہ اسکو دمشق کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہین جسکا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جیسے دمشق کی حکومت سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم اور بیداد کے احکام جاری ہوئے قادیان کی حکومت سے بھی ایسا ہی ہوا ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ پر دمشق مین ظلم نہین ہوا جس سے مرزا صاحب کی مظلومیت قادیان مین بطور تشبیہ ثابت ہو۔ لسان شرع شریف سے تو دمشق کی مدح ثابت ہے مگر مرزا صاحب

اوسکی مذمت اس بنا پر کرتے ہین کہ اوس مین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچاس برس بعد ظلم ہوا حالانکہ حضرت نے شہادت کا واقعہ جو بیان فرمایا اوس مین اگر دمشق کا نام بھی ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ شہر دار الظلم ہوگا برخلاف اوس کے خاص طور پر صراحۃً دمشق کی تعریف کی جیساکہ ابھی معلوم ہوا اگر صرف اس بنا پر کہ کسی زمانہ مین کسی شہر مین ظلم ہوا اور ایسے شہر کا نام لینے سے اوس ظلم کی طرف اشارہ ہوتا ہو تو یہ لازم آئیگا کہ جہان کہ معظمہ کا نام قرآن وحدیث مین آیے اون تمام اذیتون کی طرف اشارہ ہوجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بارہ سال تک ہوتی رہین جن کا حال متعدد احادیث مین موجود ہے۔ اہل اسلام پر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنے تکلیف کا صدمہ اسقدر رہونا چاہئے کہ اپنی یا اور کسی کی موت سے ہو چہ جائیکہ اتنی مدت مدیدہ تک پیہم صدمات وتکالیف شاقہ جاری رہے جس سے ہجرت کی نوبت پہونچے اگر ذکر مکہ سے اشارہ اون تمام اذیتونکی طرف ہو تو وہ شہر مبارک بقول مرزا صاحب معاذ اللہ مبغوض ہونا چاہئے حالانکہ نہ کسی حدیث سے مرزا صاحب اوس کا مبغوض ہونا ثابت کرسکین گے نہ کوئی مسلمان اوسکو مبغوض کہہ سکتا ہے کیونکہ چند بد معاشون کے ظلم وزیادتی سے کوئی متبرک اور ممدوح شہر مبغوض نہین ہوسکتا۔

مرزا صاحب جو دمشق کو مبغوض قرار دے رہے ہین صرف کارسازی اور خود غرضی ہے مقصود صرف اتنا ہے عوام الناس کو جو ظاہر بین ہوتے ہین ایک واقعہ جانکاہ یاد دلاکر اوسکی خرابی کی جہت کی طرف متوجہ کردین اور ساتھ ہی وہی جہت قادیان مین قائم کرکے دمشق سے مراد قادیان لین جس سے اپنی عیسویت جہلا کے پاس جم جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود صریح فوت ہوجائے اسلئے کہ مقصود اوس حدیث شریف سے اسیقدر ہے کہ عیسٰی علیہ السلام دمشق مین اترین گے نہ اوسکے سیاق وسباق مین امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام ہے نہ دمشق کی خرابی نہ کسی طرف اشارہ ہے اب دیکھئے کہ یہ کیسی کھلی ہوئی تحریف ہے۔

مرزا صاحب کو منظور تھا کہ قادیان کو دمشق ثابت کرین اسلئے یہ واسطہ قائم کرنے کی ضرورت ہوئی کہ قادیان کے لوگ یزیدی الطبع ہین اگر اسکو بنانا منظور ہوتا تو یہ آیہ شریفہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین پیش کرکے وہی تقریر دلائے کہ مکہ کا

لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہان نہایت ظلم ہوا اور قادیان مین ابوجہل الطبع لوگون نے اپنے پر ویساہی ظلم کیا اس لئے مکہ سے قادیان مراد ہے بمناسبت مردم یزیدی الطبع قادیان دمشق ہو تو بہ مناسبت ابوجہل الطبع قادیان مکہ بننے کو کیا دیر۔

مرزا صاحب کی غم خواری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نسبت سلام روستائی سے کم نہین ان حضرت کو ان امور سے کام ہی کیا۔ وہان تو علانیہ بے دھڑک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اعتراضات ہوتے ہین کہ انہون نے خواہ مخواہ سلطنت مین مداخلت کرکے مخالفت کی جیساکہ صاحب عصائے موسے نے مدلل لکہا ہے اور خط مولوی نورالدین صاحب جو مرزا صاحب کے اعلے درجہ کے حوارین مین سے ہین نقل کیا ہے جسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ لایلدغ المؤمنین من جحر واحد مرتین وارد ہے حضرت امام اس حجر مین کیون جاگھسے صحابہ کی مشورت کے خلاف کیون کیا۔

لیجئے جب حضرت امام حسین کی حرکت و مخالفت قابل مواخذہ و اعتراض ٹھیرے تو یہ اظہار خوش اعتقادی غرض آمیز نہین تو کیا ہے۔ اگر مرزا صاحب کی خوش اعتقادی دلی ہوتی تو اون کے مریدین کو کبھی ایسی تقریرون کی جرات نہوتی۔

تحریر فرماتے ہین کہ یقینی طور پر سے معلوم ہو گیا کہ جیسے دمشق مین مثیل یہود کے تھے ایساہی قادیان مین مسیح کا مثیل آئیگا۔ سبحان اللہ کجا دمشق کجا قادیان پھر طرفہ یہ کہ تمام مسلمانون کو یقین بھی آگیا مرزا صاحب کو یقین ایسے باتون کا ہوا کرتا ہے لیکن احادیث صحیحہ پر یقین نہین آتا اللہم انا نعوذ بک من شرور انفسنا۔ یہ چند تحریفین جو مرزا صاحب کی لکہی گئین مشتے نمونہ از خروارے ہین۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حسب فرصت وقت اور بھی لکھی جائینگی اسوقت اکثر احباب کی یہ رائے ہوی کہ بالفعل یہ رسالہ انوار الحق جسقدر لکہا گیا طبع کرادیا جائے تاکہ جسکو توفیق ازلی ہو اوس سے بہرہ یاب ہو اسلئے اس حصہ کو مین اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ الٰہی بطفیل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل اسلام کو توفیق عطا فرما کہ جو راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی اور صحابہ نے اجتک اہل حق کا اوسپر اجماع رہا اوسکی پیروی مین مصروف اور رہنے دیجے۔ دین وائین و خیالات سے محترز اور محفوظ رہین آمین۔

تاریخ طبع زاد جناب معلی القاب مولوی مظفر الدین صاحب المتخلص بہ معلی عم فیضہ

چو مولاے من مقتداے زمین | بیا نسخہ فرمود ظہار حق | لشود از خیالات ما طس برون
کند غور اگر یہ طلب گار حق | موم چون فرسنہ طبع و | پیے شکر و تحسین بین کار حق

معلی دم گفت تاریخ طبع | زہے جلوہ فیض انوار حق ۱۳۲۲ھ

غلطنامہ انوار الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	یَقتِنُوْنَ	یُقتَنُوْنَ	۸	۱۹	لے	کے
۳	۱۱	مَرْتَیْن	مَرَّتَیْنِ	۸	۲۰	ہوتا	ہوتا
۴	۶	کو	گو	۹	۱۰	ورنہ	اورنہ
۴	۸	کو	گو	۱۰	۱۰	بھر	پھر
۵	۲	کا	۰	۱۳	۲	پڑھادیتے	بڑھادیتے
۵	۳	لقیمۃ	القیمۃ	۱۴	۵	اللہ	لِلّٰہِ
۵	۲۲	شخش	شخص	۱۴	۹	گھڑا	کھڑا
۶	۱۴	نماز	و نماز	۱۴	۱۵	کوج	کوچ
۷	۱۲	ابوالھب	بولھب	۱۷	۲۱	بیدو	یبدو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۱۲	پسند	بسند	۲۵	۱۵	قتلت	قتلتُ
۱۸	۲۰	اور	وہ	۲۵	۱۵	حییته	احییته
۱۹	۱	بینها	بینهما	۲۶	۱۰	ہوے	ہوتا ہے
۱۹	۱	یعیش	یعیش	۲۷	۱۵	بصیر	بصیرة
۱۹	۷	ادك	ادرك	۲۷	۲۰	ضروے	ضرور ہے
۲۱	۲۲ ۶	ربك والخنازیو	ربکم والخنازیر	۲۸	۱۳	ہزارون	ہزارون
۲۲	۱۱	ہوجائے	ہوجائیگی	۲۸	۲۰	جاتا	جاتا
۲۳	۱۵	قار	قال	۲۸	۲۱	متن	تین
۲۴	۴	از	اشد	۲۹	۱۶	مریان	عمریان
۲۴	۱۱	کرر	کرنے	۲۹	۱۸	ملاقاتبون	ملاقاتیون
۲۴	۱۴	گردی	کردی	۳۱	۲	تاول	تاویل
۲۵	۱۲	تنی	تلی	۳۱	۵	سمجھتے	سمجھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٢	١	یتیع	یَتَّبِعُ	٥٢	١٦	منی	منہا
٣٣	١	فرماوہے	فرمارہے	٥٢	٢١	ے	سے
٣٣	٩	فرمانے	فرماتے	٥٢	٢٣	لے	نے
٣٤	١٦	یلتبون	یکتبون	٥٢	٢٣	م	تمام
٤٣	٥	ہے	ہی	٥٣	١	ایسا	
٤٣	٩	مابوؤل	مایئو دل	٥٣	٣	آبیت	آپ
٤٣	١١	مابوؤل	مایئو ول	٥٣	١٢	ممکن	ممکن
٤٤	٩	تہا	تنہا	٥٥	٣	بن	مین
٤٥	٢	آرہے ہیں	آرہی ہے	٥٦	١	ر	رض
٤٦	٤	خلفاسے	خلفاے	٥٦	٢	.	کہ
٤٩	٢٢	اوس کی	اُسکی	٥٦	٢	حدیتوں	حدیثوں
٥٠	١٧	فرمادیاکی	فرمادیایاکوئی	٥٦	١٦	تعقرر	تعقریر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۶	مولوی	مرزا	۶۴	۵	نعین	تعیئین
۵۷	۱۷	کے	کر	۶۴	۱۱	بنتے	بننے
۵۷	۲۰	نعب	نعیب	۶۵	۱۷	نے	ہونے
۵۸	۱۸	پرَہا	پڑہا	۶۸	۵	مشہور	مشہور
۵۹	۱۰	الحو	الی الحق	۶۸	۸	پرواو	پرواہ
۵۹	۱۸	کر	کو	۷۲	۲۱	بلادونگا	بلاؤنگا
۵۹	۲۰	یُسُل	یُسْئلُ	۷۴	۲۳	جواری	خواری
۵۹	۲۲	سے	سے	۷۵	۱۴	ہی	حیّ
۶۰	۳	میں	ہیں	۷۶	۵	بیر	بمیر
۶۱	۷	اپنے	اوسکے	۷۶	۲۰	آئین گی	آئینگی
۶۱	۱۸	اوس	اوس	۷۸	۷	ذی الخویصر	ذی الخویصرۃ
۶۲	۷	فنبیُ	فَنَبِیّ	۷۸	۱۴	۰	کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧٩	٢٠	کرشان	کسرشان	٨٧	٥	تقروہ	نقروُہ
٨٠	١٥	اوو	اور	٨٨	١٢	بیاد	بیاد
٨١	١	ہذہ	ہذہ اللہ	٩٠	١	کیف	قالت کیف
٨١	٤	ننشرھا	ننشزھا	٩٠	٢	اثراللہ	اثرالدم
٨٢	٥	استعباد	استبعاد	٩٠	٥	گی	کی
٨٣	٧	ون	دن	٩٠	١٩	چنا	چنانچہ
٨٥	١١	عززیر	عزیر	٩١	١٢	انتے	مانتے
٨٥	١٧	امانر	امانت				
٨٥	١٧	بعثہ	بعثت	٩٢	١٠	برسول ایانی	برسول یاتی
٨٥	١٧	پیا	پینا	٩٣	٢٠	ہہ	یہہ
٨٦	٦	امات	امانت	٩٤	٦	کئے	گئے
٨٦	١٣	فرماتا	فرمایا	٩٥	١٥	ملی	ملی
٨٧	١	تفخو	یفجر	٩٦	٣	یہ	ہہ

فہرست انوار الحق

مضمون	صفحہ
ابطال فرق باطلہ	۲
امتیاز حق و باطل	۳
مرزا صاحب کی گالیان	۷
مسلم بن عقبہ نے مدینہ کی بےحرمتی کی	۸
امر بالمعروف کے شرایط	۹
اہل ہوا سے دور رہنے کا حکم	۱۱
قصہ خوارج	۱۳
ولی کو پہچاننا مشکل ہے	۱۷
زمانہ کا تنزل بحسب حدیث	۱۹
تاجرون سے دین کی تائید	۲۰
مرزا صاحب نے جو اپنی عیسویت کی جو تمہید کی غلط ہے	۲۱
فضایل امت نبوی	۲۲
خوف فتنہ دجال	۲۳
عیسیٰ علیہ السلام کا آنا بوجہ احترام امت	۲۴
دجال کا مردہ کو زندہ کرنا	۲۵
پادری دجال ہو سکتے ہیں یا نہیں	۲۷
موضوعیت احادیث	۲۹
مرزا صاحب نے کل مسلمانون کو مشرک قرار دیا	۳۰
دجال اعور کے معنے	۳۲
علامات قیامت	۳۷
ابن صیاد کا ذکر اور وہ دجال نہ تہا	۳۸
قسم کے اقسام	۴۴
حدیث تمیم داری رضی در بارہ دجال	۴۶
دجال کے خوارق عادات	۵۲
سب کام مشیت و تخلیق سے ہوتی ہیں	۵۸
مکاشفہ	۶۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند کشف	۶۹
فتنہ وبا بیان	۷۷
مرزا صاحب کی تحریفین	۸۰
قصہ عزیر علیہ السلام	۸۰
مرزا صاحب کا دعوی رسالت	۹۳
قرآن مجید میں قادیان کا نام	۹۶
الہام کے اقسام	۱۰۰
قادیان و دمشق میں مشابہت	۱۰۳
غلطنامہ کتاب ہذا	۱۰۷